



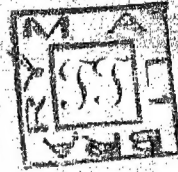
URDU SECTION

URDU BOOK

لغات و علوم

۴۸۶

تعلیم و علم و علوم الناس



# تذکرہ علماء برقی محل

مؤلف

مولانا مولوی محمد عنایت اللہ صاحب تخلص العالی انصاری فرنگی علی افسر مدرسہ عالیہ نظامیہ



باہتمام عاصی پرمعاصی سید محمد شفاق حسین رضوی منیر

۱۳۴۷

اشاعتہ علوم برقی پریس فرنگی محل لکھنؤ



کتابخانه ملی

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U53796

۵۳۷۹۴



CHECKED 2002

۱	موسیقی و آواز	۱	موسیقی و آواز
۲	آواز و موسیقی	۲	آواز و موسیقی
۳	آواز و موسیقی	۳	آواز و موسیقی
۴	آواز و موسیقی	۴	آواز و موسیقی
۵	آواز و موسیقی	۵	آواز و موسیقی
۶	آواز و موسیقی	۶	آواز و موسیقی
۷	آواز و موسیقی	۷	آواز و موسیقی
۸	آواز و موسیقی	۸	آواز و موسیقی
۹	آواز و موسیقی	۹	آواز و موسیقی
۱۰	آواز و موسیقی	۱۰	آواز و موسیقی
۱۱	آواز و موسیقی	۱۱	آواز و موسیقی
۱۲	آواز و موسیقی	۱۲	آواز و موسیقی
۱۳	آواز و موسیقی	۱۳	آواز و موسیقی
۱۴	آواز و موسیقی	۱۴	آواز و موسیقی
۱۵	آواز و موسیقی	۱۵	آواز و موسیقی
۱۶	آواز و موسیقی	۱۶	آواز و موسیقی
۱۷	آواز و موسیقی	۱۷	آواز و موسیقی
۱۸	آواز و موسیقی	۱۸	آواز و موسیقی
۱۹	آواز و موسیقی	۱۹	آواز و موسیقی
۲۰	آواز و موسیقی	۲۰	آواز و موسیقی
۲۱	آواز و موسیقی	۲۱	آواز و موسیقی
۲۲	آواز و موسیقی	۲۲	آواز و موسیقی
۲۳	آواز و موسیقی	۲۳	آواز و موسیقی
۲۴	آواز و موسیقی	۲۴	آواز و موسیقی
۲۵	آواز و موسیقی	۲۵	آواز و موسیقی
۲۶	آواز و موسیقی	۲۶	آواز و موسیقی
۲۷	آواز و موسیقی	۲۷	آواز و موسیقی
۲۸	آواز و موسیقی	۲۸	آواز و موسیقی
۲۹	آواز و موسیقی	۲۹	آواز و موسیقی
۳۰	آواز و موسیقی	۳۰	آواز و موسیقی



ردیف	عنوان	صفحه	توضیحات
۳۴	مولوی الهی بخش بن مولوی غلام محیی	۲۱	حرف
۳۵	مولوی محمد یاسین بن مولوی قطب الدین	۲۲	۵۳ مولوی محمد
۳۶	مولوی امان الحق بن مولانا نادر خان	۳۰	۵۵ مولوی حامد
۳۷	مولوی اقبال الرحمن بن مولانا امان الحق	۳۱	۵۶ مولوی حبیب
۳۸	مولوی امداد حسین بن مولوی عبدالکلیم	۳۲	۵۷ مولوی حبیب
۳۹	مولوی محمد امین بن ملا حسین	۳۳	۵۸ مولوی حبیب
۴۰	مولوی امین الحق بن ملا ابرار الحق	۳۰	۵۹ مولوی حبیب
۴۱	مولوی امین الله بن مولوی محمد اکبر	۳۸	۶۰ مولوی حجت الله
۴۲	مولوی انعام الله بن مولانا ولی الله	۳۲	۶۱ مولوی جسام الحق بن مولوی انعام
۴۳	مولانا انوار الحق بن مولانا احمد	۲۵	۶۲ ملا حسن شمس
۴۴	عبدالحق قدس سرمد	۲۵	۶۳ مولوی محمد حسین بن مولوی افضل حسن
۴۵	مولوی انوار الدین بن مولوی انور الله	۳۷	۶۴ مولوی حبیب الله بن مولوی حبیب الله
۴۶	مولوی محمد ایوب بن مولوی محمد یوسف	۳۹	۶۵ مولوی محمد حسین بن مولوی شائق
حرف الباء			
۴۷	مولوی برکت الله بن مولوی انور الله	۴۲	۶۷ مولوی حفیظ الله بن مولوی خلیل الله
۴۸	مولانا نادر بن الحق بن مولانا انور الحق	۴۳	۶۸ مولوی حمید الله بن ملا حفیظ الله
۴۹	مولوی شمس الله بن مولوی کریم الله	۴۵	۶۹ مولوی حیات الله بن مولوی حبیب الله
۵۰	مولوی محمد شمیم بن مولوی ابراهیم	۴۶	۷۰ مولوی حمید ربیع الله بن مولوی حبیب الله
۵۱	مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد العزیز	۴۷	۷۱ مولوی حمید بن مولوی قطب الدین
حرف الفاء			
۵۲	مولوی محمد بن مولوی حبیب الله	۴۸	۷۲ فاک الله بن مولوی حمید بن ملا حسین
حرف الحاء			
۵۳	مولوی محمد بن مولوی حبیب الله	۴۹	۷۳ مولوی فاروق بن مولوی حمید
۵۴	مولوی محمد بن مولوی حبیب الله	۵۰	۷۴ مولوی خلیل الدین بن مولوی اکبر الحق
۵۵	مولوی محمد بن مولوی حبیب الله	۵۱	۷۵ مولوی محمد بن مولوی حبیب الله

۱	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۱	مولوی شمس الدین عظیمی
۲	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۲	مولوی شمس الدین عظیمی
۳	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۳	مولوی شمس الدین عظیمی
۴	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۴	مولوی شمس الدین عظیمی
۵	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۵	مولوی شمس الدین عظیمی
۶	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۶	مولوی شمس الدین عظیمی
۷	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۷	مولوی شمس الدین عظیمی
۸	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۸	مولوی شمس الدین عظیمی
۹	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۰۹	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۰	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۰	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۱	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۱	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۲	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۲	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۳	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۳	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۴	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۴	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۵	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۵	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۶	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۶	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۷	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۷	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۸	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۸	مولوی شمس الدین عظیمی
۱۹	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۱۹	مولوی شمس الدین عظیمی
۲۰	مولوی شمس الدین عظیمی	۱۲۰	مولوی شمس الدین عظیمی

[illegible]

ردیف	نام	صفحه	ردیف	نام
۱۶۳	مولوی عبدالرشید بن مولوی شکیل الله	۱۶۳	۸۹	مولوی محمد عمر بن مولوی قطب الدین
۱۶۴	مولوی عبدالحمید بن مولوی عبدالکرم	۱۶۴	۱۶۹	مولوی محمد عیسیٰ بن مولوی قطب الدین
۱۶۵	مولوی عبدالغنی بن مولوی بکر المسلم	۱۶۵	۱۶۹	مولوی محمد عیسیٰ بن مولوی محمد یوسف
۱۶۶	مولوی عبدالرشید بن ملا عبدالاحد	۱۶۶	۱۶۹	فقیر محمد شایسته الله مولوی کریم آباد
۱۶۷	مولوی عبدالرشید بن ملا عبدالاحد	۱۶۷	۱۶۹	مولوی عبدالرشید بن ملا عبدالاحد
۱۶۸	مولانا عبدالوالی بن ملا ابوالکرم	۱۶۸	۱۶۹	مولوی محمد عیسیٰ بن ملا عبدالاحد
۱۶۹	مولوی عبدالوالی (قطب الدین صاحب)	۱۶۹	۱۶۹	مولوی غلام جیلانی بن مولوی غلام محمد
۱۷۰	مولوی حبیب الرحمن بن ملا عبدالاحد	۱۷۰	۱۶۹	مولوی غلام حسن بن مولوی غلام علی
۱۷۱	مولوی عبدالوهاب بن ملا عبدالرحیم	۱۷۱	۱۶۹	مولوی غلام حسین بن مولوی غلام محمد
۱۷۲	مولانا عبدالوهاب بن مولانا عبدالرزاق	۱۷۲	۱۶۹	ملا غلام دوست محمد بن ملا
۱۷۳	مولوی عبدالهادی بن ملا علی محمد	۱۷۳	۱۶۹	مولوی غلام رسول بن مولوی غلام کریم
۱۷۴	مولوی حقیق الشهد بن مولوی حسان الله	۱۷۴	۱۶۹	مولوی غلام نکر یا بن مولوی غلام دوست
۱۷۵	مولوی محمد عتیق بن مولوی عبدالحمید	۱۷۵	۱۶۹	مولوی غلام سنان بن مولوی غلام قادر
۱۷۶	مولوی عزت الله بن ملا عقیق الله	۱۷۶	۱۶۹	مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد
۱۷۷	ملا عزیز الله بن ملا علی	۱۷۷	۱۶۹	مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد
۱۷۸	مولوی عظمت الله بن مولوی اسد الله	۱۷۸	۱۶۹	مولوی غلام عیسیٰ بن مولوی غلام محمد
۱۷۹	مولوی محمد عظیم بن مولوی ابراهیم	۱۷۹	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن ملا غلام دوست محمد
۱۸۰	مولوی خلیل الله بن ملا حنیف الله	۱۸۰	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۱	ملا جواد الدین بن مولانا نور الدین	۱۸۱	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۲	مولوی محمد علی بن ملا حنیف الله	۱۸۲	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۳	مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ	۱۸۳	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۴	ملا علی محمد بن ملا معین	۱۸۴	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۵	مولوی عظیم الله بن ملا حبیب الله	۱۸۵	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد
۱۸۶	مولوی غلام الدین بن ملا عبداللہ	۱۸۶	۱۶۹	مولوی غلام محمد بن مولوی غلام محمد

ردیف	مؤلف	ردیف	مؤلف
۲۰۹	مولوی غلامحسین دہلوی نقی	۲۰۹	مولوی غلامحسین دہلوی نقی
۲۱۰	مولوی فرحت اللہ بن سید علی گشت	۲۱۰	مولوی فرحت اللہ بن سید علی گشت
۲۱۱	مولوی فرید الدین بن دہلوی نقی	۲۱۱	مولوی فرید الدین بن دہلوی نقی
۲۱۲	مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ	۲۱۲	مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ
۲۱۳	مولوی ابوالفضل بن مولوی یعقوب	۲۱۳	مولوی ابوالفضل بن مولوی یعقوب
۲۱۴	مولوی اعجاز الدین بن فاضل	۲۱۴	مولوی اعجاز الدین بن فاضل
۲۱۵	مولوی فضل حسن بن مولوی ابوالفتح	۲۱۵	مولوی فضل حسن بن مولوی ابوالفتح
۲۱۶	مولوی فقیر حسین بن مولوی ابوالفتح	۲۱۶	مولوی فقیر حسین بن مولوی ابوالفتح
<b>حرف الف</b>			
۲۱۷	حضرت قطب شہید جلال الدین رکنی	۲۱۷	حضرت قطب شہید جلال الدین رکنی
۲۱۸	مولوی محمد قاسم بن مولوی ہمدی	۲۱۸	مولوی محمد قاسم بن مولوی ہمدی
۲۱۹	مولوی محمد قاسم بن مولوی عبد الغفور	۲۱۹	مولوی محمد قاسم بن مولوی عبد الغفور
۲۲۰	ملا فخر علی شمس الدین بن مولوی	۲۲۰	ملا فخر علی شمس الدین بن مولوی
۲۲۱	مولوی قطب الدین (قطب میاں)	۲۲۱	مولوی قطب الدین (قطب میاں)
۲۲۲	مولوی قطب الدین بن مولوی غلامحسین	۲۲۲	مولوی قطب الدین بن مولوی غلامحسین
۲۲۳	مولوی قیام الدین بن مولوی عبد العزیز	۲۲۳	مولوی قیام الدین بن مولوی عبد العزیز
<b>حرف با</b>			
۲۲۴	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۴	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۲۵	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۵	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۲۶	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۶	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۲۷	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۷	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۲۸	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۸	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۲۹	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۲۹	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم
۲۳۰	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم	۲۳۰	مولوی کمال الدین بن مولوی محمد اسلم

[illegible]

# مشاہیر علمائے فرنگی محل

شمار	عنوان	سن
(۱)	استاذ اہل علم و نظام الدین	۱۷۹
(۲)	مولانا بکیر العلوم عیدہ اعظمی	۱۸۶
(۳)	مولانا احمد عیدہ اعظمی	۲۳
(۴)	مولانا احمد عیدہ اعظمی	۲۵
(۵)	مولانا عبد الباقی	۱۸۷
(۶)	مولانا عبد الباقی	۹۵
(۷)	مولانا عبد الباقی	۱۰۱
(۸)	مولانا عبد الباقی	۱۰۴
(۹)	مولانا عبد الباقی	۱۰۹
(۱۰)	مولانا عبد الباقی	۱۱۱
(۱۱)	مولانا عبد الباقی	۱۱۸
(۱۲)	ملاحسن	۱۰۶
(۱۳)	ملاحسن	۱۰۹
(۱۴)	ملاحسن	۱۰۳
(۱۵)	ملاحسن	۱۰۳
(۱۶)	ملاحسن	۲۰۶
(۱۷)	ملاحسن	۱۰۹
(۱۸)	ملاحسن	۱۰۳
(۱۹)	ملاحسن	۱۰۳
(۲۰)	ملاحسن	۱۰۳





اب باقی تین جن اور اکثر حضرات اُس کے طلبہ کا رہیں۔ اگر کسی صاحبِ فضلہ جدید کے صاحبِ علمائے فرائض محل کے حالات تحریر فرماتے تو بیچ کر لے جاتے۔ مجھے خیال ہوا اگر اس بار کو تین چار سرلیٹوں کو بچھ کر یہ بھی موقع ہو گا کہ اس ضمن میں دیگر علمائے فرائض کی غلطیوں کی کیا ہے حضرت اُمت اور جہت اللہ علیہ کا بھی مختصر تذکرہ قلمبند کر سکو تاکہ حضرت مولانا شریف علیہ کامل ہوا حج زندگی مجلس اشاعت العلوم جو مولانا کی یادگار میں قائم ہو اور سب شائقِ علم کا اہتمام کر رہی ہے مگر نظام بھی اس میں تاخیر ہے۔ اس لیے مختصر رہی اسی حضرت مولانا شریف علیہ کے حالات کتبنا میں سے لے کر مولانا کی ساری زندگی سے محبت و تعلق سے مولانا کی خدمت کر لیا کہ انشاء اللہ اس کام کو بروئے کار لے کر دو کچھ چنانچہ یکم محرم الحرام ۱۳۸۵ھ سے پہلے اس وقت کو لکھنا شروع کیا اور محرم ۱۳۸۵ھ تک تمام پر اسکا تمام ہو گیا۔ مولانا کی تمام کتابیں جو علمائے فرائض کی غلطیوں سے پر محبت مدد دے گا جو یہ کیا ہوا ہے۔ اس تذکرہ کے طبعی وقت کی بہت سی کتابیں میرے پیش نظر تھیں مگر میں نے سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے وہ سبب یہ ہے۔

حصر الشرح۔ آثار الاولیاء۔ یادداشت حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ۔ (مختصر تصنیف)۔  
 رسالہ تعلیمیہ۔ مصنفہ مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم رحمۃ اللہ علیہ  
 مقدمہ دعوتی ہدایہ۔ مقدمہ معاہدہ محمدیہ لایہ۔ التعاون الخیر۔ حصرۃ الخیر۔ اذاعۃ الخیر۔  
 التوازی البیہ۔ خیر المصلی۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم رحمۃ اللہ علیہ  
 عودۃ الوائیل۔ غداً و بعداً۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم رحمۃ اللہ علیہ  
 الاموال و العالیہ متاخرات الخیر۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم رحمۃ اللہ علیہ  
 تذکرہ اشراف الخیر۔ (مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم صاحبِ بیاد و غلہ فرائض علی)

انصاف و انصاف۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم صاحبِ بیاد و غلہ فرائض علی  
 مکتبہ دارالکتاب۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم صاحبِ بیاد و غلہ فرائض علی  
 (مصنفہ نظامہ آزاد بلگرامی)  
 احسن علماء فرائض۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم صاحبِ بیاد و غلہ فرائض علی  
 اس کا پتہ نہیں ہے۔ دستجات حضرت مولانا عبدالمطلب بن بکر العلوم صاحبِ بیاد و غلہ فرائض علی

خیر اہل کے پورے مضمون کو مجسمہ اردو میں لکھ دیا ہے۔ اختصار کے خیال سے اکثر جگہ بعض حضرات کے ناموں کے بدلے مختصر القاب لکھ دیے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مراد

مختصر لقب

(۱) حضرت سید السادات

حضرت سیدی مولائی قطب لاقطاب شیخ الشیوخ

محبوب قادری علی الاطلاق سید شاہ عبدالرزاق ہنسوی

قدس سرہ الاصفی

(۲) استاد الہند

بانی درس نظامی قطب الوقت افتخار الہند ملا

نظام الملک والدین بن قطب شہید رحمہما اللہ تعالیٰ

حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی جد علمائے

فرنگی محل رحمۃ اللہ علیہ

(۳) قطب شہید

(۳) بحر العلوم

حضرت ملک العلماء بحر العلوم مولانا ابوالعیاش

عبدالعلی محمد رحمۃ اللہ علیہ ابن استاد الہند

حضرت مولانا استاد استاد تہا ابوالحسنات

محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) استاد الاساتذہ یا فخر المتأخرین

حضرت مولانا مولوی سید عین القضاۃ حیدر آبادی

تلمیذ حضرت فخر المتأخرین

(۵) استاد الوقت

حضرت ملک العلماء مولانا استاد اذنا قیام الملک والدین

محمد عبدالباری قدس سرہ العزیز

(۶) حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ امام قس

(۷) ملک العلماء

حضرت مولانا محمد حیدر بن ملا حسین بن ملا محمد اللہ

بن مولانا احمد عبدالحی بن ملا سعید بن قطب شہید

اسی طرح جہاں کہیں اعصان کا حوالہ ہے اس سے مراد اعصان اربعہ ہے نہ کہ اعصان الانساب

جہاں کہیں اعصان الانساب آئے ہیں اس سے مراد انساب اربعہ ہے نہ کہ انساب لکھنوی

جہاں کہیں میں نے یہ تحریر کیا ہے کہ عورت اجنبیہ یا ذن بیرونی سے عقد ہوا یا اولاد ہوئی تو

اجنبیہ اور ہمدانی سے مراد یہ ہے کہ متعارف برادری میں یہ عورت شامل نہیں ہے۔ بعض صورتوں میں ایسی عورتیں نہایت شریف خاندان سادات میں سے تھیں مگر چونکہ رواج فرنگی محل کے مطابق وہ شامل برادری نہیں تھیں اس لیے انکی اولاد سے نکاح دریاہ کے تعلقات نہیں ہوئے میں نے اس تذکرہ میں چند امور کا مخصوص طور پر لحاظ کیا ہے۔

(۱) علمائے فرنگی محل کے تالیفات و تلامذہ کے انسانی جہانتا کے مجھے معلوم ہو سکے لکھ دیے ہیں انہوں نے کہ موجودہ تذکرہ نہیں سے کسی میں کامل کیا ناقص بھی نہرست جس سے کافی مدد مل سکے مجھے نہیں دستیاب ہوئی۔ میں نے متفرق جگہوں سے تلاش کر کے جس قدر انسانی مل سکے لکھ دیے ہیں۔

(۲) علمائے فرنگی محل کی اولاد دختر کی کا ذکر بالاستیعاب اس رسالہ میں کیا ہے مگر دختر کی اولاد کو مجملہ لکھا ہے۔

(۳) چونکہ اس رسالہ کی تالیف کے مقاصد اصلیہ میں سے یہ بھی تھا کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مختصر تحریر ہو جائے اس لیے بہ نسبت دوسرے علماء کے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مطول لکھا گیا ہے۔

(۴) حق الامکان اس رسالہ کو مبالغہ اور تنقیص سے پاک لکھا ہے۔ نہ اپنے شغف محبت یا اعتقاد کو جو جسک غلات واقعہ کسی صاحب کو بڑھایا ہے اور نہ شکایت یا تعلقات میں کشیدگی کو جو جسک کسی کی تنقیص شان کی ہے۔ اس پر بھی اگر کسی کو مبالغہ یا تنقیص معلوم ہو تو اسکو اپنا شغف محبت یا دلی کھوٹ سمجھنا چاہیے۔

(۵) کتب درس نظامی متعارف جن حضرات کے ختم ہیں انکے متعلق میں نے بصراحت عبارت کتاب میں تحریر کر دیا ہے کہ وہ فاریغ تحصیل ہیں یا فراغت حاصل کی یا ختم کتب کیا یا فائزہ القرائن پڑھایا مدرسہ عالیہ نظامیہ سند مولانا حاصل کی۔ جان پر یہ الفاظ نہیں ہیں انکے متعلق میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ درس نظامی مروجہ کے اعتبار سے وہ فاریغ تحصیل ہیں۔ بعض حضرات کے متعلق میں نے تحریر کیا ہے کہ کتب درسیہ پڑھیں۔ ایسے حضرات کے ختم کتب درسیہ ہونے یا نہ ہونے کی دوسرے تذکروں سے تحقیقات کی جائے۔ جان پر کتب درسیہ پڑھنا

تحریر کیا ہے اس سے فارسی کے درسیات مروجہ اور عربی کے ابتدائی کتب پڑھنا مراد ہے۔  
 (۶) ہر صاحب کے تذکرہ کے شروع میں اُنکے اسم گرامی کے ساتھ صرف مولوی کا لفظ لکھا ہے  
 البتہ اثنائے تذکرہ میں اپنے خیال کے مطابق تعظیماً کہیں مولانا کہیں ملا کہیں اور کوئی  
 تعظیمی لفظ لکھا ہے ان الفاظ کا تعلق کتب درسیہ کے ختم ہونے یا نہ ہونے سے نہیں ہے۔  
 (۷) اس رسالہ کے شروع میں مناسب معلوم ہوا کہ حضرت ملا قطب الدین شہید سہا لوی  
 جد علمائے فرنگی محل کا نسب نامہ اور اُنکے اجداد کے مختصر حالات مع حضرت موصوف کے  
 حالات کے لکھ دیے جائیں اس لیے مختصر ان سب اہل مذکرہ بھی کر دیا ہے اور اسکو بطور مقدمہ  
 کتاب کر دیا ہے۔

(۸) خاتمہ کتاب میں مولانا قدرت علی بنیہ مفتی محمد یعقوب در اُنکے بھائی اور ان دونوں کی  
 اولاد کا ذکر کیا ہے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل میں بود و باش اختیار کر لی تھی اس واسطے  
 اُنکا ذکر علمائے فرنگی محل کے ساتھ اتمام فائدہ کیلئے کر دیا گیا ہے۔

## مقدمہ

علمائے فرنگی محل کا نسب بالاتفاق حضرت ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے اور  
 جو روایت اسکے برخلاف سیادت کی بیان کی گئی ہے اُسکو اُستاذ الدین نے تسلیم نہیں فرمایا  
 اس طرح بالاتفاق علمائے فرنگی محل کا نسب حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد میں حضرت  
 شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری تک پہنچتا ہے ملا قطب الدین شہید سہا لوی کا سلسلہ نسب  
 ملا فضل اللہ تاج متفق علیہ ہے اس طرح پر کہ قطب شہید بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الکریم  
 ابن ملا احمد بن ملا حافظ الدین لاہوری المعروف بہ دادا حافظ بن شیخ فضل اللہ اسکے بعد  
 حضرت شیخ الاسلام عبد اللہ سرودی اور ابو ایوب انصاری تک درمیان میں بہت کچھ  
 اختلاف ہے مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ مولف اعضاء نے بعد تحقیق بسیار  
 و تدقیق بشمار و تفتیح از کبار جو نسب نامہ آخر ضمیمہ اعضاء میں تحریر فرمایا ہے وہ حسب  
 ذیل ہے شیخ فضل اللہ بن شیخ محی الدین بن شرف الدین بن شیخ نظام الدین بن قطب العالم

شیخ خواجہ علاؤ الدین الانصاری الہروی بن شیخ خواجہ اسماعیل بن خواجہ اسحاق بن خواجہ داؤد بن خواجہ عزیز الدین بن خواجہ جمال الدین بن خواجہ دوست محمد بن خواجہ پیر غیاث الدین بن خواجہ پیر معز الدین بن خواجہ پیر حبیب الدین بن خواجہ شمس الدین بن خواجہ جلال الدین بن خواجہ ظہیر الدین بن خواجہ سلطان محمد بن خواجہ نظام الدین بن خواجہ شہاب الدین محمود بن خواجہ عوض بن ابوب بن جابر مقرب باری بن خواجہ ابو اسماعیل عبد اللہ الانصاری بن ابی منصور مستلمی بن جعفر بن ابو معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مستلمی بن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ۔

یہ نسب نامہ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت قویٰ اختلاف ہے مگر حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی الطاف الرحمن صاحب کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت کچھ مختلف ہے قرین قیاس اعضاء کا نسب نامہ ہے۔ مگر مجھ کو خود اس بابے میں تحقیق کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ احوال علمائے فرنگی محل میں دادا حافظ تک جو احوال مذکور ہیں بقدر ضرورت بعض تغیرات و اضافہ کے ساتھ اُنکو لکھتا ہوں اسکے بعد کے حالات اور حضرت ابو ایوب انصاری کا حال دوسری کتابوں سے اخذ کر کے میں نے تحریر کیے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے تمام تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہیں کہ علمائے فرنگی محل کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے۔ ابو ایوب انصاری کے مختصر حالات ہم اسد الغابہ مولفہ ابن اثیر وغیرہ سے تحریر کرتے ہیں۔ ابو ایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے نیا خزر جی قبیلہ بنی غنم سے ہیں۔ میت عقبہ ثانیہ اور پدر واحد اور تمام عز و ات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف ہجرت فرما کر تشریف لائے تو آپ کی اونٹنی ابو ایوب کے مکان کے سامنے حب علم خداوندی بیٹھ گئی اور حضور انور نے انھیں کے مکان پر قیام فرمایا جب مسجد شریف اور حجرات شریفہ تیار ہو گئے تب وہاں سے حضرت اُٹھ گئے۔ پہلے حضور انور نے مکان کے نیچے کے حصہ میں قیام پسند فرمایا اور ابو ایوب اوپر کے

حصہ میں رہتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً بالاخانہ پر پانی گر پڑا ابو ایوب در انکی بیوی نے اس رخ فے  
 کہ کہیں پانی نیچے نہ گرے اپنے کپڑوئیں اُسکو جذب کر لیا پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا  
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مناسب نہیں ہے کہ حضور انور کو نیچے حصہ میں پانی بہم بالاخانہ میں  
 رہیں حضور اوپر تشریف رکھیں حضرت نے اپنا اسباب دہر منتقل کر لیا۔ ابو ایوب نے جہاد  
 اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ فتوح شام اور دیگر لو ایونین ہمیشہ شریک ہے۔ نیز حضرت مولی  
 امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین و نہروان میں بھی شریک رہے۔  
 اسد الغابہ میں سب لو ایونین شرکت لکھی ہے مگر جنگ جمل میں ابو ایوب کی شرکت  
 ثابت نہیں ہے۔ جہاد کیلئے ملک روم میں تشریف لیگئے تھے وہاں وقت آگیا اور شہر  
 یاسہدہ یا شہدہ میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن ہوئے۔ ابو ایوب کی  
 اولاد کے حق میں حضور انور نے عطائے علم و عمل کی دعا فرمائی تھی جسکی برکت سے اللہ نے  
 اسوقت تک انکی اولاد میں علم باقی رکھا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد میں  
 شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہر وی مشہور عالم اور یگانہ عصر بزرگ گزے ہیں انکا  
 نسب حسب ذیل ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسامعیل عبداللہ انصاری بن ابی منصور محمد بن  
 ابی معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت بن ابی ایوب انصاری  
 تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ ۳۹۶ھ میں مقام ہرات پیدا ہوئے علوم و ادب  
 حاصل کر نیکے بعد حدیث اور تاریخ اور علم الانساب میں کمال پیدا کیا تفسیر اور سلوک  
 و تصوف کے امام تھے۔ حکام و اہل دنیا کی صحبت سے احتراز فرماتے سال میں ایک مرتبہ  
 مجلس عظم منعقد فرماتے آپ کے مریدین و معتقدین جو کچھ آپ کے تذکرہ کرتے وہ تقسیم  
 فرمادیتے نہایت باہدیت اور خوش پوشاک تھے سینکڑوں کتب تفسیر و احادیث کا مخطوط  
 فرمایا تھا۔ آپ حنبلی المذہب تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب الاربعین اور  
 کتاب لفروق اور منازل السائرین اور رسالہ مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ  
 اور مناجات مشہور عالم ہیں۔ منازل السائرین اور مناجات میں نے بھی دیکھی ہے۔  
 منازل السائرین کی بے مثل شرح حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر کی ہے۔

بعض روایات میں  
 ہے کہ ابو ایوب  
 نے حضور کو  
 پانی پلا دیا

عبد اللہ بن ابی ایوب انصاری  
 کا ذکر ہے کہ وہ ایک روز  
 اپنے بھائی کے پاس  
 تشریف لائے

جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ بھی آپ کے بہت مداح تھے جیسا کہ علامہ تلح مسکی نے  
 طبقات کبرے میں ذکر کیا ہے حضرت ابو ایوب کے صاحبزادہ ابو منصور بسلسلہ جہاد  
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خراسان تشریف لائے اور ہرات آکر  
 مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ اس وقت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بھی  
 ہرات ہی میں مقیم تھے سلسلہ پھری میں وفات پائی اس وقت تک آپ کی درگاہ ہرات  
 میں زیادہ گاہ خلافت ہے۔ آپ کے پر پوتے خواجہ جلال الدین بن خواجہ سلیم بن خواجہ اسماعیل  
 بن شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بطور جہاد ہندوستان تشریف لائے اور قریہ سترسل  
 میں قیام فرما کر خانقاہ اور مسجد بنوائی اور خدمت علم میں مصروف رہے آپ کی اولاد  
 میں سے بڑا وہ کے بھی علماء تھے۔ مخدوم بدر الدین بن مخدوم شرف الدین بن خواجہ  
 فضیل بن خواجہ کلان بن خواجہ داؤد بن خواجہ حامد بن خواجہ جلال الدین نہ کوڑے  
 دہلی میں توطن اختیار کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے عالم فقیر ہوئے اور منارۃ  
 شمسہ (قطب کی لاٹ) کے قریب مدرسہ بنوا کر درس و تدریس میں مصروف رہے۔  
 آخر میں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی سے بیعت کی اور اجازت و خلافت حاصل کر کے  
 موضع برتاؤ قریب دہلی میں سکونت اختیار فرمائی اور ضعیف العمری میں شیخ کے حکم کے مطابق  
 نکاح کیا جسے ایک صاحبزادہ نصیر الدین پیدا ہوئے مخدوم بدر الدین نے حشمہ میں وفات  
 پائی اُس کے صاحبزادے نے تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی عالم و فاضل ہوئے ارزی  
 سلسلہ میں انتقال فرمایا اور ایک صاحبزادے مخدوم علاؤ الدین یادگار چھوڑے جنھوں نے  
 ۸۲۹ شوال ۸۳۰ میں وفات پائی اور موضع شیخپور میں اپنے والد کے مقبرہ میں دفن ہوئے  
 احوال علمائے فرنگی محل میں ہے کہ علاؤ الدین خلجی سلطان ہند بھی آپ کے مرید تھے۔ مخدوم علاؤ الدین  
 دہلوائی اور تھے ایک سنبھل میں قیام اختیار فرمایا سنبھل کے انصار انھیں کی اولاد میں ہیں  
 دوسرے بھائی جنکا نام ملا محمد سعد تھا پانی پت میں مقیم ہوئے پانی پت کے علمائے انصار  
 انھیں بزرگ کی اولاد میں ہیں مخدوم علاؤ الدین کے صاحبزادہ مخدوم نظام الدین وہ پہلے بزرگ  
 ہیں جنکے قدم مبارک سے سرزمین آدہ مشرف ہوئی آپ حافظ قرآن اور زبردست عالم تھے

برتاوہ میں آپ نے خانقاہ بھی بنوائی تھی۔ اور وہ میں قصبہ سہالی میں جو ضلع بارہ بنگلی میں ایک قصبہ  
 بانسہ شریف سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار فرمائی اور وہیں انتقال فرمایا  
 اور سہالی کی آبادی سے باہر دفن ہوئے آپ کے مقبرہ کو جو جس کے یہ مقام روزِ غمہ کہلانے لگا  
 آپ کے صاحبزادہ شیخ شرف الدین بھی عالم فاضل تھے اور وہ بھی آپ کے قریب مدفون ہوئے۔  
 شیخ شرف الدین کے پوتے ملا محمد حافظ بن شیخ فضل اللہ بن شیخ شرف الدین مشہور و معروف  
 علما میں سے تھے اطرافِ جوانپہ طلبہ تحصیل علم کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر  
 ہوتے تھے شہنشاہ اکبر نے طلبہ کے خورد و نوش کیلئے آپ کے نام ایک کثیر رقمہ زمین معاف  
 کیا تھا جس کا فرمان ایک حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان محفوظ ہے۔ میرے بچنے تک  
 ہمارے خاندان کی بوڑھی بیوی ان آپ کو دادِ احافظ کہتی تھیں۔ راعفان الانساب میں ہے  
 کہ محمد دم علاؤ الدین پہلے بزرگ ہیں جو سہالی میں توطن پذیر ہوئے وہ حضرت سلطان الاولیاء  
 محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے حضرت محبوب الہی نے آپ کی اولاد کے  
 حق میں دعا دی تھی کہ تاقیام قیامت علم ہے اور آپ کے بھائی کے حق میں حصول عزت  
 و مناصب کی دعا فرمائی تھی۔ آپ کے ان بھائی نے سنبھل ضلع مراد آباد میں قیام فرمایا  
 اور وہیں آپ کی اولاد اس وقت تک موجود ہے۔ برتاوہ پانی پت کے قریب ایک  
 مقام ہے غالباً شیخپور اُسید کا حصہ ہے۔ شیخ علاؤ الدین سہالی کسی ضرورت کے برتاوہ  
 گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ حضرت محبوب الہی کی دعا کے متعلق یہ بات بظاہر صحیح نہیں معلوم  
 ہوتی کیونکہ محمد دم علاؤ الدین کے دادا محمد بد الدین نے ضعیفی کے سن میں حضرت چراغ دہلوی کے حکم سے جو  
 حضرت محبوب الہی کے خلیفہ ہیں نکاح کیا تھا واللہ اعلم۔ ملا حافظ کے پوتے شیخ عبدالکریم بن شیخ احمد  
 بن شیخ محمد حافظ علی کے کبار میں سے تھے مولانا عبدالکریم چار بھائی تھے ایک بھائی کا نام  
 ملا سعد اللہ تھا سہالی اور فتحپور اور بعض دیگر قصبات بارہ بنگلی کے الہی النصار انھیں  
 ملا سعد اللہ بن ملا احمد بن ملا حافظ کی اولاد میں ہیں اور حضرت ملا کمال الملک والدین کا سلسلہ  
 نسب ان تک چند واسطوں سے پہنچتا ہے۔ دوسرے بھائی کا نام قطب الدین بن  
 ملا احمد تھا انھوں نے سہالی کی سکونت ترک کر دی تھی اور گجرات جا کر وہاں عقد کر لیا تھا



اور شاید وہاں اولاد بھی ہے۔ تیسرے بھائی کا نام محمد ناصر تھا جنکی اولاد باقی نہیں ہے والدہ علیہ السلام  
 ملا عبد الکریم کے صاحبزادہ ملا عبد الحکیم نے ملا عبد السلام دیوی سے جو اس زمانہ میں لاہور  
 میں مدرس تھے کتب علمیہ پر طے تحصیل کے بعد مدت تک ملا عبد الحکیم لاہور کے مدرسہ میں  
 مدرس رہے اسکے بعد سہالی واپس آئے آپ کا مکتوبہ ہدایہ اسوقت تک فرنگی محل میں موجود  
 ہے اور شرح فقہ اکبر اور شرح جامی بھی آپ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔  
 ملا عبد الکریم کے ملا عبد الحکیم کے علاوہ دو صاحبزادے اور بھی تھے جنکے نام عبد الرحیم  
 اور شیخ محمد تھے۔ شیخ عبد الرحیم کی پسری اولاد نہیں تھی صرف ایک صاحبزادی تھیں  
 جنکی اولاد اب باقی نہیں ہے شیخ محمد کی اولاد پسری تھی مگر پانچ پشت کے بعد سوائے  
 اولاد دختر کے اور کوئی باقی نہیں رہا اور اولاد دختر میں بھی فرنگی محل میں مولوی  
 انعام الدین مولوی ولی اللہ کے نواسے اور مولوی کلیم الدین مولوی حفیظ اللہ  
 باقی ہیں انکے علاوہ شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین بن شیخ محمد مذکور کی صاحبزادی  
 مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کو منسوب تھیں اُنسے خدا کے فضل سے اولاد کثیرہ اب تک ہے  
 غرض کہ مولانا عبد الکریم کی اولاد پسری اب سولے فرنگی محل کے اور کہیں ہمارے علم میں  
 نہیں ہے اور سہالی اور جو اس کے ہمارے بنی اعمام دادا حافظ کی اولاد میں ہیں جو مثلاً  
 قطب الدین شہید کے دادا کے دادا تھے۔ مولانا عبد الحکیم کا عقد بھلول میں ملک حمزہ  
 شہید عباسی کی دختر سے ہوا جسے صرف ایک صاحبزادے حضرت مولانا قطب الدین شہید  
 اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں دختر کا عقد اُنکے چچا زاد بھائی حسام الدین بن شیخ محمد  
 ساتھ ہوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ملا قطب الدین کا عقد سبھ میں حراری خاندان میں ہوا۔  
 یہ بیوی صاحبہ اپنے صاحبزادوں کے ساتھ لکھنؤ تشریف لائیں اور لکھنؤ ہی میں وفات پائی  
 قطب شہید کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب  
 ذیل ہیں۔ ملا اسماعیل مستعد۔ ملا نظام الدین استاذ الہند اور ملا محمد رضا ان سب میں  
 ملا نظام الدین باعتبار علم و کمالات و فضل اپنے سب بھائیوں سے ممتاز اور مشہور آفاق  
 تھے۔ ملا قطب الدین شہید کی صاحبزادیوں کے عقد حسب روایت اخصان اربوٹ



محمد حسین قدس سرہ العزیز آپ ہی کی اولاد میں سے تھے مولانا قطب شہید کے حالات میں  
میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تحریر کیا ہے امام اساتذہ و مقتدرے جہانزہ است و معدن  
عقليات و مخزن نقلیات ملا قطب الدین عمر ہا انجمن درس آراست و جہان جہان رباب  
تحصیل را بہ پایہ تکمیل رساند و امر و ز سلسلہ استفادہ اکثر علمائے کشور ہندوستان  
با و منتہی پیشہ و مولانا نے بیعت کے بعد یہ مقرر فرمایا تھا کہ جمعہ اور شنبہ کو تصنیف  
و تالیف فرماتے شب کو نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور بقیہ شب عبادت فرماتے  
دن کو طلبہ کو درس دیتے تصانیف آپ کے بہت تھے مگر واقعہ شہادت میں ظالموں نے  
آپ کے کتب خانہ کے ساتھ آپ کے مولفات بھی جلا دیے۔ رسالہ قطبیہ میں صرف دو کتاب ذکر کرے  
ہے جو اُس زمانہ تک موجود تھیں تیسری کتاب ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ  
تک موجود تھی ان تینوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ یعنی رسالہ امور عامہ۔ حاشیہ شرح حکمہ العین  
(رسالہ قطبیہ میں انہی دونوں کا ذکر ہے) حاشیہ تلویح۔ (یہ استاد النور کے زمانہ تک  
موجود تھا اسکے بعد غائب ہو گیا) سمدۃ الوسائل اور دوسرے تذکرہ دن میں علاوہ ان  
کتابوں کے بعض اور بھی مولفات ذکر کیے گئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حاشیہ  
عقائد نسفی۔ حاشیہ تفریحات بزودی۔ حاشیہ مطول اور رسالہ تحقیق دارالکرب  
حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد جلالی کا حاشیہ بھی مولفات قطب شہید میں  
تحریر فرمایا ہے۔ افسوس کہ انہیں سے اس وقت کوئی کتاب بھی موجود نہیں ہے۔ مولانا کے  
بعض مشہور تلامذہ کے نام حسب ذیل ہیں۔ قاضی دولت جو آپ کے ابن عم اور ملا کمال الدین کے  
والد ماجد تھے ملا قطب الدین شمس آبادی حافظ امان اللہ شامی صاحب حکم الاصول  
ملا محب اللہ بہاری صاحب مسلم و مسلم قاضی شہاب گوپاموی ملا زین العابدین  
سندیلوی حاجی صفت اللہ خیر آبادی ملک بہاؤ الدین بلگرامی میر عبد الہادی بن  
میر عبد الواحد بلگرامی ملا اسعد و ملا سعید صاحبزادگان قطب شہید مولوی اسماعیل  
اورنگ آبادی ملا محمد غوث کاگوری۔ مولانا آخر میں عطا شہادت کی دعا  
فرمایا کرتے اللہ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا واقعہ شہادت اس طرح پیش

آیا کہ آپ کے حیدر مجید کے زمانہ میں ایک فقیر نے تسالی کے قریب مدفنہ گائون میں کاشتکاری  
 کیلئے زمین آپ کے دادا کے بھائی مولوی قطب الدین سے لینا چاہی مولانا کے دادا  
 ملا عبد الکریم اور اُن کے دوسرے بھائی ملا سعد اللہ نے ہر چند اپنے بھائی مولوی قطب الدین  
 کو منع کیا بلکہ ملا عبد الکریم نے تو یہاں تک کہا کہ اُس کے بدن سے مجھے اپنی اولاد کے خون کی بو آتی  
 ہے مگر مولوی قطب الدین نے سماعت نہیں کی اور زمین اُس فقیر کو دیدی۔ اُسکی اولاد  
 نے باعتبار وجاہت و ثروت ترقی کرنا شروع کی اور تسالی کے زمیندار چودھری  
 محمد آصف نصاریٰ سے اُسے مقابلہ کرنا شروع کیا چودھری محمد آصف نے ایک مرتبہ  
 اُسکو تنبیہ بھی کی مگر اُس شورہ پشت کی قرار واقعی تنبیہ نہ ہوئی ایک دن موقع پا کر اُس نے  
 قرب وجوار کے بعض زمینداروں سے مدد لیکر شیخ محمد آصف کے مکان پر دفعۃً صبح کے  
 وقت حملہ کیا شیخ محمد آصف اسوقت کوئی انتظام دفعیہ کا نہ کر سکے اور قطب شہید کے پاس  
 مشورہ کیلئے آئے چودھری محمد آصف قطب شہید کے بنی عم اور سہمی تھے کیونکہ چودھری  
 محمد آصف کی لڑکی ملا نظام الدین کو منسوب تھیں ظالمون کو جب چودھری محمد آصف  
 کا حضرت قطب شہید کے یہاں ہونا معلوم ہوا تو وہ قطب شہید کے مکان پر حملہ آور ہوئے  
 اسوقت قطب شہید کے پاس بھی زیادہ طلبہ موجود نہ تھے صرف دو تین طلبہ موجود تھے اُن  
 ظالمون نے قطب شہید اور چودھری محمد آصف اور طلبہ کو شہید کیا اور ملا سعید کو زخمی  
 کیا اور ملا نظام الدین کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گئے اور قطب شہید کے نعش مبارک  
 اور چودھری محمد آصف کے سر کو بھی ہمراہ لیتے گئے روسائے فقیہوں کی بہت خوشامد سے  
 ان ظالمون نے ملا استاذ الہن کو چار دن کے بعد رہا کر دیا۔ مگر نعش نہ دی اور جا بجا اُسکو  
 دفن کرتے پھرتے تھے نو دن کے بعد نعش بعض گائون والوں کو دیکھنے اور اُنھوں نے نماز  
 پڑھکر دفن کر دی نو دن گزرنے پر بھی نعش میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا۔ رسالہ قطبیہ میں یہ  
 واقعہ اسی طور پر مذکور ہے مگر عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بانی فتنہ شیوخ عثمانی  
 تھے جو بوجہ زمینداری کی شرکت کے خود قطب شہید سے نہایت دشمنی اور عداوت رکھتے  
 تھے اور خانزادوں اور اس فقیر کی اولاد سے مدد لیکر نہ صرف مولانا کو بلکہ آپ کے

چچا زاد بھائی حسام الدین کو مع تمام اعزہ کے اور چودھری آصف کو نو ساتھیوں کے  
ساتھ شہید کر دیا اور تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور گھر میں آگ لگا دی اور تمام  
کتبخانہ کو جلا دیا۔ اور ایسا ہی آخر الکرام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ملا صاحب کے  
انکو عداوت نہ تھی بلکہ صرف چودھری محمد آصف کی تلاش میں ملا صاحب کے مکان تک  
پہنچے تھے تو اس قدر ظلم و ستم ملا صاحب اور آپ کے بال بچہ پر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی  
میں نے اپنے بزرگوں سے جو واقعہ سنا ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں انکو چودھری محمد  
آصف سے زمینداری کی وجہ سے عداوت تھی مگر وہ چودھری صاحب کا مقابلہ بوجہ  
قطب شہید کی وجاہت اور کثرت طلبہ کے نہیں کر سکتے تھے اس لیے انھوں نے  
قطب شہید ہی کو شہید کر دینا چاہا تاکہ تمام خطرون سے نجات ہو جائے و اللہ اعلم  
قطب شہید کی شہادت صبح کی وقت ۱۵ رجب ۸۰۷ و ثانیۃ اللہ کو واقع ہوئی رسالہ  
قطبیہ میں ہے کہ سہالی کے دیگر اعزہ نے کسی قسم کی مدد نہیں کی بلکہ اس امر کے  
خواہشمند ہوئے کہ قطب شہید کے اہل و عیال سہالی سے چلے جائیں ورنہ کہیں ایسا  
نہو کہ ان پر بھروسہ ہو اور ہم مفت میں مبتلا مصیبت ہوں۔ عدۃ الوسائل سے معلوم  
ہوتا ہے کہ سولے خاص قرابت داروں کے دیگر تمام اعزہ کو ملا قطب الدین سے  
رشتہ و حسد تھا۔ ملا صاحب کے پاس شہنشاہ عالمگیر کے برابر خطوط آتے تھے جنہیں  
انہما رعیت دہت ہوتا تھا یہ امر اعزہ کیلئے زیادہ رشتہ و حسد کا باعث تھا اور وہ  
خود بھی اکثر قطب شہید کو دق کیا کرتے قطب شہید بقصائے خلق نبویؐ انکے افعال  
سے قطع نظر فرماتے رہتے اس وجہ سے ان لوگوں نے باوجود قدرت حضرت قطب  
کو نہ بچا یا۔ اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ یہی تھا جو قطب شہید کی زبان مبارک سے شہید  
ہوتے وقت نکلا تھا کہ سہالی میں نہ عالم رہے گا نہ ظالم ان ظالموں کی اس طرح تباہی  
ہوئی کہ شہنشاہ عالمگیر نے اولاً شاہی فوج کے ذریعے انکو تباہ و برباد کر دیا جو  
ظالم شریک واقعہ شہادت تھے وہ روپوش ہو گئے اور بعد تھوڑے زمانہ کے حضرت  
ملا صاحب کے اہل و عیال کے نام سے جلی یا اصلی عفوانہ سرکار شاہی میں پیش کیا

ہنوز وہاں سے جواب نہیں آیا تھا کہ ظالمین ہلاک ہو گئے یہ عجیب مر پیش آیا کہ انہیں  
 باقی رہے انہیں اور اُنکے اعقاب میں نسل بعد نسل امراض خبیثہ بطور وراثت اب تک  
 منتقل ہوتے چلے آتے تھے اب ان ظالموں کی اولاد بھی باقی نہیں رہی۔ اور خود مولانا  
 بنی اعام کو اس وقت چین سے سہالی میں رہے مگر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد انھیں انصاریوں  
 میں سے ایک غیر صحیح النسب شخص نے عروج پا کر اس طرح شرفاً پر منظام کیے کہ سو اے  
 ایک گھر کے اور سب نے سہالی کی سکونت ترک کر دی اور اطراف میں منتقل ہو گئے  
 میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اس پریشانی میں سہالی کے میراثیوں نے  
 قطب شہید کے اہل و عیال کی بہت مدد اور دستگیری کی اور جب تک اطمینان  
 نہ ہو گیا اس وقت تک قطب شہید کے اہل و عیال کو اپنے مکانات میں پناہ دی اور  
 کھانے پینے کا بندوبست کر دیا اس وقت تک ان میراثیوں کی اولاد کے ساتھ  
 قطب شہید کی اولاد ہمیشہ سلوک و مدارت سے پیش آتی رہی اور تقریب شادی و  
 نکاح وغیرہ کے مواقع پر اُنکے اس قدر حقوق مقرر کر دیے کہ کسی دوسرے پرچہ کے  
 نہ تھے اور اس وقت تک سولے بعض لوگوں کے ہم سب کے یہاں سے یہ حقوق  
 اجداد پر احسان کو نیکے معاوضہ میں مقرر ہیں۔ ان قوالو نہیں سے اکثر ترک وطن  
 کر کے اب بڑے گائون اپنے اجداد کے ناہالی گھر میں چلے آئے ہیں اور صرف  
 عاشق میراثی جو انہیں سے ایک میراثی کے متبنی ہوئے کی وجہ سے اب آج  
 دیہات اپنے پیشرو کے قائم مقام ہیں سہالی میں مقیم ہیں۔ اس زمانہ میں موجودہ  
 میراثیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ میان حبیب اللہ۔ میان محمد اللہ۔ میان محمد شفیع  
 ابنائے میان عبداللہ قوال اور اُنکے لڑکے میان غلام رزاق اور غلام حضرت  
 پسران حبیب اللہ اور حسن پسر محمد اللہ اور غلام رسول پسر محمد شفیع یہ سب بڑے  
 گائون میں مقیم ہیں اور میان عاشق جنکا عقد میان عبداللہ زکوریہ بالاکئی بڑی لڑکی  
 سے ہوا ہے مع اپنے لڑکوں محمد صدیق و محمد عمر و محمد عثمان کے سہالی میں مقیم ہیں۔  
 غلام رزاق اور محمد صدیق کی خرد سال اولاد میں بھی خدا کے فضل سے ہیں۔



اسی لیے یہ کوٹھی مولانا عبدالحق کا مسکن رہی آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے ملا صاحب اللہ  
 نے اسی کوٹھی کے مغرب میں خود مکان بنوا لیا اور اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی کو جنکو اپنے  
 بچوں سے زیادہ شفقت سے ملا صاحب اللہ نے تربیت دی تھی یعنی مولانا انوار الحق قدس  
 سرہ کو یہ مکان عطا فرما دیا مولانا انوار الحق قدس سرہ مدت العمر اسی مکان میں تشریف  
 فرما رہے آپ کے سامنے ہی آپ کے بڑے اور منجھلے صاحبزادے اپنے واسطے  
 علیحدہ مکان بنوا لیے تھے اور صرف دونوں چھوٹے صاحبزادے مولانا محمد احمد  
 اور مولوی عبد الصمد آپ کے ساتھ رہتے تھے اسی لیے مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی  
 وفات شریف کے بعد مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے صاحبزادے نے چھوٹے  
 بھائیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے فرشتہ خصال  
 بزرگ کے شایان شان تھا یعنی مولانا انوار الحق کا جانشین مولانا محمد احمد کو کیا  
 اور یہ قدیم کوٹھی انھیں دونوں چھوٹے بھائیوں کا مسکن قرار پائی مولانا محمد احمد کے  
 دو صاحبزادے تھے مولانا محمد حامد مولوی خیر اللہ ثانی الذکر لا یدلفوت ہو گئے  
 بڑے صاحبزادے یعنی مولوی حامد صاحب کے عقد انکی اکلوتی چچا زاد بہن خضر مولوی  
 عبد الصمد کے ساتھ ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو میری دادی تھیں غرض کہ  
 مولانا انوار الحق قدس سرہ کی ان دونوں صاحبزادوں کی یادگار صرف یہی صاحبزادی  
 تھیں مولانا حامد کے انتقال پر مولانا انوار الحق کا تمام متروکہ اثاثہ اور کتب خانہ  
 اور دیگر تبرکات تقسیم ہوئے۔ اور کوٹھی قدیم مولانا محمد حامد کی صاحبزادی بیٹے میری  
 دادی کو اس شرط پر تمام دار ثمان مولانا انوار الحق نے دی کہ مرمت اور تعمیر جدید  
 حسب ضرورت دادی صاحبہ یا اُن کے بعد اُن کے ورثہ کو الین اور حسب کوئی حصہ داد  
 اپنا حصہ لینا چاہے تو تمام صرفہ تعمیر و مرمت ادا کر کے بقدر اپنے حصہ کے لیے مولانا  
 انوار الحق کے مردانہ کمرہ واقع اندرون پھاٹک سمت جنوب مکان مردانہ حضرت  
 استاذ رحمۃ اللہ علیہ جو اب بڑا کمرہ کہلاتا ہے اور حسین اس وقت بھائی لطاف الرحمن  
 صاحب رہتے ہیں یہ کمرہ مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو انھیں شرائط پر دیا گیا۔



ان دونوں مکانوں بلکہ جمیع متردکات مولانا انوار الحق بن حصص کی تقسیم یوں کی گئی کہ نصف میری دادی کا بوجہ دوصاحبزادوں کے وارث ہونیکے اور بطم (چوٹھائی) مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حمید مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق کی اولاد کا۔ یہ کوٹھی چونکہ بہت بوسیدہ ہو گئی تھی اسلئے میرے والد نے کئی ہزار روپے لگا کر نئے سرے سے اسکو بنوایا اور اب ہم بھائیوں نے قبضہ میں ہے اور میرے والد ماجد کی اولاد اس میں ہتی ہے۔ دوسرے مکانات میں سے اب کوئی مکان سو برس سے زائد کا تعمیر کیا ہوا نہیں ہے۔ ۱۳۵۰ھ میں سہالی سے قطب شہید کی اولاد لکھنؤ آئی اس وقت تک تقریباً دو سو بیالیس سال گزے ہیں خدا کے فضل سے اس وقت تک برابر بیان سلسلہ علم جاری ہے اور علاوہ دوسرے علما کے آج بھی مدرسہ عالیہ نظامیہ اور مجلس ہویہ اسلام اور اشاعت العلوم کے ذریعے سے حضرت امام الوقت بحر العلوم ملک العلماء مولانا قیام الدین عبدالباری قدس سرہ کے تلامذہ جو قطب شہید ہی کی اولاد ہیں تدریس و تالیف سے خدمت علم کر رہے ہیں۔ قطب شہید کو انکے تسمیہ خوانی کے وقت آپ کے نانہالی اعزہ ایک مشہور بزرگ شاہ حمید ابدال کے خدمت میں دعا کی غرض سے لینگے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے ہی فرمایا کہ اسکا پیٹ علم سے اس قدر بھر ہوا ہے کہ قیامت تک اسکی اولاد سے علم کی اشاعت ہوگی اس قائلے دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو ایوب انصاری اور انکی اولاد کے حق میں دعا اسکی اتباع میں سلطان لادلیا حضرت محبوب الہی قدس سرہ اعزیز کی محنت و ملامت کے حق میں دعا اور شاہ حمید ابدال کی قطب شہید کے حق میں ایشاد کی یہ برکت ہے کہ ملا قطب الدین شہید کے وقت سے لیکر اس وقت تک سلسلہ علم آپ کی اولاد میں جاری ہے اور ہر وقت میں ایک ایک عالم اس سلسلہ میں ضرور ایسا ہوتا ہے کہ جسکی علمیت اور قابلیت کا سکہ تمام ہندوستان کے طبقہ اہل علم کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی کی مدینہ شریف میں حاضری کیو جسے ہم بہت کچھ تہذیب سے مست ہو گئے ہیں

مگر ان پاک دعاؤں اور خاص کر قاسم علوم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم اور  
مستجاب دعا کی وجہ سے ہم مایوس نہیں ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ

اذا سيد منا خلا قام سيد قول لما قال للكرام فعول  
اللهم لك الشكر والمنة لا استطيع ان اشكر لك حسب ما انعمت علينا  
الا و لك لا تعد ونعماءك لا تحصى رب وزعني ان اشكر نعمتك التي  
انعمت علي وعلى والدي وعلى اجدادي وبنی عمامي ووفقني ان اعمل  
صالحا ترضاه واصلي في ذريتي وذرية بنی اعمامی اني تبت اليك  
واني من المسلمين اللهم انك تعلم من تشاء وتدل من تشاء  
بيدك الخير انك على كل شيء قدير اللهم فاعطنا علما يرفعنا في الدنيا  
والآخرة ووفقنا ان نعمل عملا يبلغنا اقصى الدرجات في تلك النشأة  
والنشأة الاخرى وصلي الله تعالى على خير خلقه ومظهر لطفه محمد  
واله وصحبه وسلم سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله  
اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم +  
اب میں قطب شہید کے چاروں صاحبزادوں اور انکی اولاد کے اذکار  
ما اعتبار حروف تہجی لکھتا ہوں صرف اول میں حرف تہجی ملحوظ رکھا گیا ہے  
اور ہر حرف میں اولاً ملا اسعد کی اولاد اسکے بعد ملا سید کی اولاد اسکے بعد  
استاذ السند کی اولاد اسکے بعد ملا رضا کی اولاد ذکر کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّعُكَ رَسُوْلَكَ الْكَرِيْمُ  
حَرْفُ الْهَيْ  
اَحْوال وکلام قطب شہید

مولوی اسعد بن قطب شہید ملا محمد اللہ مولا ناشید کے مرتبے بڑے صاحبزادے تھے۔  
تفصیل علوم سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں فراغت حاصل کی اُسکے بعد اپنے وطن سہالی  
سے شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے پاس دکن تشریف لینگئے وہیں آپ کو قطب شہید کی  
شہادت کی خبر معلوم ہوئی اُسکے بعد بھی دکن ہی میں قیام پذیر رہے اور وہیں وفات پائی  
عالم جید اور فاضل عدیم النظیر تھے تمام فنون کے فاضل ماہر تھے اور خاص کر کلام متاخرین میں  
خاص مہارت تھی حاشیہ قدیمہ علامہ دوانی پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے جسکو میں نے خود مولف  
موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مولا ناصر علی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں دیکھا ہے یہ حاشیہ  
ملاحظہ صرف کی مہارت و قوت علمی پر گواہ ناظر ہے۔ رسالہ قطبیہ میں ہے کہ مولا تاجو اسعد ملا  
علم تھا کہ ملا جبرن کو ایک مرتبہ مباحثہ میں ساکت فرمادیا۔ بعد بہادر شاہ اول وفات پائی  
سنہ وفات کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ مولا ناصر موصوف کے ایک صاحبزادے ملا غلام مصطفیٰ  
تھے جنکا ذکر ہو گئے آتا ہے۔ ملا اسد کا عقد قصبہ ابراہیم ضلع بارہ بنکی کے قدوائے مومنین ہوا تھا۔

اولاد ملا اسعد بن ملا قطب الدین شہید

مولوی اسد اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسد بن قطب شہید  
عالم فاضل تاریخ تفصیل نہایت متواضع و زاہد تھے تحصیل علم اپنے چچا مفتی ظہور اللہ صاحب  
اور اپنے والد ماجد سے کی اور ملا لکھنؤ کتب تدریس میں مصروف رہے شب شنبہ ۱۲ رمضان المبارک

۱۲ عہد بیاض خیر اہل کی عبارت ۱۲ عہد یادداشت مولا نا قسیم قدس سرہ العزیز ۱۲



ایک صاحبزادی زوجہ ثالثہ مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام نذریا  
 بن ملا غلام دوست محمد تولد ہوئیں چلا دلہ عالم ہوگی مین حیدر آباد مین مقیم ہیں۔  
 مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین مذکورہ بالا آپسے کتب رسبہ اپنے والد سے  
 پڑھیں حیدر آباد مین وکالت کرتے ہیں آپ کا عقد دختر مولوی نظام الدین بن مولوی  
 غلام بیگ خان کے ساتھ ہوا۔ ایک دختر زوجہ ثانیہ مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق بن  
 مولوی برہان الحق نمبرہ مولانا انوار الحق قدس سرہ پیدا ہوئیں چلا دلہ پندرہ سال کے انتقال کر گئیں  
 مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسحاق  
 بن قطب شہید۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے والد ماجد اور چچا مولانا حاجت اللہ اور اپنے  
 دونوں بھائیوں مولوی فضل اللہ اور مولوی مراد اللہ سے کی۔ کبھی کبھی درس بھی دیا ہے۔  
 لیکن اکثر حصہ عمر کا قرأت قرآن شریف مین صرف فرماتے۔ روزانہ کم از کم ایک قرآن شریف  
 ختم کرتے۔ آپ کے صاحبزادہ آپ کے تعانیف حسب ذیل تحریر فرمائے ہیں۔ شرح خلاصۃ المستدرک  
 ترجمہ شریفیہ۔ رسالہ ذکر ولادت شریف۔ رسالہ شہادت نامہ۔ نصائح کی کتاب۔ وعظ کی کتاب  
 پیش کش کی رد میں ایک رسالہ طبع ہوا تھا مگر عہد کی کمی وجہ سے مین تین آتا انتہی ماکتبہ ابن  
 ایک زمانہ ہوا جبکہ میرا سن بیس بائیس سال کا تھا مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے  
 مولفات جھکو بھی دکھائے تھے جنکی تحریر اگلی تحریر وکی طرح مکتعہ و مسیح تھی اور غالباً یہ  
 مولفات مولود شریف اور شہادت نامہ تھے مولوی احمد اللہ کی شادی مولوی عظیم اللہ  
 بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ کی سنبھلی صاحبزادی سے ہوئی جن سے  
 دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے مولوی عظیم اللہ صاحب مولوی برکت اللہ صاحب  
 پیدا ہوئے۔ دونوں صاحبزادے یونین بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے بڑے بھائی  
 مولوی ہریت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کریم اللہ کے ساتھ ہوا۔  
 جبکہ انتقال ذیقعدہ سن ۱۳۷۵ مین ہوا انکی اولاد کا تذکرہ بعد کو آئے گا۔ دوسری صاحبزادی  
 کا نکاح ملا عبد المجید بن ملا عبد العظیم بن ملا عبد الحکیم نمبرہ ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا جو  
 ایک بڑی خود سال چھوڑ کر طاعون مین انتقال کر گئیں اور وہ بڑی بھی بعد مان کے  
 انتقال کر گئی۔ مولوی احمد اللہ کے صاحبزادے کا ذکر آگے آئے گا۔  
 مولوی حسن اللہ بن مولوی غلام مجتبیٰ بن ملا غلام محمد بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حیدر

مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام نذریا زوجہ ثالثہ مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام نذریا

بن قاضی غلام مصطفیٰ آپ کے کتبہ سمیہ پڑھیں اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدت تک درس قرآن دیتے رہے۔ ربیع الثانی ۱۳۱۸ء میں لا ولد وفات پائی۔ سیاسیات سے بڑی دلچسپی تھی۔ اخبارات کے بہت شائق تھے۔ مذہبی جویش بہت زیادہ تھا۔ نہایت تنگ بزرگ تھے۔ ایک دن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا مگر اولاد نہیں ہوئی۔

## اولاد ملا سعید بن قطب شہید

مولوی احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت اسی دن ہوئی جس دن قطب شہید کی شہادت ہوئی۔ تحصیل علم اپنے عم تاجدار ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اور بعد فراغت تدریس میں مشغول رہے۔ اسکے بعد آپ کو فوضات باطنیہ کی جانب توجہ ہوئی اور شیخ الوقت راس العشق رعلی حضرت سید السادات سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور اذکار و اوراد میں مشغول ہوئے۔ ریاضات مشککہ اور چلہ کشی شروع فرمائی۔ بعض چلہ میں صرف چند چھو اور دن پر بسر فرماتے اور بعض چلوں میں صرف آدھی راتیں متناول فرماتے یہاں تک کہ حجابات آپ کے قلب صافی سے اٹھ گئے اور اسرار آپ پر شکست ہونے لگے۔ آئندہ ہونے والے امور آپ پر ظاہر ہو جاتے کبھی کشف میں غلطی نہوتی۔ بعض اوقات اول شیبے عبادت شروع فرماتے نصف شب تک عبادت فرماتے۔ اسکے بعد آپ پر کیفیت کا غلبہ ہوتا کہ گھر سے نکل کر جنگل میں چلے جاتے۔ ذات پروردگار کے غیب میں غائب ہو جاتے اور ذاتی اللہ ہر جاتے اسی حالت میں ایک مرتبہ جنگل میں تشریف لینگے اور آپ کے تلامذہ بھی اسلئے آپ کے ہمراہ ہو لینگے کہ دیکھیں حضرت کہاں جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ہوا اللہ لینڈ آواز سے کہتے ہوئے آبادی سے نکل گئے اور وہاں آواز سنی کہ حضرت کہا جا رہا ہے۔

فَاخْلَعْ تَعْلِيكَ اِنَّكَ يَا اُوَادِلَ الْمُفَكِّينَ طُوفِيْ اَيُّنَ نَعْلِيْنَ مَبَارَكُ تَارِدِيْنَ اَدِ تَزِيْ سَ جَلَكُ نَظَرُوْنَ سَ غَائِبُ هُوَ كُنْ سَاقِيَهُ نَكُوْ هَمْرَاهُ جَانِيْكِ بَهِتْ نَوِيْ اَيُّنَ مَكَاشِفَاتِ اَوَكِرَامَاتِ

بہت ہیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف ہیں جنہیں سے بعض یہ ہیں۔ شرح سلم العلوم جو ۳۱۱ حصہ میں تمام ہوئی۔ اس شرح کی ایسی کوئی دوسری شرح سلم کی نہیں ہے۔ مشکلات و منقلا عن کامل زمین پر سے طور پر کیا گیا ہے۔ حوائج میرزا ملا جلال۔ حوائج میرزا ہر شرح موافق۔

میں نے یہ کتابیں دیکھی ہیں اور اسے نفع حاصل کیا ہے۔ علوم ظاہری میں تبصرہ ہونیکے علاوہ علوم باطنی  
 بھی اعلیٰ ماہر تھے۔ سنت نبوی کے سخت پابند تھے امر حق ظاہر فرمانے میں کسی سے خوف نہ فرما  
 آپ کی وفات ۹ رذی الحجہ ۶۷۱ھ کو بروز جمعہ واقع ہوئی۔ آپ نے اپنی وفات کی خبر پہلے سے  
 کئی مرتبہ دیدی تھی جب آپ کے چھوٹے بھائی ملا عبد العزیز کی وفات ہوئی آپ نماز جنازہ  
 پڑھنے کھڑے ہوئے۔ سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اور عبد العزیز سے وعدہ ہوا ہے  
 کہ دو برس کے بعد اُن سے ملو گا۔ ایک دن ایک بزرگ شاہ محمدی نے جو بڑے عابد زاہر تھے  
 حضرت سے عرض کیا کہ میں نے شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ  
 علیہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اُنکے قائم مقام کا انتقال ہو گا۔  
 حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو گا اور مشہور ہے کہ  
 جمعہ کے دن اگر سچ ہو تو سچ اکبر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں یہ سچ بعضوں کو روح اور بدن  
 دونوں سے نصیب ہو گا اور بعضوں کو صرف روحی سچ ہو گا۔ سبب وفات آپ کا یہ ہوا کہ  
 آپ پر (حسب معمول) ایک شب کیفیت جذبہ طاری ہوئی اور اُس میں آپ اپنے  
 مکان کی بلند چھت سے صحن میں گر پڑے اُنکی وجہ سے تمام بدن مبارک پر سخت صدمہ ہوا  
 جو کوئی پرسان حال ہوتا تو سولے لفظ اللہ کے زبان مبارک سے کچھ نہ ارشاد فرماتے اسی  
 حالت میں ہفتہ سے لیکر جمعہ تک مریض رہے اور جمعہ کے دن (یوم الحجہ میں) وفات پائی۔  
 قبر مبارک شہر لکھنؤ میں ہمارے محلے والوں کے مقبرہ (باغ مولوی انوار صاحب) میں  
 زیارت گاہ اور باعث برکت ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کرامات آپ کی بعد  
 وفات بھی جاری ہیں۔ علمائے فرنگی محل میں مشہور ہے کہ ملا عبد الحق کی شرح سلم کی سب  
 پہلی شرح ہے اُسکے متعلق ایک قصہ بھی مشہور ہے جو احوال علمائے فرنگی محل میں ذکر ہے  
 میں نے شرح سلم کو دیکھا ہے اُس میں جا بجا قاضی مبارک کی تردید کی ہے اور اُنکی شرح  
 کا حوالہ ہے اسلیے بقا ہر قاضی کی شرح سب سے پہلی شرح ہے واللہ اعلم صاحب عمدۃ الوری  
 نے آپ کی کرامات کثیرہ بیان کی ہیں صاحب سائل قطبیہ نے مولا ناعبد العزیز صاحب  
 جنازہ کے متعلق ایک قصہ اور تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے کہ دونوں بھائیوں میں حیات  
 بعد موت کے متعلق مباحثہ تھا مولا ناعبد العزیز صاحب بعد موت اُس طرح حیات کا حال

جس طرح زندگی میں مولانا عبدالحق صاحب اسکے منکر تھے جب مولانا عبدالحق بڑے کے جنم کے کیا  
 پڑھانے حضرت کھڑے ہوئے تو چوتھی بجکر بہت تاخیر ہوئی۔ سلام کے بعد لوگوں نے تاخیر کا  
 سبب دریافت کیا حضرت ارشاد فرمایا کہ بھائی (عبدالحق) کو میں نے دیکھا کہ اپنے جنازے کی  
 نماز خود پڑھ رہے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھیے میری زندگی اور موت یکساں ہے،  
 میں نے اُسے کہا کہ واقعی تمہارا ہی کہنا صحیح ہے اس لیے جسے تاخیر ہوئی مولانا رحمۃ اللہ علیہ  
 دو عقد ہوئے پہلا عقد سہالی میں شیخ غلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین انصاری سہالوی کی  
 دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ ملا محمد اللہ اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ایک  
 صاحبزادی ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا سعد سے بیاہی گئیں۔ دوسری صاحبزادی  
 ملا یعقوب بن ملا عبدالحق سے بیاہی گئیں۔ مولانا عبدالحق کے دوسرے عقد  
 سے دو صاحبزادے مولانا انوار الحق اور مولانا ازہار الحق پیدا ہوئے۔ یہ دوسری زوجہ بیٹوں  
 بجنور کے خاندان سے شیخ امام الحق ابن شیخ ضیاء الحق صدیقی لکھنوی کی بیٹی تھیں۔  
 مولوی انوار الحق ابن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید ابن قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ  
 انسانی کمالات کے جامع صفات ملکوتیہ کے حامل صاحب کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ  
 مولف غصان نے اپنی کتاب غصان بارہ کا ایک خاص باب حضرت کے کرامات کے بیان میں  
 علیحدہ کر دیا ہے اور انہیں آپ کے حالات تفصیلی مع آپ کے کرامات کے ذکر کیے ہیں۔ میں بیان پر  
 بالاجمال و مختصر احوالہ قلم کرتا ہوں۔ غصان سے جزئیات بالتفصیل معلوم ہو سکتے ہیں۔  
 مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تربیت پائی  
 اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ اُسی زمانے میں ایک مرتبہ بہت سخت طویل  
 اور لوگوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ آپ کی دادی جو اُس وقت زندہ تھیں انھوں نے  
 آپ کے والد کو آپ کے نازک حالت کی خبر دی آپ کے والد ماجد نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا  
 اُس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ گھبراہٹ کی بات نہیں ہے۔ اُنکو صحت ہو جائیگی اور عمر بھی  
 تک پہنچے گی اور قربان خدا میں سے ہونگے مخلوق اُن سے قائمہ حاصل کرے گی اُس کے بعد فوراً  
 ہی آثار صحت ظاہر ہونے لگے۔ جب عمر شریف بارہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے رحلت  
 فرمائی۔ آپ کی تربیت و تعلیم کی جانب آپ کے بڑے بھائی مولوی محمد اللہ نے توجہ فرمائی  
 والد ماجد کی رحلت کے وقت مولانا کی عمر مبارک کا یہ ذکر غصان کے بعض نسخوں میں ہے



اور بعض بنین یہ لکھا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر سترہ برس کی عمر میں بیعت کی  
اور آپ کے والد کے انتقال کی وقت آپ کا سن انیس سال کا تھا اور آپ کتب درسیہ کی تحصیل  
اپنے والد ماجد کے سامنے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی روح سے مناسبت  
تادمہ نفی اکثر خواب میں انکی زیارت ہوتی اور انکی روح مبارک سے فیض حاصل فرماتے اور  
فرماتے کہ والد ماجد کی روح میں جو قوت پاتا ہوں دوسرے ادبیا و دانش کی روح نہیں  
قوت نہیں پاتا۔ ہمیشہ حضرت میری تربیت کی جانب متوجہ رہتے ہیں اور مجھ کو امور تصوف کی  
تعلیم فرماتے ہیں میرے لیے اللہ نے حضرت ہی کو میرا شیخ الطریقہ اور مرشد مقرر کر دیا ہے  
ارشاد فرمایا کہ میں ابتداء بیعت لینے میں احتیاط کرتا تھا اور اجازت کا منتظر تھا جب  
میرا سن پچیس سال کا ہوا میرے قلب پر انوار تجلیات ظاہر ہونے لگے اور میرے سینے پر  
امروز اسی منکشف ہو گئے جسے میں کہیں متحیر ہو جاتا اور کہیں ڈر جاتا تھا ایک مرتبہ روحانی  
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرت فرمایا میں نے حضور سے عرض حال کیا  
اور خطرات کے دقیقہ کیلئے عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ شیطانی خطرات راہ حق میں پیش نہیں  
آتے اس کے بعد دست مبارک میرے سینے پر رکھ دیا انہی وقت تمام شکوک و شبہات  
جاتے ہیں اور اہل اللہ کا طریقہ بھی واضح ہو گیا میں حضرت شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی  
خدمت میں گیا جو حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ان سے میں نے اپنا  
خواب ذکر کیا موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قلب قوی رکھیے آپ کو روحانیت حضرت رسالت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل ہوئی ہے۔ اور ارشاد خلق کی جانب توجہ فرمائیے۔ اس کے  
بعد بھی مجھے جرات ارشاد خلق کی نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ دوبارہ جمال جہان آرا سے  
نبوی کی زیارت ہوئی اور ارشاد عالی ہوا کہ اے انوار کو اجازت ارشاد خلق کی ہے اس کے  
بعد جو شخص بیعت کیلئے میرے پاس آتا میں اس سے کہتا کہ درود شریف کی کثرت کر  
اگر حضور انور سے تم کو بیعت کی اجازت ہو گی تو میں تم کو بیعت میں داخل کر لوں گا  
جس شخص کو اجازت ہو جاتی اور مجھ کو بھی حضرت سے اجازت انکی تعلیم کی ہوتی تو میں انکو  
تعلیم دیتا ورنہ واپس کر دیتا پھر اس کے بعد حضور انور سے اجازت عام حاصل ہو گئی اور  
بھی ارشاد فرماتے تھے کہ جب میری تربیت کی جانب میرے بڑے بھائی (ملا محبت) سے  
حضرت موصوف حضرت میرید الخلیل علیہ السلام سے اور علیہ حضرت میرکات موصوف علیہ السلام سے

متوجہ ہوئے وہ اکثر علوم ظاہری کی جانب مشغول ہوئی نصیحت فرماتے اور میں اُنکے حکم کی تعمیل میں علوم ظاہری کی جانب متوجہ بھی رہتا مگر میرا قلب اُس جانب توجہ نہیں کرتا تھا کیونکہ اُسکو اسرار باطن کی جانب زیادہ توجہ تھی یہاں تک کہ میں نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کر لی بعض کتب ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید سے پڑھیں اور بعض ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید سے پڑھیں اور مطولات شاہجہاںپورہ کا مولانا سکر العلوم عبد العلی سے پڑھیں۔ علم ظاہری کی تحصیل کے واسطے میں بھی علم باطن کی تکمیل کو مقدم رکھتا تھا اسبوح سے میرے قلب کو کتب معقولات کی جانب توجہ نہیں ہوتی تھی آپ کی عادات شریفہ میں سے یہ تھا کہ بعد نماز صبح قرآن شریف و دلائل بخیرات و دیگر وظائف کی تلاوت فرماتے نماز تہجد اور نماز اشراق دھڑے وغیرہ کبھی ترک نہ فرماتے نظر کی نماز کے بعد باغ میں جہان آپ کے والد ماجد کا مزار ہے تشریف لیجاتے اور عشا تک وہاں تشریف فرما رہتے۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان خاموش و مراقب ہتے اور ذکر آبی فرماتے بعد نماز عشا گھر تشریف لاتے اور تھوڑا قرآن پڑھتے اُسکے بعد کھانا نوش فرماتے اور اُسکے بعد آرام فرماتے۔ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور صبح تک ذکر و عبادت فرماتے اپنی حیات بھر خدمت علم ظاہری و باطنی میں مشغول رہے۔ اور ہمیشہ ارشاد خلق و اخلاص فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک پر بیشمار وبے تعداد لوگوں نے بہت کی دنات شریف ۲۶ شعبان ۱۲۳۵ھ واقع ہوئی۔ آپ نے دو عقد فرمائے تھے جن سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں۔ آپ کی پہلی بی بی ملا احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید کی صاحبزادی تھیں۔ جنسے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ملا نور الحق ملا علاؤ الدین ملا اسرار الحق پیدا ہوئے۔ صاحبزادی کا عقد مولانا ابوالکریم بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز برادر مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا یہ صاحبزادی مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں مولانا ابوالکریم صاحب کی دوسری بیوی شیوخ مفتی گنج سے نجات علی شاہ صاحب صدیقی کی ہمیشہ تھیں جنسے تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ملا محمد احمد و ملا عبد الصمد پیدا ہوئے۔ صاحب خیر اعلیٰ نے صرف دو صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے تیسری کا ذکر غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ ان تینوں صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا

عہد اول مال سے بیکر یہاں تک لفظ خیر اعلیٰ کا ترجمہ ۱۲ عنایت



سپر دیکھا تھا۔ مولانا عبدالحق کی حیات میں اور ان کے بعد بحر العلوم سے پڑھتے رہے۔ شرح جامی تک پوسنچے تھے کہ مولانا بحر العلوم شاہجہانپور چلے گئے اور وہاں حافظ رحمت خان والی شاہجہانپور نے سورہ پیم تنخواہ مقرر کر دی۔ اس لیے مولانا ازہار الحق نے کتبہ رسیمہ شریعت اور مطولات اصول و معانی مولانا احمد حسین بن ملا رضا سے اور ہدایہ اور مسلم ملا حسن سے پڑھیں۔ اُس کے بعد شاہجہانپور جا کر مولانا بحر العلوم سے بقیہ کتب پڑھ کر مولانا ہی سے فاتحہ الغرغ پر ہر مہارت علمی حاصل کی۔ عفتوان شباب ہی سے نہایت صالح اور متقی تھے۔ شاہجہانپور سے لوٹ کر مدت تک درس تدریس میں مصروف رہے اُس کے بعد ضلع رٹکے بریلی میں تشریف لے گئے اور وہاں درس دیتے رہے۔ شاہ لعل نقشبندی سے بیعت فرمائی اور طریقہ مراقبہ اور اذکار و حبس نفس انھیں سے حاصل فرمائے اُس کے بعد وطن واپس آ کر اپنے دونوں بھتیجیوں مولانا نور صاحب اور ملا علوار الدین صاحب ابنائے مولانا انوار الحق کو لیکر مولانا عبدالحق بحر العلوم کے پاس گئے اور مولانا ہی کے ساتھ پوہا چلے گئے اور وہاں مدت تک اصول فقہ اور دیگر علوم کا درس دیتے رہے جب آپ کے بھتیجے تحصیل علم کر چکے اُن کو لیکر وطن واپس آئے اور یہاں تدریس میں مصروف رہے یہاں تک کہ مولانا کے صاحبزادے ضیاء الحق عین جوانی میں دریا میں غرق ہو گئے۔ مولانا کو اس جوانی کی کائنات کا سخت صدمہ ہوا اور مملکت امراض میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ فالج میں مبتلا ہو کر پھر تین سال ذنات پائی۔ مولانا کا پہلا نکاح بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے ایک صاحبزادہ مولویہ قلم بردار الحق دلا دہ مولوی ضیاء الحق کے جنکے غرق ہونیکا اور پڑ کر ہوا اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی حیدر بن ملا حسین پیدا ہوئے۔ مولوی ظہور الحق اور مولوی حیدر صاحب کے اذکار آگے آتے ہیں مولوی ازہار الحق کی دوسری زوجہ قصبہ سید پور ضلع بارہ بنکی کے صدیقی خاندان سے تھیں جو لا ولد فوت ہوئیں۔

مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق۔ بڑے ماہر فقہ تھے اپنے بڑے بھائی مولانا انوار الحق صاحب ملا حسین صاحب شرف تلمذ تھا۔ اور فاتحہ الغرغ ملا حسین سے پڑھا تھا، اپنے والد کی حیات میں انتقال کر گئے۔ آپ کا عقد سہالی میں شیخ عبدالوہاب بن شیخ عظیم الدین انصاری کی دختر سے ہوا جسے دو لڑکیاں اور ایک صاحبزادے ملا امین الحق پیدا ہوئے۔

عبدالرحیم برودان صوبہ بنگال کا ایک مشہور قصبہ ہے، رعایت عمہ بیان کیا گیا ہے اصل متن میں ہے رعایت

مولوی اسرار الحق صاحب کی ایک صاحبزادی مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرحیم صاحب مشرک  
نیرہ ملا رضا کو بیایا گئیں جو لا ولد فوت ہو گئیں۔ دوسری کا نکاح مفتی گنج مین شیخ حسین بخش  
ابن شیخ جعفر علی بن شیخ مبارک علی کیا تھا ہوا۔ چنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئیں  
مولوی شائق کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی امین الحق بن مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق نیرہ ملا سعید بن قطب شہید  
کتب درسیہ اپنے نامور چچا مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق قدس سرہا سے پڑھ کر فارغ التحصیل  
ہوئے۔ مدت العمر تدریس میں مصروف رہے۔ آپ کا عقد شیخ رعایت اللہ بن شیخ عزیز اللہ لکھنؤ  
النصاری کی دختر سے ہوا۔ چنے صرف ایک صاحبزادی یادگار رہائیں ان صاحبزادی کا عقد  
مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام محی خان نیرہ ملا حسن کے ساتھ ہوا۔ حضرت استاد  
رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ ہیری دادی اور دیگر کبیر السن بیویوں کی زبانی روایت بیان کرتے  
ہیں کہ مولوی امین الحق صاحب کے ایک صاحبزائے محمدی میان بھی تھے جبکہ عقد شہید  
لکھنؤ میں ہوا تھا مگر عقد کے ایک سال کے بعد وہ لا ولد فوت ہو گئے۔ اُنکی بیوہ ابھی قیوم  
زمانے تک موجود تھیں چنے ہمیشہ صاحبہ خود بھی ملی تھیں۔ تعجب یہ کہ اُنکا ذکر کسی تذکرہ  
میں بیان نہ کیا کہ مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مولوی محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہا۔ آپ نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نور الحق  
سے کی۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے۔ اور اخذ بیعت اور ارشاد  
خلافت فرماتے لگے۔ اپنے والد ماجد کے اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ وفات آپ کی یوم یکشنبہ  
۱۵ صفر سنہ ۱۲۷۵ میں ہوئی آپ کے دو صاحبزائے مولوی محمد حامد مولوی خیر اللہ اور ایک  
صاحبزادی تھیں جو مولانا رحمت اللہ صاحب کو بیایا گئیں اُنکے تذکرے آگے آئے ہیں  
آپ کا عقد مولانا عبدالقدوس صاحب بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا تھا  
مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ کتب  
اپنے والد ماجد اور مولانا عبدالکلیم اور حضرت مولانا عبدالبرہان رحمۃ اللہ علیہ سے  
فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم و فاضل تھے خاص کر حساب و مساحت و فارسی میں بہار  
کا ملہ تھی۔ حافظ قرآن تھے۔ بخوبی قاری پیر محمد سے سیکھی۔ عابد متواضع تھے۔ آپ کی

سہ سہ سال والدہ دھتری مدد کر نکاح اور ذکر فاتحہ اہل بیت علیہم السلام سے تحصیل علم کے ذکر کے علاوہ نام

شادی مولوی نظام الحق صاحب بن مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کی صاحبزادی سے ہوئی جو والد فوت ہو گئیں۔ دوسری شادی سید مرتضیٰ بخوری کی صاحبزادی سے ہوئی جسے چار صاحبزائے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع بن شیخ محمد رفیع رسولوی ساکن لکھنؤ سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہو گئیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ حمدی حسن بخوری کے ساتھ ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ چار دن صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی فضل الحق۔ مولوی ضیاء الحق۔ مولوی منہاج الحق۔ مولوی ممتاز الحق۔ مولوی امان الحق کا انتقال ۱۹ ربیع الاول ۱۲۸۵ میں ہوا۔ آپ کی تصانیف کے نام مجھے معلوم نہ ہو سکے مولوی امتیاز الحق بن ملا المعان الحق بن ملا برہان الحق بن ملا نذر الحق بن ملا انوار الحق۔ آپ نے کتب رسمہ و سطات تک پڑھ کر علم طب حاصل کیا۔ اب حیدر آباد میں بسلسلہ ملازمت سر رشته طبی میں ملازم ہیں۔ عقد آپ کا مولوی یعقوب بن مولوی عیسیٰ کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا سعید الحق چھوڑ کر وفات کر گئیں۔ سعید الحق انگریزی حاصل کر رہے ہیں اور اپنے چچا مولوی شمس الحق صاحب کے پاس حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

مولوی محمد اسحاق بن ملا محمد اللہ بن ملا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ نے لانا محبت اللہ کی دوسری بیوی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کی صغر سنی میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کی اور آپ کی حقیقی ہمشیرہ کی پرورش بڑے (سوتیلے) بھائی ملا مبین صاحب نے کی۔ اور ان سے ہی تحصیل علم کر کے فارغ التحصیل و فاضل مستند ہوئے۔ انواع علوم کا درس دیتے تھے۔ آپ سلطنت میں عہدہ دار تھے۔ آخر میں جب آپ کو ضعف بصارت لاحق ہوا تو اپنے پوتے مولوی عیسیٰ صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ آخر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی کہ بغیر دوسرے کی اعانت کے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ آپ کا عقد اپنی ماموں زاد بہن ہمشیرہ شیخ محمد شائع صدیقی سے ہوا۔ جسے آپ کے ایک صاحبزادے مولوی یوسف تھے۔ جبکا ذکر آگے آئے گا

مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید۔ آپ نے تمام کتب رسمہ اپنے والد ماجد اور چچا مولوی ولی اللہ اور مولانا معین بن





اُنہی نے والا کوئی شخص بھی ایسا نہوگا جسکو سبقت سلام کی نوبت ہوئی ہو، ہمیشہ چھوٹے بڑے سے سبقت سلام خود فرماتے، نہایت بے مثل بزرگ تھے، مولوی انعام اللہ صاحب نے دو بیرونی عورتوں سے بھی عقد کیے تھے جنہیں سے ایک سے متعدد اولادیں بھی ہوئیں مگر زندہ نہیں رہیں۔ دوسری بیوی بھی لا اولاد فوت ہو گئیں۔

مولوی انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ مذکورہ بالا آپ نے تمام کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھیں، اساذرحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ حمدا للہ مولانا مین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی تھے۔ مگر خیر العمل میں تصریح ہے کہ آپ نے فاتحہ افرارغ خود مولف خیر العمل یعنی اساذالاساتذہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھا ہے، جدید علما میں سے تھے آپ کی قوت علمیہ اور ذہانت کے مولانا مین القضاۃ بہت مداح تھے، دیگر علما بھی آپ کی توصیف کرتے تھے، ہمیشہ خدمت علم میں مصروف رہے، ایک زمانہ تک صوبہ مدراس کے ضلع ویلور میں بھی بسلسلہ ملازمت مقیم رہے اور وہاں بھی تدریس میں مصروف رہے، اُسکے بعد حکومت اٹلحضرت نظام مین مدرس مقرر ہوئے اور کلبرگر شریف مین حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب سجادہ کو درس دیتے تھے، آخر مین طلیل ہو کر وطن واپس ہوئے، اور پھر پچیس سال ذیقعدہ ۱۳۱۷ء مین اپنے والد کی حیات مین وفات پائی، آپ کی تالیف مین سے حاشیہ قطبی ہے جو مطبع مصطفائی مین چھپا تھا اور حاشیہ شرح عقائد نفی اور حاشیہ خیالی اور رسالہ انہامیہ اور رسالہ فی تحقیق الروح ہے مین نے حاشیہ خیالی دیکھا ہے جو مولف کی قوت علمی پر دلالت کرتا ہے، انہوں نے تالیف موصوف کی نا تمام رکھی، آپ نے طب بھی حکیم حافظ عبدالحی صاحب بن حکیم محمد ابراہیم بن حکیم محمد یعقوب کشمیری سے حاصل کی تھی، نہایت عاقل و طبیب تھے، اُسکے علاوہ موصوف شاعر بھی تھے آپ کی شادی شیخ سعادت علی صاحب بن شیخ ہدایت علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی، جولا ولد اب تک حیات مین، مین نے مولوی قہام اللہ صاحب کو دیکھا ہے نہایت فیک طبع اور تین اور سنجیدہ اور خاموش عالم تھے، انکو اور اُنکے والد ماجد دونوں کو مولانا عبدالمزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔

مولوی افضل اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ آپ نے کتب درسیہ و عظیم طب کی تحصیل فرمائی مگر اتفاق تدریس نہیں ہوا عرصہ تک فیض آباد مین ہو بلکہ کے مقبرے کے مہتمم رہے اُسکے بعد اکبر پور مین ملازم ہو گئے، آپ کا نکاح بیٹی مین حاجی فضل علی مرحوم بن



حاجی محمد عبدالعلی بن عنایت علی بن موسیٰ الزمان کی لڑکی سے ہوا چوالا ولد فوت ہو گیا، مولوی  
افضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مین لا ولد فوت ہوئے، مولوی افضل اللہ صاحب نے ایک  
بیرونی بیوی سے بھی عقد کیا تھا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھیں جسکا عقد ابھی مین ہوا  
تھا مگر یہ صاحبزادی عالم حسانی مین اپنے والد ماجد کے دو بر دلا ولد انتقال کر گئیں۔

مولوی اکرام اللہ بن مولوی سلام اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکور، تحصیل علم اپنے چچا  
مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے شروع کی تھی، اور متوسطات تک پڑھا تھا کہ عین  
عالم شباب مین بمرض ہفتہ لا ولد انتقال کیا، عقد انکی چچا زاد بہن مولانا ولی اللہ کی  
دختر کلان سے ہوا تھا جو عالم بیوگی مین تقریباً ساٹھ سال سے زائد تک حیات رہیں اور  
رحمۃ اللہ علیہ مین بعارضہ ہفتہ انتقال کر گئیں مین کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے بیعت تھی  
مولوی امین بن ملا معین بن ملا معین بن ملا محمد اللہ بن مولانا احمد عبدالحق، آپ نے کتب  
درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی، والد کی خاص توجہ آپ کی طرف تھی، ہر کتاب درسی پر  
حواشی واضحہ محض انھیں کی تعلیم کو واسطے لکھے تھے، آپ کا نکاح ملا علی بن ملا یوسف بن  
ملا اسحاق بن ملا محمد اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، مگر غفوان شباب مین ایک لڑکا پیدا ہوا کہ  
ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ مین انتقال کر گئے، لڑکے کا بھی بعد کو انتقال ہو گیا، بیوہ لا ولد  
۱۲۳۰ھ تک زندہ رہیں۔

مولوی محمد ابراہیم بن ملا علی محمد بن ملا معین مذکور، کتب درسیہ جناب مولانا عبدالباقی صاحب  
بن مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن ملا جمال الدین سے اور مولانا عبدالحق صاحب  
پرطہین، مسجد قرنگی محل مین عرصہ تک حفظ دیتے رہے، حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ  
صلی علیہ وسلم سے بیعت اور اجازت تھی بعد وفات پیر و مرشد ہجرت کر کے مدینہ منورہ علی صاحبہا  
الف الف تحیۃ مین اپنے لڑکوں کے سکونت اختیار کر لی، اور وہیں ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ  
مین انتقال ہوا، آپ کی شادی مولانا فخر الدین نیرہ ملا قدرت علی کی صاحبزادی سے  
ہوئی، جسے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، لڑکی کا عقد انتقال کر گئی، مولوی  
ابراہیم صاحب کے بڑے فرزند مولوی محمد عظیم عرف مولوی محمد بشیر صاحب اور چھوٹے  
مولوی محمد کریم صاحب تھے۔

مولوی محمد حسین بن ملا علی محمد بن ملا معین بن ملا محمد اللہ بن ملا احمد عبدالحق، تحصیل

علوم اپنے والد اور دیگر علمائے کی حافظہ اور عالم فاضل صالح تھے، عین جوانی میں ۱۲۶۷ھ میں ۲۷  
 صفر کو وفات پائی، آپ کا عقد ملائیم الدین ملا حبیب الدین ملا حبیب اللہ کی لڑکی سے ہوا، تین  
 صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ایک صاحبزادی مولوی صفی الدین ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کو  
 دوسری مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر کو منسوب ہوئیں، دونوں والدہ انتقال کر گئیں  
 تیسری صاحبزادی کا عقد منشی بہاء الدین صاحب کا کوروی ڈپٹی کلکٹر کے ساتھ ہوا، جسے دو صاحبزادیاں  
 اور تین صاحبزادے ہوئے بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا  
 اچکا کمر گئے آگیا، دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری میں منشی نظم الدین حیدر کے ساتھ ہوا، جو  
 دو خرو سال لڑکیاں اور ایک خرد سال لڑکا نصیر الدین چھوڑ کر ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں انتقال کر گئیں  
 منشی بہاء الدین صاحب کے تینوں صاحبزادے منشی ضیاء الدین حیدر اور منشی محمد حسین مرث ہو میان  
 اور منشی نظام الدین حیدر میں سے ہر ایک نے انگریزی تعلیم کجایں توجہ کی اور امتحان انٹرنس میں  
 کامیابی حاصل کرنے کے بعد ملازمت سرکاری کر لی اور مستقل تنخواہوں پر اس وقت ملازم سرکار  
 ہیں، مولوی نظام الدین حیدر صاحب س سال حیدر آباد میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت  
 مقرر ہوئے ہیں۔ مولوی ضیاء الدین صاحب بھانسی میں متعین ہیں، اور مولوی محمد حسن صاحب  
 بنارس میں انسپکٹر آبکاری ہیں، تینوں بھائی نہایت متین اور سنجیدہ اور سجدہ اور ہیں، مولوی  
 ضیاء الدین صاحب کا عقد منٹکے چچا زاد بھائی کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا نصیر الدین اور  
 ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ لڑکا کانگریزی بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے۔ مولوی  
 محمد حسن صاحب کا عقد خان بہادر منشی تلج الدین صاحب سچ مرہوم کی لڑکی سے ہوا، جسے  
 ایک لڑکا حیدر حسن موجود ہے مولوی محمد حسن کی بیوی دائم المرض ہیں اس لیے اُن سے اب  
 امید اولاد نہیں ہے، مولوی نظام الدین صاحب کا عقد مولوی محمد ہاشم کاکوری کی دختر یعنی  
 منشی تاج الدین کی ہمیشہ زادی سے ہوا، ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہے، منشی بہاء الدین  
 صاحب کی بیوی یعنی ان صاحبزادوں کی والدہ اب تک بفضل خدا البقید حیات ہیں، منشی  
 بہاء الدین کا انتقال ۱۳۰۷ھ میں ہوا۔

مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر ملک العلماء، آپ نے تحصیل علم کچھ اپنے والد ماجد سے  
 اور فقیر ملا عبد کلیم صاحب بن ملا امین اللہ صاحب بن ملا اکبر صاحب سے کی، سرکار نظام سے

مولانا ظہور علی صاحب مفسد ورجا گیر اُنکے اور اُنکے بھائی کے نام مقرر ہو گیا تھا اسی  
سلسلہ میں حیدر آباد میں مقیم ہے، ۱۳۵۰ھ میں حیدر آباد میں انتقال ہوا، اور حضرت شاہ  
یوسف قادری کے مقبرہ میں اپنے والد ماجد کے پاس جو فتح دروازہ حیدر آباد میں واقع ہے  
دفن ہوئے، آپ نہایت عظیم متواضع تھے، اور اپنے ارکان بھر کسی حاجت مند کی حاجت  
روائی میں دریغ نہیں فرماتے تھے، میرے بڑے بھائی مرحوم فرماتے تھے کہ اعزائے حیدر آباد  
میں میں نے موصوفے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا اور ذی اخلاق نہیں پایا، آپ کو سرکار نظام سے  
افضل العلماء کا خطاب بھی تھا آپ کا پہلا نکاح فرنگی محل میں مولوی احمد حسین بن ملا حیدر کی  
لوہکی سے ہوا جو اولد رمضان ۱۲۸۰ھ میں انتقال کر گئیں، دوسرا نکاح حیدر آباد میں آپ کی  
چچا زاد بہن ملا نور الحسن کی صاحبزادی سے ہوا جسے تین لوہکے اور ایک لوہکی تولد ہوئیں،  
صاحبزادی کا عقد شاہ سید بہار الدین عرف اللہ داسے میان بخاری کے ساتھ ہوا۔ جسے  
دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جنکی شادیان ہو گئی ہیں اور صاحبہ دلا بہن، اللہ داسے  
میان کا انتقال ہو چکا ہے، مولوی افضل حسن کی سبیل دلا حیدر آباد میں مقیم ہے  
اور وہیں اُنکے شادی بیاہ ہوتے ہیں، مولوی افضل حسن کے صاحبزادوں کے نام حسب  
ذیل ہیں مولوی احمد حسن عرف غوث میان، مولوی محمد حسن عرف مومیان، مولوی  
حامد حسن عرف حامو میان۔

مولوی احمد حسن عرف غوث میان بن مولوی افضل حسن افضل العلماء مذکور، کتب درسیہ  
مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہ اولد دیگر اساتذہ سے متوسطات تک پڑھیں، پھر مصر کے  
دوروں کے تعلیم سے کلامہ کش ہونا پڑا، اب حیدر آباد میں خانہ نشین ہیں، آپ کے دو  
صاحبزادے حبیب حسن اور اسد حسن عرف حسن میان اور تین صاحبزادیاں ہیں، لوہکے  
ادکار اپنی اپنی جگہ پر مسطور ہیں، لوہکیان جو دو سال ہیں۔

مولوی اسد حسن بن مولوی احمد حسن بن مولوی افضل حسن افضل العلماء مذکورہ بالا  
کتب درسیہ ابتدائے لکھنؤ میں مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ رہے ہیں، اس سال ہجریہ اور  
صحبیین، محمد اللہ اور مسلم اور قاضی و بیضادی کا درس ہو رہا ہے، اس سال انشاء اللہ  
تحصیل علم سے فرغت حاصل کریں گے، لکھنؤ یونیورسٹی سے مولوی اور عالم اور قاضی  
کا امتحان پاس کیا ہے، خدا کے فضل سے ہو شاید مجدد اور ذہین ہیں۔ مولانا حیدر

اولاد پسری میں اب صرف یہی بچہ قریب بغراغت تحصیل علم ہے اللہ تعالیٰ اسکو علم وافر عطا فرما  
اور اپنے نامور اجداد کا قائم مقام کرے، تاہنوز یہ ناکتہ زاہد ہیں۔

مولوی انوار الدین انوار اللہ بن مولوی ظہور اللہ بن مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علی  
بن ملک العلماء ملا حیدر، متوسطات کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پیمائیں اس کے بعد حیدر آباد میں  
گئے، مولوی نور الدین صاحب کی لڑکی سے عقد ہوا، ایک خرد سال لڑکا اور دو خرد سالہ لڑکیاں  
موجود ہیں۔ خدا سب کو یا اقبال کرے۔

مولوی حافظ ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد اعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔  
حافظ قرآن و عالم تھے، عالم شباب میں انتقال کیا، تحصیل علم اپنے اپنے بڑے بھائی مولانا  
عبد القدوس صاحب کے کی تھی، آپ کے دو عقد برادری میں ہوئے تھے جسے اولاد نہیں ہوئی  
تیسری بیرونی بیوی تھیں جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو حضرت شاہ غلام نقشبند کے  
خاندان میں شیخ امام الدین کو منسوب ہوئیں، مولوی ابو الفضل کی پہلی بیوی شیخ سیب اللہ بلخی  
لکھنوی کی دختر تھیں دوسری بیوی شیخ سیب اللہ بن شیخ ولی اللہ کی صاحبزادی تھیں۔

مولوی ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد اعزیز، آپ حافظ و عالم باعمل تھے، ہمیشہ  
گوشہ نشین اور یاد آگاہی میں بسر فرمائی، نوبت تدریس نہیں ہوئی، آپ کا عقد مولانا انوار الحق  
بن ملا احمد عبد الحق قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا، ایک صاحبزادہ حضرت مرشد اتام مولانا  
عبدالولی قدس سرہ اعزیز اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا جمال الدین بن ملا علاء الدین  
سینے والدہ حضرت مولانا عبد المیزان قدس سرہ چھ لڑکے و ذات پائی۔

مولوی مفتی احمد المعروف بہ ابو الحرم بن ملا محمد یعقوب بن ملا عبد اعزیز، حافظ قرآن  
تھے، اپنے والد ماجد سے تلمذ تھا، مگر فاتحہ الفراع اپنے بڑے بھائی مولوی عبد القدوس سے  
پڑھا، ایک مدت تک درس دیتے رہے۔ تمام علوم میں مفتی صاحب کو ملکہ حاصل تھا، خاص کر  
کتب فقہ میں بڑی مہارت تھی، نواب سعادت علی خان کے زمانہ میں مفتی عدالت مقرر ہوئے  
نواب صاحب موصوف کو مفتی صاحب کی دیانت و امانت پر پورا بھروسہ تھا، بیعت آپ کو  
شیخ العصر سید عبد اللہ بغدادی سے تھی، مفتی صاحب موصوف صاحب باطن بھی تھے  
آپ نے دو صاحبزادے مولوی کبریا مفتی صغیر اور ایک صاحبزادی چھوڑیں، صاحبزادی کی  
شادی شیخ عبد المرحیم لکھنوی کے ساتھ ہوئی، جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الغفور پیدا

ہوئے جو فاضل دراصل تین، اعضاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا ابوالرحم کے دو مکاح ہوئے پہلی بیوی سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جو مولوی عبدالسلام بن مولوی عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کو بیاہی گئیں، دوسرے مکاح سے ایک صاحبزادی والدہ مولوی عبدالغفور صاحب پیدا ہوئیں، مولوی عبدالغفور کے ایک بھائی مولوی عبدالکلیم بھی تھے جو جوانی میں انتقال کر گئے مولوی عبدالغفور کی اولاد اب تک موجود ہے، شیخ محمد بشیر مرحوم و شیخ محمد شہید صاحب ساکنان دوگانہ ان شیخ عبدالغفور صاحب کے صاحبزادے ہیں اور صاحب ولد دہین، مولانا ابوالرحم کی پہلی بیوی ملک غلام حسین بلخی بن ملک غلام مصطفیٰ کی ہشتر تھیں، دوسری بیوی محلہ دوگانہ ان شیوخ صدیقی کے گھرانے کی تھیں۔

مولوی محمد اکبر بن مفتی ابوالرحم مذکورہ بالا حافظ قرآن تھے تحصیل علوم اپنے والد سے کیے فراغت حاصل کی، صفائے باطن و طریقہ تصوف حضرت سیدنا سید شاہ غلام علی نمبرہ حضرت سید اسادات پانسوی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا، اور مرتبہ جذب تک پہنچ گئے تعلقات دنیاوی قطع کر کے تادم وفات گوشہ نشین و عبادت گذار رہے، کذا فی خیر اعلیٰ، آپ کا مکاح مفتی محمد ظہور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، جنکا ذکر آگے آئیگا، ایک صاحبزادہ مولوی امین اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ ادلی مولوی ظہور علی صاحب بن ملک العلام حیدر چھوڑ کر وفات پائی، مولوی کبر صاحب کا زوجہ کا انتقال ۱۲۶۵ ہجری لآخری ۱۳۶۵ کو ہوا۔

مولوی امین اللہ بن ملا محمد اکبر مذکورہ بالا، حافظ قرآن تھے، کتب درسیہ اپنے چچا مفتی محمد صفحہ اور اپنے ناتا مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھ کر فراغت حاصل کی، مفتی ظہور اللہ صاحب نے فقہ حنفی کا جواب مولوی امین اللہ صاحب سے لکھواتے تھے، نہایت مستعد عالم تھے، تمام کتب درسیہ خاص کر ذہن نشین اور تسلیم اور توضیح تلمیح، شرح وقایہ پر حواشی ہیں، حواشی شرح جامی اور شرح ضابطہ تہذیب اور شرح فضول کبریٰ مستقل تصانیف ہیں، وفات آپ کی یوم شنبہ ۱۲۶۹ ہجری الثانیہ ۱۳۶۹ میں ہوئی، آپ کی شادی ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا سعید کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مولانا عبدالکلیم والد صاحب خیر اعلیٰ یا چھوڑے جنکا ذکر بعد آئیگا۔

مولوی محمد صفحہ بن مفتی ابوالرحم بن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن تھے، تحصیل علم اپنے والد ماجد سے بامشک سولے ذکر فاتحہ افروز کے سب خیر اعلیٰ سے منقول ہے، عنایت عمہ خیر اعلیٰ ۱۳۸۰

ملا سیدین سے فرما کر فارغ التحصیل ہو، تمام علوم میں خاصہ فقہ اور اصول فقہ میں ہمارے تمام تلمیذ،  
 صورت و سیرت و بیہوشین نہایت حسین تھے، مختلف کتب درسیہ پر آپ کے حماسی ہیں، آپ مفتی  
 عدا اللہ تھے، شنبہ ۲۹ رجب ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی، آپ کی شادی ملا علاء الدین بن مولانا  
 انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مفتی محمد یوسف صاحب جنکا ذکر آگے آتا  
 ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں، صاحبزادی کا عقد اپنی چھوٹی بہن زاد بھائی ملا عبدالرحیم بن  
 ملا عبدالسلام بن ملا عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں۔  
 مولوی ابو محمد بن مولوی محمدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صغیر مذکور، تحصیل کتب عربیہ کی  
 نوبت نہیں آئی اور نہ موصوف نے نکاح کیا، بسلسلہ ملازمت پولیس ہمیشہ وطن سے باہر رہے  
 ایک مرتبہ وطن آئے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی، آخر شہر میں وطن سے باہر لا ولد انتقال کیا۔  
 مولوی محمد ایوب بن مفتی محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد محمدی بن مفتی محمد  
 یوسف بن مفتی محمد صغیر، آپ نے کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیں اور مولانا کی سند  
 حاصل کی اور بعد تکمیل مدرسہ میں عرصہ تک درس دیتے رہے، اسکے بعد گھر پر درس میں مصروف  
 ہیں، حاشیہ سنن ابی داؤد اور تلمیذ عمدة الراعیہ لکھنا شروع کیا ہے مجموعہ فتاویٰ کی ترتیب  
 جدید بھی اپنے دی ہے، آپ کی والدہ مولانا عبدالاحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی ہیں  
 آپ کی شادی دختر مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق سے ہوئی  
 جس نے چار صاحبزادے محمد احمد عبدالاحی و محمد صغیر و محمد یعقوب و محمد محمدی افندہ دو لڑکیاں ہیں  
 عبدالاحی انگریزی پڑھ رہے ہیں باقی خرد سال ہیں خدا سب کو صاحب علم، اقبال کرے۔  
 مولوی محمد دریس بن مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم مذکورہ بالا، حفظ قرآن کے بعد  
 تحصیل علوم مدرسہ عالیہ نظامیہ میں کی اور سند مولانا حاصل کی، بعد فراغت تحصیل طب مدرسہ  
 تکمیل الطب کی، اور وہاں سے سند طب حاصل کی، اسکے بعد پنجاب کی یونیورسٹی سے فاضل کم  
 امتحان پاس کیا، دو سال کے بعد انٹرنس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی، نوبت درس  
 کم آئی ہے، کچھ زمانہ تک مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد  
 سے مطبع کے کام کی طرف متوجہ ہیں، انکی شادی سال گذشتہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ میں  
 ہمشیرہ مولوی انیس احمد صاحب کا لڑوی اڈیٹر اخبار حقیقت کے ساتھ ہوئی ہے، خدا اولاد

صالح عطا فرمائے۔

## اولاد استاذ الہند

ابوالکرم مولوی محمد اکرم بن شمس العلماء ملا محمد نعیم بن ملا عبد الحکیم بن سلطان العلماء  
عبد الرب بن بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی بن استاذ الہند ملا نظام الدین بن قطب  
تخصیل علم اپنے والد ماجد سے کی بعد فراغت تدریس کیجا تب متوجہ لہے، عالم فاضل تھے  
اپنے والد ماجد کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے، شعبان ۱۳۱۵ھ میں  
اپنے والد ماجد کے روبرو وفات فرما گئے، آپ کا عقد اولاد آپ کی چچا زاد بن یعنی ملا عبد الحکیم  
بن ملا عبد الحکیم کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو دو صاحبزادے مولوی محمد اعلم اور مولوی  
محمد اسلم صاحب کو چھوڑ کر شعبان ۱۳۱۶ھ میں وفات پا گئیں، ان کے بعد دوسراعت  
مولوی اکرم صاحب کا اُن بیوی کی چھوٹی ہمیشہ سے ہوا جو لا دلدا جبک حیات ہیں۔  
ابوالعلم مولوی محمد اعلم بن مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن ملا عبد الحکیم۔ آپ حفظ قرآن  
بہر تحصیل علم کر رہے تھے کہ غفلت ان شباب میں بجا رہے وقت اپنے دادا کے روبرو ناگتہ ۱۳۱۵ھ  
میں وفات پا گئے۔

ابو اسلم مولوی محمد اسلم بن ملا محمد اکرم بن شمس العلماء ملا محمد نعیم۔ آپ کی ولادت ۴ ربیع  
۱۲۹۶ھ کا کو ہوئی حفظ قرآن کے بعد کتب فارسیہ اپنے والد ماجد سے اور ابتدائی درسیات  
نحو صرف و کچھ فقہ اپنے نامور جد ماجد سے پڑھے اور انہیں کے دست مبارک پر افتاد  
صغیر سنی میں اور دوبارہ ۱۳۱۶ھ میں بیعت کی اور موصوف سے تمام سلاسل در علوم  
اجازت حاصل کی موصوف کی وفات کے بعد حسب ارشاد اُن کے صاحب سجادہ اور حاکم  
ہوئے بکتب متوسطہ اپنے دونوں ماموں شمس العلماء ملا عبد الحمید اور شمس العلماء مولوی عبد الحکیم  
صاحب سے پڑھیں، اپنے دادا کی وفات کے بعد دومرتبہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے  
اور شیوخ حرمین سے اجازت حدیث حاصل کی کچھ زمانہ تک رامپور میں قیام اختیار فرمایا  
اور وہاں بقیہ کتب درسیہ و حدیث کی تکمیل مولانا محمد شاہ صاحب امپوری اور مولانا  
شعیب الدین صاحب تلمیذ فاضل خمیر آبادی سے کی اور قاتحہ لفرغ پڑھنے کے بعد  
میں قیام اختیار فرمایا، تدریس و تالیف میں مصروف ہیں، حسب ذیل کتب آپ کی مولف



المعلم ترجمہ تعلیم المعلم - عمدۃ القرائن ترجمہ عقائد ترجمہ عربی کبرے ترجمہ اردو و شرح فقہ اکبر مولانا بحر العلوم  
 التعلیق الاظہر علی الاصغر - حاشیہ صحیح بخاری و حاشیہ مشکوٰۃ و حاشیہ ضابطہ تہذیب و حاشیہ مختلطات  
 قطبی - و حاشیہ شرح عقائد جلالی و درہ رسالہ در صلوٰۃ تسبیح و صلوٰۃ اچاچہ و صلوٰۃ التوبہ و رسالہ تہذیب  
 اور یو ادم الاحناف للاسلاف علی الاخلاف اور الاصول البہیہ فی علم الاصول و حدیث النبویہ - آپ کا  
 عقد اولہ کا کوری مین مولوی قیام الدین بن حافظ وجیہ الدین کی صاحبزادی سے ہوا جسے  
 ایک صاحبزادے جسکا نام ابو الرشید محمد عارف معز الدین تھا تولد ہوا، ان بیوی نے ان  
 بچے کی پیدائش مین انتقال کیا اور چند ماہ کے بعد ان صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا اسکے  
 بعد دوسرا عقد مولوی صاحب موصوف کا مولوی فضل الدین بن مولوی شیخ امیر الدین  
 کا کوری کی صاحبزادی سے ہوا جسے اسوقت ماشاء اللہ بھی صاحبزادے اور ایک صاحبزادی  
 موجود ہیں، لڑکی کا عقد کا کوری مین مولوی معروف الدین بن مولوی نظام الدین بن حافظ وجیہ الدین کیساتھ  
 حکیم مین ہوا جسے ایک لڑکی اس سال محرم مین پیدا ہوئی ہے مولوی محمد اسلم صاحب کے  
 صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں ابو نصر مولوی محمد کامل ابو الفخر مولوی محمد ناصر ابو الفخر مولوی  
 محمد انور ابو الطیب مولوی محمد اظہر ابو محمد غوث محی الدین ابو القاسم جنید عبد القادر - مولوی  
 محمد کامل کا ذکر آگے آئیگا محمد ناصر نے اس سال حفظ قرآن شریف سے فراغت حاصل کی  
 ہے - بقیہ خبر و سال مین، خدا سب کو صاحب علم کرے۔

ملا ابو الحسن محمد صالح بن مولوی محمد جامع بن ملا محمد تاج بن بحر العلوم مولانا عبد العلی  
 بن استاد البند بن قطب شہید - عالم فاضل قابل علما مین سے حافظ قرآن فانی تحصیل تھے  
 کتب رسد آپ نے ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم سے پڑھیں درس تدریس مین بھی  
 مصروف رہے، تمیز الکلام سے بیان اکھلاخ احکام، حلال و حرام جانور و مکے بیان میں پکی  
 تصانیف مین مطلوبہ موجود ہے۔ امین مولانا عبد الحکیم صاحب کی رد ہے۔ آپ کا عقد مولانا  
 عبد الحکیم صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، ہر چند اولاد کثرت سے ہوئی مگر کوئی زندہ نہ رہا  
 آخر مین آپ کے لاولدہ ارزی کوچہ شہ مین انتقال کیا۔ آپ کی بیوی نے عمر کثیر پائی  
 آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔



## اولاد ملا رضا بن قطب شہید

مولوی احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید، اکابر علما اور اعظم اذکیا میں سے تھے، تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین بن قطب شہید سے کی، مدت اچھڑس تدریس و احیاء مراسم دین میں مشغول رہے، ایک صاحبزادے ملا سعد الدین اور تین صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پائی، ایک صاحبزادی ملا دلدفوت ہوئیں اور دوسری کی شادی سہالی میں شیخ عبدالوہاب بن شیخ حسام الدین کے ساتھ ہوئی، جنسے ایک لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہیں ہوئی تیسری صاحبزادی کی شادی حضرت مولانا نور الحق صاحب سے ہوئی، جو مولانا نور الحق و ملا علما الدین و ملا اسرار الحق کی والدہ تھیں، شیخ عبدالوہاب کی لڑکی ملا اسرار الحق ہی کو بیاہی گئیں، یہ شیخ عبدالوہاب ملا احمد حسین ہمیشہ زادہ تھے، اور قطب شہید کے بنی اعمام میں سے تھے، ملا سعد الدین کا ذکر آگے ہو گیا ملا احمد حسین کو فارغ التحصیل عالم جدید تھے مگر میری نظر سے آپکی تالیفات کا تذکرہ کسی کتاب میں نہیں گذرا۔

مولوی امداد حسین بن مولوی عبدالکریم بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید، اپنے دادا کے نانہال سب سے ضلع بارہ بنگلی میں متیم ہیں۔ تحصیل علم کا ذرا بھی اتفاق نہیں ہوا، زمیندارانہ وضع ہے، اب فرنگی محل سے تعلقات بھی منقطع ہیں، نکاح بھی ہوا ہے مگر کچھ معلوم نہیں کہ کے اولاد میں ہیں، پندرہ برس ہوئے جب ملاقات ہوئی تھی، اُسکے بعد اتفاق ملاقات بھی نہیں ہوا۔

مولوی ارادت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ یعنی میرے بڑے بھائی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے۔ آپ نے متوسطات تک کتب مدرسہ عالیہ لکھنؤ میں پڑھیں اُسکے بعد علم طب حاصل کیا، اکثر مریض رہتے ہیں، طلب معاش کی جانب متوجہ ہیں، اور طب کرنا شروع کیا، طب میں علمی کام اچھا کرتے ہیں۔

## حرف الباء

مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ بن ملا سعد بن قطب شہید۔ مولوی صاحب کا جو تذکرہ موصوف کے بھتیجے مولوی عزت اللہ بن ملا عظیم اللہ صاحب نے لکھا، ایک غیر اصل سے منقول ہے، غیر اصل میں مولانا نور الحق کی زوجہ کا تذکرہ سوا چھوڑ گیا ہے ۱۲ عنایت

حاشیہ مسلم الثبوت مطبوعہ کے شروع میں کیا ہے اسکا محض کتب لغت پر ہی جہت گسیں کے تفسیر حسب ذیل ہے، مولوی صاحب مدد و ح کی ولادت شعبان ۱۲۸۷ء میں ہوئی، قرآن شریف پڑھنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی تھی کہ آشوبِ شہم میں مبتلا ہو گئے اور باوجود معالجہ میں کوشش کے کس طرح مرض دفع نہوتا تھا، آپ کے چچا ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ نے فرمایا کہ اگر انگریزی چھوڑ دو کہ قرآن شریف حفظ کر لیا جائے تو انشاء اللہ مرض جاتا رہے گا آپ کے والد نے اسکا وعدہ کیا اللہ نے صحت عطا فرمائی۔ اسکے بعد قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا اور چار برس میں حفظ کر لیا اسکے بعد کتبِ رسیہ پڑھنا شروع کیے بعض کتب ملا انعام اللہ بن ملا انعام اللہ سے اور بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی ملا عظمت اللہ صاحب ورح حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ کے ہاتھ پر مدد و ح نے مرض الموت میں بیعت کی اور سلاسلِ قادریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ اور مصافحہ وغیرہ کی مدد و ح سے اجازت اور اجازت اخذ بیعت کی بھی حاصل کی مولانا عبدالرؤف کے انتقال کے بعد حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں تجدید بیعت کی اور سلسلہ چشتیہ اور سلاسلِ احادیث کی اجازت حاصل کی مدرسہ نظامیہ میں علوم عربیہ اور فارسی کا ایک زمانہ تک درس دیتے تھے۔ فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے فارسی کی شاعری میں غزلیہ عزیز الدین صاحب مرحوم اور اردو کی شاعری میں ملا انعام اللہ بن ملا دلی اللہ اور نثری امیر احمد مینائی سے ملنے تھا۔ (ایکے یوان اردو کا طبع ہو چکا ہے بقیہ مرتب موجود ہے) حسب ذیل مولفات ہیں۔ حاشیہ قطبی و میر قطبی و حاشی شروع سلم حد اللہ و ملا حسن و حاشی سلم العلوم و حاشی میبذی و حاشی مراحل الارواح و حاشی شرح جامی و حاشیہ کافیہ و حاشیہ احوال الصفا و حاشیہ تاریخ الخلفاء و حاشیہ حسانی و خلعت رحمانی فی احوال الشیخ الجیلانی۔ بکاء العینین فی شہادۃ الحسنین، اور ترجمہ تذکرۃ الاولیاء ترجمہ دورۃ الناصحین ترجمہ غنیۃ الطالبین ترجمہ شرح وقایہ ترجمہ جو اسہر خمسہ ترجمہ تفصیل حکم رسالہ میلاد شریف رسالہ اذکار و خفا، حاشیہ مسلم الثبوت حاشیہ گنج زیدہ و زنجانی و صرف میر و ضربی و تہذیب و شرح تہذیب کبری و مختصر المیزان و ایسا خوبی و قال قول و قدوری و غنیۃ المستملی و شرح اسباب مختصر المعانی لغتہ الہمین و شرح تفصیل کبری و حاشیہ رشیدیہ و غیر ذلک ترکنا باخوفا لا لاطناب اتالی ما ذکرہ ابن اخیسر مولوی برکت اللہ کا انتقال ۱۲۸۷ھ کو ہوا آپ کا عقد اولاد شیعہ فدا حسین صدیقی

دو گانوی کی دختر سے ہوا جو پوری ایک سال کے بعد ۳۲ ربیع الثانی ۱۰۳۵ھ کو والد انتقال  
کر گئیں۔ دوسرے عقد مولوی صاحب کا قبیلہ سید پور ضلع بارہ بنکی میں ہمیشہ قاضی بنیاد حسن بن  
قاضی محمد حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی فرحت اللہ اور  
تین خرد سال لڑکیاں چھوڑ کر اپنے شوہر کی وفات سے چند ماہ پیشتر انتقال کر گئیں یہ لڑکے  
اپنے چچا کے زیر سایہ عاطفت اپنی دادی کے ساتھ غازی پور میں مقیم ہیں۔ مولوی برکت اللہ  
صاحب جنگ عظیم کے سلسلہ میں ایک برس تک گورنمنٹ کے حسب احکام بلاخطا و قصور  
انظر بند رہے اس اثنا میں بہڑا کچ میں مقیم رہے۔

مولوی محمد بشیر البوسوم بہ مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد ابراہیم نمبرہ ملا معین نمبرہ ملا محمد بشیر  
نمبرہ ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ متوسطات کے ختم تک حضرت استاد رحمۃ اللہ  
علیہ اور اپنے چچا مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہم سے پڑھے، حدیث کی اجازت علماء  
عربین سے حاصل کی تجویز بھی مکہ معظمہ میں سلیمی نہایت خوش کن قاری ہیں، اپنے والد  
ماجد کے ساتھ حجاز چلے گئے تھے انکے انتقال کے بعد وطن واپس ہوئے، تھوڑے  
عرصے کے بعد پھر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وطن واپس ہونے کے بعد فکر معاش کی جانب  
توجہ فرمائی کلکتہ کی بڑی مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے تقریباً دو سال وہاں قیام کے  
بعد حیدرآباد تشریف لے گئے اور سرکار نظام سے تنخواہ مقرر ہو گئی اب وہیں مقیم ہیں۔  
بالطبع بہت فیاض واقع ہوئے ہیں خاص کر عرب کے باشندوں سے حسب حیثیت بہت  
کچھ سلوک فرماتے ہیں، اجازت ارشاد آپ کو جناب مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ  
سے عقد آپ کا قبور ضلع سیٹاپور میں شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک  
صاحبزادہ مولوی محمد مقیم اس وقت موجود ہیں۔

مولانا برہان الرحمٰن بن مولانا نور الرحمٰن بن مولانا انوار الرحمٰن نمبرہ ملا سعید بن قطب شہید  
ولادت محرم ۱۲۸۵ھ میں (اپنے نامور جد امجد کی حیات میں ہوئی) تحصیل علوم سے ۱۹ سال  
عمر میں فراغت حاصل فرمائی و تمام کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں  
انکے بعد اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں سلسلہ تدریس شروع فرمادیا ایک عرصہ  
کے بعد زیارت و حج کے ارادہ سے سفر فرمایا اور حج و زیارت سے تھکے ہوئے مدینہ منورہ  
ہو کر وطن واپس ہوئے چند سال کے بعد ۱۲۸۵ھ میں دوبارہ حج و زیارت کے واسطے روانہ

مکہ شریف پہنچے تو زمانہ حج مکمل چکا تھا، دو سو سال حج ذریعہ شرف ہوئے اور تین سال تک منہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مفتی مکہ مکرمہ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ وہ دیگر علمائے حرمین سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وطن واپس کر خدمت علم باطنی فتح ظاہری میں عمر بسر فرمائی انسانوں کے علاوہ اجنبہ بھی آپ سے پڑھتے تھے، اوصاف حسنہ اور صفائی باطن حسن سیرت تو اضع اور دیگر صفات حسنہ میں اپنے زمانہ میں بعد مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے، میں نے آپ کے کرامات اپنے والد ماجد اور بھائی صاحب مرحوم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنے ہیں، میری رادی آپ کے اشغال و اذکار کے قصص بیان کرتی تھیں، نہایت پاکیزہ سیرت بزرگ تھے، بیعت آپ کو اپنے جدا مجد مولانا ابو الاحق قدس سرہ سے تھی تجدید بیعت اپنے بھوپوزاد بھائی اور مرشد کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی، دفاتر شریف، اور جامعہ مدینہ ہونی، عقد آپ کا آپ کے مامون زاد بھائی ملا محمد یوسف بن مولانا محمد اسحاق مذکورہ بالا کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی امان الحق اور مولوی لمعان الحق یادگار ہیں، کتب درسیہ پر متفرق حواشی آپ کے مولفات میں سے ہیں۔

مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نبیرہ ملا محمد رضا بن قطب شہید۔ ابتدائی کتب اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ مولانا ابو الاحق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں عالم شباب میں ۱۳۸۵ھ میں لاہور اپنے والدین کے رو برو انتقال کیا۔ ناقم الحروف کے حقیقی حیا تھے، آپ کا عقد اولاً آپ کی حجابزادہ بن یعنی مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ کی دختر سے ہوا جو اولد انتقال کر گئیں، دوسرا عقد مولوی محمد عظیم اللہ بن مولانا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اولد عالم ہو گئی میں تقریباً ساڑھے سال حیات رکھے ۱۳۸۵ھ میں انتقال کر گئیں۔

### حرف الثناء المثلثہ

مولوی شتاء اللہ بن مولوی محمد اللہ نبیرہ ملا محمد اللہ نبیرہ ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ نے کتب ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیں اسکے بعد حیدرآباد اپنے والد ماجد کے پاس چلے گئے۔ اور وہاں انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرنس پاس کیا۔ اسکے بعد وطن واپس آئے اب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدرس ہیں، نہایت نیک و درجوان صلح ہیں، وعظ اچھا کہتے ہیں

عہ اول سے لیکر برائے نیک سوا سے ہلائی القاد کے حسب راجح سے نقل ہے ۱۱ غایت سے خیر حاصل

آپ کا عقد فی الحجۃ المکرمہ میں شیخ زہد حسین بن قاضی ہادی بن کی صاحبزادی سے ہوا جن سے سال گذشتہ ایک لڑکی تولد ہوئی ہے خدا اولاد ترمینہ بھی عطا فرمائے۔

### حرف الجیم

مولوی جمال الدین احمد بن مولانا علاؤ الدین احمد بن حضرت مولانا انوار الحق نسیرہ ملا سعید بن قطب شہید۔ ذلالت مشریف اپنے تاتا مولانا بحر العلوم اور دادا مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہما کے حیات میں ہوئی کتبہ ربیعہ اپنے چچا مولانا انوار الحق سے ختم فرما کر اکابر علمائین سے ہوسے تھوڑے روز تک وطن میں قیام فرمایا مزارج ترکا نہ تھا ایک تہہ ہی مناقشہ کیو جسے قیام وطن ترک فرما کر والد ماجد کے پاس مدراس چلے گئے اور سلسلہ تدریس جاری فرمایا اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے اور حسب معمول آپ کے تانا مولانا بحر العلوم کا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا گیا اور وہاں آپ نے درس دینا شروع فرمایا خلیج از مدرسہ نواب محمد غوث خان صاحب بالقابہ کو جو اس وقت ولید تھے اور بعد کو نواب ہو گئے آپ درس دیتے تھے مولانا امایت بختی اور ذی استعداد عالم تھے۔ ہر جمعہ کو مسجد شاہی میں وعظ فرماتے۔ طریقہ باطنی میں آپ کو اپنے والد ماجد سے اجازت و خلافت حاصل ہوئی تھی جس پر عمل مشائخ آپ گیر شے رنگ کی چادر و عمامہ استعمال فرماتے۔ کتب دوسرے آپ کے مختلف حواشی ہیں کوئی مستقل تالیف نظر سے نہیں گذری۔ ۸۔ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ کو بمقام مدراس وفات پائی، مسجد والا جاہی کے مشرقی دیوار کے قریب آپ کا مزار ہے۔ آپ کا عقد مولانا ابو نعیم بن مفتی محمد یعقوب نسیرہ ملا سعید کی دختر یعنی ہمیشہ حضرت مولانا عبدالحالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جسے صرف ایک صاحبزادہ مشہور آقا خان حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ یادگار ہوئے۔

سلسلہ اہل علم کے سب خیر العول سے ماخوذ ہے

### حرف الحاء المہملہ

مولوی محمد حسن المعروف بکلا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا سعید بن قطب شہید بعض کتابیں اپنے ناموں ملا کمال الدین سے اور اکثر کتب استاذ اللہ سے بطور فائز تحصیل ہوئے تمام علوم میں ہمارت حاصل فرمائی بیان خاک کہ مستبر علما کو بیان کرتے ہیں کہ اگر ملا حسن شیخ بن سینا سے معقولات میں مقابلہ کرتے تو آپ غالب جاتے ایک دن اپنے نامور استاذ اپنے استاذ اللہ سے کسی منطق مسئلہ پر گفتگو فرما رہے تھے کہ استاذ اللہ نے فرمایا کہ شیخ نے فقہائین یہ کہا ہے تم کیوں اس کے مخالفت گفتگو کر رہے ہو ملا حسن نے بادب عرض کیا کہ معقولات میں

تقلید نہیں کیا اسکی شیخ نے یہ کہا ہے میں یہ کہتا ہوں، ملا حسن اپنے تمام بھائیوں سے ذکاوت و ذہانت میں سبقت لے گئے تھے، کبھی انکو کتاب کے مراجعت کی حاجت نہیں پڑتی تھی قوت حافظہ اسقدر تیز و درست تھا کہ کتب درسیہ کی عبارتیں انکو زبانی یاد تھیں یہاں تک کہ اگر ہر ایک وغیرہ کے مانند کسی کتاب کی عبارت غلط ہوتی اور کئی سطریں لکھنا چھوٹ گئی ہوتیں تو اسکو اپنی یاد سے درست فرماتے اور پوری صحیح عبارت پڑھ دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ خاندان فرنگی محل میں ملا حسن سے زیادہ قوی الحافظہ ذہین اور ذکی اور طریق منطقی پر بحث کا ماہر کوئی دوسرا نہیں گذرا ہے خاصکہ تشفیق ستوق سے اثبات و عاکرے میں ملا حسن کو یہ طولانی ایسا حاصل تھا کہ انکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ ملا حسن نے ایک ماہ تک فرنگی محل میں تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ایک عالم اس ختمہ علم سے سیراب ہوا اور دور کے طلبہ اس کے پاس پڑھنے آتے تھے ایک مہینہ ہی مناقشہ کیوجہ سے آپ کو ترک وطن کرنا پڑا۔ اور بغیر کسی کے علم کے پوشیدہ شاہجہانپور کے جانب سفر فرمایا وہاں پہونچکر حضرت سید من بیان دولنگہ پر قیام فرمایا سدرن میان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ درجۃ اللہ و برکاتہ علیہ کی اولاد میں سے تھے، چونکہ اس زمانہ میں حافظہ رحمت خان والی شاہجہانپور مرہٹوں کے ساتھ جہاد کرنے کے انتظامات میں مشغول و متموجہ تھے اسلیے وہ ملا حسن کی خدمت نہ کر سکے اس درمیان میں ضابطہ خان بن نجیب لدولہ نے آپ کو بلا بھیجا اور آپ کے تشریف لیجانے پر آپ کا نہایت اعزاز و احترام کیا اور مشاہرہ معقول مقرر کر کے آپ کو آپ کے استاد ملا کمال لدولہ کیجیکہ پورا انگو کے مدرسہ میں مقرر کر دیا مولوی برکت اللہ آبادی بھی اس زمانہ میں وہیں تھے ضابطہ خان کو مرہٹوں سے شکست ہو گئی اور انتظام سلطنت درہم برہم ہو گیا ملا حسن دہلی چلے گئے اور کچھ زمانہ تک شاہ عالم کی رفاقت میں رہے اسکے بعد جب ضابطہ خان کا انتظام سلطنت درست ہو گیا تو انھوں نے پھر آپ کو بلوایا اور بدستور اعزاز و احترام کے ساتھ دارالانگو کا مدرسہ آپ کے پھر سپرد کر دیا۔ اسکے بعد پھر ضابطہ خان کو متعدد لڑائیوں میں متموجہ ہونا پڑا جسکی وجہ سے بہت گڑبڑ ہو گیا اور کوئی انتظام باقی نہیں رہا، آپ مجبوراً رام پور واپس آئے اور وہاں اقامت اختیار فرمائی نواب فیض اللہ خان والی رامپور نہایت اعزاز سے پیش آئے اور

عہدہ پاشا خیر الملک انھوں نے

عہدہ دارالانگو نجیب آباد کے قریب قیام ہے جو اندھمن دارانگو کہتے تھے اس مدرسہ کا ذکر اعجاز الانساب میں ہے ۱۷  
سفر شاہجہانپور سے لیکر میانہ تک کے واقعات رسالہ تطبیہ سے ماخوذ ہیں ۱۸ اعزایت

خواہ اگر انقدر مقرر کر کے سرکاری مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے دہن ۳۳ صفر سنہ ۱۲۷۵ میں  
 ایسے بہادر شاہ و فاضل پائی۔ ملاحسن کی تالیفات حسب ذیل ہیں۔ شرح سلم بحث موجد  
 تک جو متداول بین العلماء ہے (اور داخل درس ہے) ملاحسن کے کمال جو مدت طبع پر یہ شرح  
 شاہ عادل ہے طرز معقولی میں سلم کی کوئی شرح اس کے مقابل نہیں ہو سکتی) شرح  
 مسلم الثبوت۔ جو اشی صدر ایہ حدیثی زادہ ثلثہ معارج العلوم متن منطق میں مدارج العلوم  
 متن حکمت میں علاوہ ان کے شمس بازغہ پر بھی ملاحسن کا حاشیہ ہے۔ انہیں سے اکثر کتابوں سے  
 میں نے استفادہ کیا ہے مسلم الثبوت کی شرح جو بطور حاشیہ ہے ختم مبادی کلامیہ  
 تاکہ مدارج العلوم صرف ختم بحث بالعم الاجسام تاکہ شمس بازغہ کا حاشیہ ناتمام ہے  
 ملاحسن سے زائد اب تک فرنگی محل میں کسی نے عقد نہیں کیے ان کے پانچ عقد ہوئے پہلا  
 عقد مولانا احمد عبدالحق کی صاحبزادی سے ہوا جسے پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں کوئی  
 ایک کا نہیں ہوا دوسرا عقد ایک نے ان جگہ سے لکھنؤ میں کیا جسے دو صاحبزادے عبداللہ اور  
 عبدالرزاق پیدا ہوئے تیسرا عقد آپ نے صفی پور میں کیا جسے صرف ایک صاحبزادہ مولوی  
 غلام دوست محمد پیدا ہوئے چوتھا عقد ملاحسن نے رامپور کے افتخار دین کیا جملہ ولد فوت  
 ہو گئیں، پانچواں عقد بھی رامپور ہی میں افتخار دین میں آپ نے کیا جسے صرف دو صاحبزادے  
 محمد اسحاق اور محمد یوسف پیدا ہوئے۔ سب صاحبزادوں کے ذکر آگے آدینگے۔ ملاحسن کی  
 صاحبزادیوں میں سے ایک کا عقد ملاسین بن ملا محبت اللہ بن مولانا احمد عبدالحق کے ساتھ ہوا  
 جملہ ولد فوت ہو گئیں دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ دلیل اللہ علوی کا کوردی کے ساتھ ہوا جو  
 لاؤلف فوت ہو گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حیات بن مولوی عبدالرحمن علوی کا کوردی  
 کیا تھا ہوا جو ایک صاحبزادی بھوپور کوردی ہو گئیں جن کے بعد ملاحسن کی چوتھی صاحبزادی  
 سے چھوٹی بھین انہیں کے ساتھ عقد ہوا جملہ ولد فوت ہو گئیں ملاحسن کی پانچویں صاحبزادی  
 ملا عبد الاصلی بن بحر العلوم کے ساتھ عقد ہوا یہ بھی لاؤلف فوت ہو گئیں مگر شکہ فرنگی محل میں  
 ملاحسن کی لڑکی یا لڑکوں میں سے کسی کی اولاد سونے ملا دوست محمد کی اولاد کے باقی نہیں  
 اور اسمین بھی سونے مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بنیر مولوی غلام دوست محمد  
 کسی سے اولاد نہیں ہے، ملاحسن کی اولاد معنوی کا سلسلہ ہیبت دین ہے اور فرنگی محل

عقدان خطی

صفی خیر علی بن مولانا بیوی کا رامپور میں ہو گیا ہے اور رامپور کی ایک بیوی کا ذکر چوتھ گیارہ غایت



علماء کا سلسلہ علم ملاحسن اور ملا احمد حسین اور بحر العلوم تک غنتی ہو تا ہے جو تینوں استادانہ کے شاگردان رشید تھے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام محی نیرہ ملاحسن نیرہ ملا اسعد بن قطب شہید کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ وطن کا قیام ترک فرما کر مرزا پور کے قریب کسی گائونہ میں سکونت اختیار فرما لی تھی وہیں سلسلہ میں انتقال فرمایا آپ کا عقد ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ۳ ربیع الاول ۱۳۱۷ء کو وفات پائی ملا حبیب اللہ کے ان بیوی سے صرف ایک صاحبزادہ مولوی رعایت اللہ یادگار ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب سرکاری ملازمت میں بعدہ منصفی مقرر تھے۔

مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام محی خان نیرہ ملاحسن۔ آپ نے کتب درسیہ متوسطات تک اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے پڑھیں اسکے بعد فکر معاش میں مجبوراً مبتلا ہونا پڑا اپنے والد ماجد کے ساتھ مدت تک ساگر میں مقیم رہے پھر فرنگی محل میں آکر مدرسہ اشاعت العلوم میں مدرس مقرر ہو گئے ایک عرصہ تک درس قاری دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سہ ماہی اپنے والد کے روبرو انتقال کیا آپ کا پہلا عقد کاکوری میں مولوی سید محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو ولد فوت ہو گئیں دوسرا عقد مولوی غلام سار بن مولوی غلام قادر کی صاحبزادی سے ہوا جن سے دو صاحبزادیاں چھوڑ کر مولوی حفیظ اللہ نے وفات پائی ان صاحبزادیوں میں سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی ذکاء الحق بن مولوی فضل حق نیرہ مولانا برہان الحق کے ساتھ ہوا جو ولد فوت ہو گئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد قاضی ظہیر حسن بن قاضی ہادی حسن انصاری سہاوی کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی چھوڑ کر وفات پا گئیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن جگہری سے آٹکی پہلی بیوی دختر مولوی غیاث الدین کے انتقال کے بعد ذی الحجہ ۱۳۱۷ء میں ہوا جس سے اس وقت ایک لڑکی موجود ہے۔

مولوی حمید بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام محی خان نیرہ ملاحسن۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سفر حج میں تحصیل قرأت و حدیث بھی کی۔ بقیہ حالات مجسّم و معلوم نہیں ہیں غالباً حیدرآباد میں مقیم ہیں۔

ملک العمل مولوی حمید بن ملا امین بن ملا محب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق، آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ بن ملا محمد ولی نیرہ ملا اسعد سے پڑھ کر فرغت حاصل کی

مولوی حبیب اللہ صاحب سرکاری ملازمت میں بعدہ منصفی مقرر تھے۔



مدت تک سرکار اودھ میں نہایت عزت و احترام سے بسر فرمائی سواری فیل مع ہودہ کے بطور  
اعزاز سرکار اودھ سے مرحمت ہوا تھا مجلس بھی رہنے کیلئے مرحمت ہوئی تھی جو مولانا حیدر کے  
ورثانے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہہ فرمادی ہے۔ حاسد و عکبر رشک ہوا  
اور ایک نہ ہی مناشہ و ذریعہ سلطنت سے پیش آگیا جبکہ بعد آپ نے لکھنؤ میں قیام مناسب نہیں  
سمجھا اور بقصد سفر حج مع اپنے صاحبزادے مولوی مختصر اور دیگر ہمراہیوں کے براہ کاینور  
کلکتہ تشریف لیگئے اور وہاں سفر حجاز فرمایا اتفاقاً راستہ میں جہاز میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی  
اور مرمت کیلئے بندرگاہ مسقط پر جہاز کو رکننا پڑا جسکی وجہ سے ملاحیدر کو بھی تین ماہ تک  
مسقط میں قیام کرنا پڑا وہاں سے روانہ ہوکر بندرگاہ موضع میں ایک ماہ قیام فرمایا اور بعد یہ  
بندرگاہ میں ہوتے ہوئے جہاز پر پہنچے اور وہاں سے روانہ ہوکر حادی الاولیٰ ۲۴ھ میں  
مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں علامہ سید یوسف اہل اور عمر بن عبدالرسول مکی سے اجازت حدیث  
حاصل کی آخر حادی الاولیٰ میں مدینہ شریف روانہ ہوئے اور وہاں وسط شعبان تک مقیم  
رہے اور سند الوفت شیخ عابد مدنی اور علامہ عبدالحفیظ الاعرجی المکی اور دیگر شیوخ سے سند  
حدیث حاصل کی اثنائے سفر میں قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا تھا وسط شعبان میں  
مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر مکہ شریف واپس آئے اور رمضان شریف میں حرم شریف میں  
تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا۔ ۲۴ ذی الحجہ ۲۴ھ کو وطن کے قصد سے مکہ معظمہ  
سے روانہ ہوئے جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً راستہ میں جہاز خشکی پر چڑھ کر  
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سولے چند آدمیوں کے اور سب لوگ غرق ہو گئے غرق ہونوالوں  
میں ملاحیدر کی جچی بیٹے ملا اسحاق بن ملاحب لٹکی ہوئی بھی تھیں۔ ملاحیدر اور ان کے  
صاحبزادے اور ملاحیدر کے ایک سرکاری عزیز شیخ حسرت علی کا کوہروی ایک کشتی کے  
ذریعہ سے بچا لیے گئے اور پھر جہاز واپس بھیج دیے گئے۔ وہاں سے دوبارہ جہاز پر سوار  
ہوکر ماہ صفر ۲۵ھ میں ممبئی پہنچے ممبئی سے شیخ حسرت علی صاحب اپنے ایک بھائی سے  
ملنے کیلئے حیدر آباد جانے لگے ملاحیدر صاحب نے انکو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا خود بھی  
انکے ساتھ حیدر آباد تشریف لیگئے۔ وہاں پہنچنے کے قبل راجہ چند دلال دیوان ریاست  
حیدر آباد کو آپ کی آمد کی خبر معلوم ہو گئی۔ انھوں نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ  
پیشوا کی اور حیدر آباد میں باصلاح تمام قیام پر آمادہ کیا اور ایک ہزار روپیہ ماہوار منسوب

[illegible]

ایک ہزار دہائیہ ماہوار کی جاگیر آپ کے نام تسلیم فرمایا مقرر کردی وہاں تدریس و افتاء و وعظ میں  
 مصروف رہے تمام شہر کے رؤساء و علماء دین سلطنت اور علماء آپ کی کمال عزت و احترام  
 کرتے تھے بادشاہ نے پانچ سواری کیلئے اور خلعت شاہی مرحمت کیا۔ آپ کے تالیفات  
 حسب ذیل ہیں۔ حواشی متفرقہ اکثر کتب درسیہ پر ایک سالہ منطق میں ایک سالہ اوراد  
 میں ایک سالہ کیفیت سفر حج میں ایک سالہ اسانید میں۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت  
 شاہ نجات شاہ کہ سوئی خلیفہ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب تھے۔ آپ کی وفات  
 حیدرآباد میں ۱۲ محرم ۱۲۵۶ھ کو ہوئی۔ حیدرآباد میں آپ کی کرامات بہت مشہور  
 ہیں۔ جب طرح ثروت دنیا اور دولت علم کے بارے میں آپ خوش نصیب تھے ویسے ہی  
 اولاد کے بارے میں بھی آپ کا ایسا فرنگی محل میں کوئی دوسرا خوش نصیب نہیں تھا  
 یہ عجیب امر ہے کہ باوجود کثیر اولاد ہونے کے ملاحیدر کی اولاد میں سے کسی کی بھی آنکھ  
 زبرد وفات نہیں ہوئی ملاحیدر کی برادری میں دو نکاح ہوئے تھے اور تیسرا عقد ملاحیدر نے  
 حیدرآباد میں سادات کیا رکے خاندان میں بیرونی بیوی سے کیا تھا ان سب سے تو صاحبزاد  
 اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ پہلی بیوی مولانا زہرا بنت بن مولانا احمد عبدالحق کی  
 صاحبزادی تھیں جن سے چار صاحبزادے عیدہ العلماء ملاظہر علی عرف محمد غوث اور ملا خادم  
 اور ملا محمد غضنفر اور مولوی محمد علی تولد ہوئے ان کی وفات کے بعد ملاحیدر نے دوسرا عقد کاکوری  
 میں شیخ غلام قادر صدیقی بن شیخ نیاز محمد الدین کی دختر سے کیا جن سے ایک صاحبزادہ مولوی  
 احمد حسین اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی ظفر احمد بن ملا  
 قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز کے ساتھ ہوا جن کا ۲۰ جمادی الثانیہ  
 ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔ ملاحیدر کی  
 چھوٹی صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولانا جمال الدین نیرہ مولانا  
 انوار الحق کے ساتھ ہوا جن کی اولاد کا ذکر بعد کو آئے گا۔ ان صاحبزادی کی وفات بروز دوشنبہ  
 ۷ شعبان ۱۲۹۶ھ اپنے شوہر عالی قدر کے روبرو ہوئی۔ ملاحیدر کا تیسرا عقد شرف  
 حیدرآباد میں سید نورالاصفیاء کی صاحبزادی سے ہوا جن سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں  
 صاحبزادیاں لا ولد فوت ہو گئیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی نور المصطفیٰ  
 مولوی نور الحسنین۔ مولوی نور الصدیق۔ مولوی نور المبین ان سب صاحبزادوں کے

مولانا نیرہ کی دو دختر ہیں شیخ نیاز محمد الدین کے ساتھ ہوا جن کا ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔ ملاحیدر کی

ادکار بعد کو آئینگے۔ ملا حیدر صاحب کی ان بیوی کا انتقال حیدر آباد میں اپنے شوہر کے بعد  
 ۱۲۸۸ء میں ہوا۔ ملا حیدر کو سرکار نظام سے افضل لدولہ ملک العلماء کا خطاب تھا اُنکے بعد  
 اُنکے بڑے صاحبزادہ ملا طور علی کو عہدۃ العلماء اور ملا طور علی کے بڑے صاحبزادے  
 مولوی ظہور حسن کو عظم العلماء اور چھوٹے صاحبزادے مولوی افضل حسن کو افضل العلماء کا خطاب تھا  
 مولوی محمد حسن بن ملا افضل حسن نمبر۴ ملک العلماء ملا حیدر نمبر۴ ملا محمد نمبر۴ ملا سعید بن  
 قطب شہید آپسے کتب اسمیہ پڑھ کر فکر ملازمت کی۔ اور سرکار عالی کے کسی حکم میں ملازم نہ ہو گئے  
 عالم شباب میں ایک غمزدہ سال صاحبزادہ منظور حسن چھوڑ کر سنگتِ حسینین انتقال کیا حیدر آباد  
 ہی میں آپ کا عقد ہوا تھا۔ ایک کا تعلیم پاب ہے۔

مولوی حامد حسن بن ملا افضل حسن مذکور۴ بالا کتب ابتدائے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور  
 مولانا عبدالباقی صاحب بیت ظلم سے پڑھیں۔ اسکے بعد سلسلہ ملازمت سرکار عالی علی حضرت  
 نظام میں داخل ہو کر بالانہ ضلع اورنگ آباد میں متعین ہوئے۔ حیدر آباد ہی میں عقد ہوا ہے۔  
 ابھی تک ولادت نہیں ہے۔

مولوی حبیب حسن بن مولوی احمد حسن بن ملا افضل حسن مذکور۴ بالا۔ آپ ملا افضل حسن  
 بڑے صاحبزادے کے بڑے بہن ابتدائی کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر حیدر آباد  
 واپس گئے اور عسرت کی وجہ سے فکر معاش میں مصروف ہوئے اب حیدر آباد میں ملازم سرکار  
 عالی ہیں۔ نکاح بھی حیدر آباد میں ہو گیا ہے یہ صاحبزادے نہایت ذہین اور سمجھدار ہیں  
 اتفاق زمانہ سے عبود ہو کر سلسلہ تعلیم ترک کرنا پڑا جس کا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور  
 اُنکے دیگر اساتذہ کو بہت افسوس ہوا۔ مولوی حبیب کے ایک لڑکے کا صدیق جن غمزدہ سال ہو چکے  
 مولوی حبیب شہید بن ملا محمد نمبر۴ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ پڑھنے چچا ملا ابراہیم  
 بن ملا احمد عبدالحق اور ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ اور ملا احمد حسین بن ملا فضل سے پڑھ کر  
 فاتحہ افرار اپنے بڑے بھائی ملا حسین بن ملا محمد شہید سے پڑھا۔ نہایت ذکی اور عاقل اور  
 منظم اور خوش اخلاق تھے۔ ہر ایک کی حاجت روانی میں داسے درے سنے قدمے دریغ  
 نہ فرماتے زندگی اور موت کے بعد آپ محدود خلائق تھے۔ تدریس و تالیف کی نوبت بوجہ  
 انتظام جائداد و خانہ داری نہیں آئی فرقی عمل میں جب ولادت ملا قطب لدین سکونت پذیر  
 ہوئی تو امور نظامیہ کا تعلق حضرت مولانا احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تھا حضرت کے

عم بزرگوار حضرت استاذ الہند تو اضعا اکثر فرماتے کہ میان عبدالحق کی بدولت نظام الدین  
نظام الدین ہوئے کہ انھوں نے تمام امور خانہ داری اور افکار دنیا اپنے سر پر لے لیے ہیں اور  
میں باطمینان تمام خدمت علم میں مصروف ہوں۔ مولانا احمد عبدالحق نے آخر عمر میں  
انتظامات اپنے بڑے صاحبزادہ ملا محب اللہ کے سپرد کر دیے تھے جنگی وقات کے بعد  
ملا حبیب اللہ تمام امور کے متکفل تھے۔ غالباً اس وقت سے کہ مولانا انوار الحق قدس سرہ  
کا بھی انتظام میرے زمانہ تک مولوی احسان اللہ نیرہ ملا حبیب اللہ کے سپرد رہا۔ ملا  
حبیب اللہ کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی آپ کا عقد مفتی محمد یعقوب بن  
مولانا عبد العزیز بن ملا سعید کی صاحبزادی سے ہوا جسے پانچ صاحبزادے اور دو  
صاحبزادیاں تولد ہوئیں ان صاحبزادوں میں سے بڑی صاحبزادی کا عقد اپنے ماموں نے اد  
بھائی حضرت مولانا عبد الوالی بن ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد انتقال  
کر گئے۔ دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا  
محب اللہ کے ساتھ ہوا جنگی اولاد کا تذکرہ اس کے شوہر کے ضمن میں آئیگا۔ ملا حبیب اللہ کے  
صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں جن کے اولاد اپنی اپنی جگہ پر آئیگا۔ مولوی ولی اللہ  
مولوی نعیم اللہ۔ مولوی حفیظ اللہ۔ مولوی علیم اللہ۔ مولوی سلام اللہ۔

مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ مذکورہ بالا کتب رسید اپنے بڑے بھائی مولانا  
ولی اللہ سے پڑھ کر فراغت حاصل کی عالم جید ہوئے کچھ زمانہ تک وطن میں خدمت علم کرتے  
رہے اسکے بعد سرکار اودھ سے عہدہ دار و علی عدالت مرحمت ہوا اس سلسلہ میں فیض آباد میں  
قیام اختیار فرمایا۔ واقعہ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ میں اجداد بھائی کی مسجد متعلق تحقیقا آپ  
ہی کو سپرد ہوئی تھی اور باوجود زبرد و حکام بالا کی سخت دھمکیوں کے آپ نے صحیح حالات  
لکھ کر جہان پناہ کہ بھیج دیے۔ مدت العمر فیض آباد میں قیام رہا ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰  
وفات ہوئی نعش لکھنؤ لاکر بارغ مولانا انوار الحق بن دین کیگیں بیت آپ کو حضرت مولانا  
عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد مفتی طور اللہ بن ملا ولی نیرہ ملا سعید کی صاحبزادی  
سے ہوا جسے تین صاحبزادے مولوی خلیل اللہ اور مولوی عظیم اللہ اور مولوی حمید اللہ اور

مولانا حفیظ اللہ کی دوسری بیویان تھیں جن میں سے ایک بیوی سے ایک صاحبزادی تھیں جو شیخ غلام الدین حسین بن  
شیخ غلام الدین صدیقی معینی کو بیاہی گئی تھیں ۱۲ عنایت



عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد آپ کا چترہ میں اپنی خالہ زاد بہن شیخ غلام نبی نینا موی ساکن چترہ کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی سمیع اللہ انکم ٹکس لکھنؤ قسریہ گاہرین بیوی بفضلہ اب تک حیات میں نہایت نیک طبیعت اور پاکیزہ نفس میں شوہر کی وفات کے بعد رج د زیارت سے بھی مشرف ہوئی ہیں۔

مولوی حبیب اللہ بن محی الدین مولوی سمیع اللہ بنیرہ ملا حفیظ اللہ مذکورہ بالا۔ کتب رسم پر پڑھنے کے بعد تحصیل انگریزی شروع کی ہے اور اپنے چچا زاد بھائی مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکورہ بالا کے ساتھ میرٹھ میں مقیم ہیں ابھی عقد نہیں ہوا ہے۔

مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق قدس سرہم۔ کتب رسم آئے ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ اور مولانا بڑھان الحق بن مولانا نور الحق سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے تربت تدریس تین آئی تلامذہ معاش میں حیدر آباد چلے گئے۔ اور سند و کالت حاصل کر کے مدت تک وہاں وکالت کرتے تھے آخر عمر میں فالج میں مبتلا ہو کر وطن واپس آئے اور اپنی سسرال کا کوری میں سکونت اختیار کی آخر کار ۳۳ھ میں انتقال کیا آپ کے دو عقد کا کوری میں ایک ہی گھر میں ہوا۔ والد شیخ ظہور علی بن شیخ نبی بخش کا کوری کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام بنیرہ مفتی یعقوب پیدا ہوئے ان بیوی کے انتقال کے بعد دوسرے عقد سالی کے ساتھ کیا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جنکا عقد پتے چچا زاد بھائی مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا ان بیوی نے بھی اپنے شوہر کی حیات میں سہہ میں وفات پائی۔ مولوی عبدالوہاب کی بیوی یعنی مولوی حسام الحق کی پڑی دختر نے ۳۴ھ میں لا ولد وفات پائی۔

مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق بنیرہ ملا سعید بن قطب شنید۔ کتب رسم تحصیل مفتی ظہور اللہ بن ملا دلی اللہ سے اور بعض دیگر اساتذہ سے کی بعد وفات اپنے والد ماجد کے اپنے جد امجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے ہیں نے صرف و نحو کی تقریباً ہر کتاب پر آپ کے حواشی دیکھے ہیں میزان اصراف کی شرح بھی تالیف فرمائی تھی۔ یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ آپ کو بیعت اپنے جد امجد سے اور اجازت و خلافت اپنے والد ماجد سے تھی۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن

دختر مولوی عبدالصمد بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی جو میری حقیقی دادی تھیں یادگار ہیں۔ مولانا محمد حامد کا انتقال ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ کو ہوا۔ مولانا محمد حامد کی صاحبزادی کا عقد راقم الحروف کے جد امجد مولوی کرامت اللہ بن مولوی محمد مشائخ عبدالرب کے ساتھ ہوا۔ میری دادی کی پیدائش اپنے پردادا مولانا انوار الحق کی حیات میں ہوئی اور انکی وفات ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں ہوئی انکی اولاد کا ذکر مولوی کرامت اللہ صاحب کے حالات میں آئیگا۔

مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی عبدالدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید کتبہ سمیہ و بعض کتبہ یہ لکھ کر تلاش معاش کی جانب توجہ کی انگریزی سلسلہ ملازمت میں داخل ہو گئے اور ترقی کو کے ڈپٹی کلکٹر مقرر ہو گئے بعد پشٹون وطن میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور ۲۲ شوال ۱۳۳۶ھ کو لاہور انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی قدس سرہ سے تھی بزرگان دین اور خالصک پیر و مرشد سے شفقت اعتقاد تھا پیر و مرشد کے انتقال کے بعد حضرت کے عرس میں باغ میں روشنی و تقسیم وغیرہ مدت العمر آپ ہی نے اپنے مصارف سے کی۔ آپ کی وفات کے بعد میرے والد جو موصوف کے وارث شرعی اور آپ کی جائیداد کے مالک ہوئے برابر عرس کرتے رہے اور اس وقت تک عرس ہم لوگ کرتے رہے۔ آپ ۱۳۹۵ھ کے بعد والدہ اور بیوی کے ہمراہ سفر حج کا قصد کیا اور لکھنؤ سے براہ کاپور و جیلپور بمبئی کیلئے روانہ ہوئے جیلپور پہونچ کر سخت علیل ہو گئے اور محبوب زاد وطن واپس ہوئے۔ دوبارہ ۱۳۹۵ھ میں باغ ساتھ حج کیلئے روانہ ہوئے حج و زیارت سے سرفراز ہو کر مدینہ شریف سے براہ مکہ مکرمہ منہرجن وطن کے قصد سے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہونچ کر آپ کی والدہ علیل ہوئیں اور مکہ مکرمہ میں بین وفات پا گئیں اور جنت المعلیٰ میں پائین مزار سیدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و علیہ زوجہ الفات صلیوہ و تحیوہ تسلیم دفن ہوئیں۔ مولوی محمد حسین صاحب کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا امتین تخلص فرماتے تھے آپ کا دیوان مرتب ہے۔ بے علاوہ اسکے مناقب و زانیہ موفعات و استاذ الہیہ ترجمہ اردو کو نظم فرمایا تھا جسکا نا گلستان طریقت ہے ایک کتاب کرامات غوثیہ اردو منظوم بھی آپ کی تالیفات میں سے ہے۔ آپ کا عقد اولاً آپ کی مامون زادہ بن دختر شیخ علیم اللہ بن شیخ عزیز اللہ بن

ضلع بارہ بنگی کے ساتھ ہوا جسے کوئی اولاد زندہ نہیں رہی دوسرا عقد پہلی بیوی کی حیات میں آپ کے  
سب سے ضلع بارہ بنگی میں شیخ حافظ احسان احمد کی دختر سے کیا جسے کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ بیوی  
بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک بقید حیات رہیں پہلی بیوی نے بڑی عمر پا کر شہباز علی علیہ السلام میں بمقام  
بنکی انتقال کیا اور بانسہ شریف میں چوترا حضرت سید السادات کے نیچے دفن ہوئیں۔

### حرف الحاء

مولو خلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست نجر بن ملا حسن۔ کتب درسیہ  
پانے والدہ مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فاضل تھے اور ضلع ساگر  
ملک متوسط کے کسی مدرسہ میں مدت تک بلسا ملازمت مقیم تھے آخر میں وطن علیل ہو کر گئے  
روز شنبہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ کو انتقال کیا۔ اولاد آپ کے ایک بن احنبہ دختر نامہ بن  
خان سے عقد کیا جسے ایک صاحبزادے مولوی عنایت حسین تولد ہوئے ان کے بعد آپ نے دوسرا عقد  
دختر مولوی امین الحق بن ملا اسرار الحق بن مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہم سے کیا جسے دو صاحبزادیاں  
ایک وجہ مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان دوسری صاحبزادی  
دوجہ اولی مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام  
دوست محمد اور دو صاحبزادے مولوی جمیل اللہ اور مولوی حفیظ اللہ تولد ہوئے۔  
دوسری لڑکی لا ولد انتقال کر گئیں۔

مولوی خلیل الدین بن مولوی الہی بخش بن مولوی غلام یحییٰ خان نمبر ملا حسن۔ آپ نے  
تحصیل علوم میں پورے پندرہ بیڑی حاصل کی اور سرکاری ملازمت میں داخل ہو گئے توتی پا کر  
تحصیل دار ہو گئے تھے اب پنشن لیکر کانپور میں مقیم ہیں آپ کا عقد مولوی محمد رضا بن مولوی  
غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جسے اولادین ہوئیں مگر زندہ نہ رہیں ان بیوی کی وفات کے  
بعد آپ نے دوسرا عقد کانپور میں کیا جسے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن میں سے  
ایک صاحبزادے حمید الدین کا عقد حکیم عبد الحمید صاحب بن حکیم عبدالکریم کشمیری ساکن  
جو پورہ کی صاحبزادی کے ساتھ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ میں ہوا ہے بقیہ حالات میرے علم میں نہ آ سکے  
ملا خادم احمد بن ملک العلما ملا حمید بن ملا حسین۔ تحصیل علم پانچ چھ ملازمین اور مفتی ظہور اللہ  
بن ملا ولی اللہ سے کی۔ بعد ختم کتب درسیہ مدت البحر تدریس و تصنیف میں مصروف رہے آپ کے  
شاگرد کثرت سے تھے تصانیف آپ کے حسب ذیل ہیں۔ دور سائل در تحقیق دایرہ ہندیہ۔

سلاہ ان حافظ احسان احمد بن محمد بن محمد بن محمد

سلاہ ان صاحبزادی النعمانیہ سے جو ۱۲ سالہ تھیں



اتقویٰ المعقول فی بحث اسماصل الموصول۔ وسیلۃ الشفاعۃ فی احوال الصحابہ۔ زاد التقویٰ فی آداب  
الافتویٰ۔ اعلام الہدیٰ فی تحریم المزامیر والنفا۔ ہدایت الانام فی اثبات تقلید ائمۃ الکرام۔  
علامہ انکے شرح وقایہ و دیگر کتب درسیہ پر حواشی ہیں۔ مسجد زرنگی محل میں ہر جمعہ کو وعظ کرتے تھے  
اولاً عقد آپ کا ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کی دختر سے ہوا جسے اولاد  
ہوئی مگر زندہ نہیں رہی۔ دوسرا عقد دختر ملا ظہور الحق بن ملا اذہار الحق بن ملا عبد الحق کی  
ہوا۔ جسے صرف ایک صاحبزادی زوجہ ملا عبد الیاسط بن مولانا عبد الرزاق بن ملا جمال  
پھولگر ۱۲۰۲ھ رذی الحجۃ ۱۲۰۲ھ کو ملا خادم احمد نے انتقال کیا۔ ملا حیدر صاحب کی اولاد میں مولانا  
ظہور علی کے بعد سب سے قابل ہی صاحبزادے تھے۔

مولانا خلیل اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کتب درسیہ اپنے والد ماجد  
اور نامور سچا مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فاضل تھے  
تلاش معاش میں پٹنہ چلے گئے۔ وہاں کے لوگ آپ کی بہت تعظیم اور عزت کرتے تھے۔  
وہاں ۱۲۰۳ھ شعبان ۱۲۰۳ھ میں اپنی والدین کی حیات میں انتقال کیا۔ آپ کا عقد دختر  
ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کے ساتھ ہوا۔ در بیٹے یادگار چھوڑے۔ بیٹے  
مولوی مسیح اللہ اور ملا عبد اللہ جنکے تذکرے آگے آئینگے۔ ان سب حضرات کو بیعت  
حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق۔ حافظ قرآن تھے کتب درسیہ پڑھ کر  
جانبہ اشغال وادکار متوجہ رہے۔ ابتدائے بن میں بیت حضرت مولانا انوار الحق قدس سرہ سے کی تھی۔  
بعد کو تجدید بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ خلاق وادوات حسنہ سے  
متصف تھے۔ اذکار و اشغال جدی میں مدت العمر متوجہ رہے نہایت منظم تھے۔ مسجد باغ مولانا انوار  
کا انتظام آپ ہی کے سپرد تھا۔ چنانچہ صحن مسجد باغ اور کنواں باغ میں آپ ہی نے بنوایا ہے۔ آپ  
انتقال ۱۲۰۵ھ ربیع الثانی ۱۲۰۵ھ میں لا ولد ہوا۔ آپ کا عقد اولاد مولوی سراج الحق بن مولانا  
نور الحق کی دختر سے ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی۔ دوسرا عقد پہلی بیوی کی وفات  
بعد شیخ بہادر علی قدوائی بن شیخ شجاعت علی ساکن ہیارہ ضلع بارہ ننگی کی دختر سے کیا جو اولاد  
نوت ہو گئیں۔

## حرف اللال

مولوی ذکار الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق - ولادت ۸ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۰۰ھ کو ہوئی - مولوی ذمہ نشین و خواندہ کے بعد گھر سے چلے گئے - اور گوئی مرتبہ واپس وطن ہوئے مگر پھر چلے گئے - فی الحال لا پتہ ہیں - انکا عقد دختر مولوی حفیظ اللہ بن ملا طفیل اللہ بن ملا غلام بیچے خان کے ساتھ ہوا جو لا ولد سنہ ۱۳۳۲ھ میں انتقال کر گئیں -

## حرف الراء

مولوی رضا بن قطب شہید - آپ نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے کی - اور عالم جمید ہوئے - مدت تک اپنے بھائی کے ساتھ درس دیتے رہے - مسلم اور مسلم پر مشرین لکھیں - اُسکے بعد توجہ علوم باطنیہ کی طرف بہت بڑھ گئی حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سمیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے - ذکر و شغل باطنی کی تعلیم حضرت سے حاصل کی - عالم رویا میں سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاضری مدینہ منورہ ہوا - مرتبہ سے اجازت لیکر کمال ذوق و شوق سے دیا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے - اُسکے بعد حضرت کے حالات طریقہ ظاہر سے نہیں معلوم ہوئے - ایک دن آپ کے گھر کے لوگ آپ کے خیال سے مضطرب تھے حضرت استاذ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ محمد رضا بغداد شریف میں حوض پر بیٹھے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میرے گھر کے لوگوں کو تسکین دیدیجیے میں خیریت سے ہوں سب کو طمینان ہو گیا - ایک مدت کے بعد حضرت استاذ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ محمد رضا برابر خواب میں مجھ کو اپنی خیریت سے مطلع کر دیا کرتے تھے - مگر اب کچھ عرصے انکی حالت نہیں معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے انکا انتقال ہو گیا - اُسکے چند دن کے بعد فرمایا کہ محمد رضا نے مجھ سے خواب میں بیان کیا کہ انکا انتقال ہو گیا ہے - اور حسبِ راج آپ نے اُنکے فاتحہ کا حکم دیا - ملا رضا اور ملا نظام الدین سے آپس میں بہت زائد رنگت تھی دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے اور خورد و نوش ساتھ تھا - ملا رضا کا سن آپ کے والد ماجد کی شہادت کے وقت آٹھ سال کا تھا - عقد آپ کا بچہ میں اسرارِی خاندان میں ہوا تھا جسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں - صاحبزادوں کے نام یہ ہیں - مولانا احمد حسین اور مولانا عبدالحی - ملا رضا کی دختر کا عقد

سہالی میں شیخ محمد عظیم بن شیخ حسام الدین سے ہوا جسے ایک لڑکی اور ایک صاحبزادہ عبد الوہاب پیدا ہوئے  
شیخ عبد الوہاب کا عقد ملا احمد بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک لڑکی تولد  
ہوئی۔ شیخ محمد عظیم کی لڑکی کا عقد لکھنؤ محلہ مفتی گنج میں ہوا تھا جسے اولاد دھتری کے سوا اولاد  
پسری نہیں ہوئی۔

مولوی رعایت اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا غلام تھکے خان بن ملا غلام دوست محمد بن  
ملاحسن۔ آپ نے کچھ کتب درسیہ ملا عبد کلیم بن ملا امین اللہ بن ملا اکبر سے جو پور میں پڑھیں  
اسکے بعد تدوالت حاصل کی اور مرزا پور میں ادکالت کے سلسلہ میں مقیم رہے۔ اور دوسرا  
عقد بھی وہیں کر لیا تھا جسے اولاد میں ہیں۔ جو اس وقت تک موجود ہیں۔ ان اولادوں کے  
چونکہ حالات مفصل نہیں معلوم ہیں اس لیے ترک کر دیے گئے۔ مولوی رعایت اللہ صاحب نے  
مرزا پور میں غائبانہ میں انتقال کیا۔ وطن میں آپ کا نکاح آپ کی چچا زاد بہن دختر ملا  
خلیل اللہ بن ملا غلام تھکے خان سے ہوا تھا جسے دو لڑکیاں ہوئیں۔ بڑی لڑکی کا نکاح جگور  
میں مولوی عبد الغنی کے ساتھ ہوا جو صاحب اولاد ہیں۔ دوسری لڑکی کا عقد مولوی محمد  
اسحاق بن کوٹھلہ لدین بن ملا غلام تھکے خان سے ہوا۔

مولوی رحیم اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام تھکے خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملاحسن  
آپ نہایت صاحب و فاضل تھے۔ بے سلسلہ ملازمت ساگر میں مقیم رہے وہیں آپ نے  
شوال سنہ ۱۳۳۵ میں اپنے والدین کی حیات میں وفات پائی۔ آپ کا پہلا عقد

حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ بن ملا ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا  
مگر وہ اولاد نہ ہو گئیں۔ دوسرا نکاح آپ کا مولوی غلام مرتضیٰ بن ملا غلام زکریا بن ملا غلام  
دوست محمد کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی مولوی کلیم اللہ صاحب یا دگا رہیں۔  
مولوی رحیم اللہ صاحب کی یہ بیوی بے عالم ہو گئی تقریباً ۱۳ سال حیات رہیں اور جیسے  
میں انتقال کیا۔ مولوی کلیم اللہ صاحب کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی محمد رضا بن ملا غلام تھکے خان نبیرہ ملاحسن۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کی  
ملازم سرکار الگ پڑی ہو گئے۔ اور اسکے بعد بھوپال میں تقرر ہوا اعزاز و احترام کے ساتھ  
سرکاری اور بھوپال میں انتقال کیا اولاد موجود ہے مگر ملا غلام تھکے خان کی دوسری زوجہ  
اور مولوی قطب لدین بن مولوی غلام تھکے خان کی دوسری زوجہ کی اولاد کے مفصل

حالات مجھ کو بوجہ تعلقات نہونے اور فرنگی محل سے ان حضرات کے تعلقات منقطع کر دینے کے معلوم نہ ہو سکے۔ آپ کا عقد بنارس میں ہوا جسے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی خلیل الدین بن مولوی الہی بخش بن مولوی غلام محی خان تولد ہوئے۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں مولوی علاؤ الدین مولوی قیاض الدین مولوی جمال الدین مولوی ملا نور الدین ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے بھائی ملا نعمت اللہ سے کی۔ عالم فاضل ہوئے۔ نہایت سچا اور ادا و انصاف بزرگوں میں سے تھے۔ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ملا نعمت اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر سلطنت عقل کے ذریعے مل سکتی تو ہمارے بھائی رحمت اللہ ضرور بادشاہ ہوتے۔ خاص کر مولانا کو علم انفرادی اور فقہ اور حساب میں کامل مہارت تھی اپنے چچا مفتی ظہور اللہ کے انتقال کے بعد ان کے بجائے مفتی عدالت مقرر ہوئے۔ تھوڑے زمانہ کی بعد آپ غازی پور چلے گئے اور وہاں مدرسہ شہ رحمت جاری کیا جواب ترقی کر کے کلچ ہو گیا ہے وہاں مولانا نے بڑی وجاہت اور عزت پیدا کی تھی۔ حکام اور عوام سب کی نظروں میں بہت معزز تھے۔ آنریری مجسٹریٹ بھی سرکار کی جانب سے بنا دیے گئے تھے۔ غازی پور میں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ میں انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا محمد احمد بن ملا نور الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے صرف ایک صاحبزادی یادگار ہیں۔ ان صاحبزادی کو میں نے دیکھا تھا نہایت پاک نفس ذاکر و شاعر صائم الدھر اور قائم القیل بیوی تھیں۔ میں نے بیویوں میں ان سے زائد عبادت گزار نہیں دیکھا۔ عمر بھی بہت پائی تھی۔ یہ صاحبزادی اسپینے چچا زاد بھائی فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ کو بیایا تھیں اور صاحب اولاد تھیں جن کا تذکرہ بعد کر ہو گا۔ ان صاحبزادی کا انتقال ۱۶ شوال ۱۳۲۲ھ بروز جمعہ کو ہوا۔

مولوی روح اللہ بن مولوی محبت اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کتب الابدائی مدرسہ نظامیہ میں پڑھ کر اپنے والد کے ساتھ حیدرآباد چلے گئے اور وہاں انگریزی کی تحصیل کی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کیا وطن آ کر دختر مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا محبت اللہ سے عقد کیا۔ یہ بیوی تقریباً ۳۷ھ دس سال حیات ہیں اور ایک دس سال لڑکی اور ایک لڑکا محمد سلیم چھوٹے بچے کے عالم شباب

حالیہ حالات ان کے معلوم ہوئے

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ روز شنبہ میں انتقال کیا مولوی روح اللہ صاحب آج تک دوسری شادی نہیں کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس ریاضی وغیرہ میں مصروف ہیں اور علوم عربیہ حاصل کر چکے ہیں۔ ایک سالہ نوجو میں اور حاشیہ شرح تہذیب تالیف کیا ہے۔ نہایت خوشخط اور نیک و سلیم الطبع ہیں۔ مولوی روح اللہ صاحب کی دونوں اولادیں ناکست راہین۔ بہت اچھے حضرات استاد قدس اللہ سرہ سے ہے۔

### حرف الزاء

مولوی زہاد الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ ابتدائی کتب پڑھ کر تلاش معاش میں بھوپال چلے گئے اور وہاں ملازم ہو گئے مدت تک وہیں ملازم رہے پھر ۱۳۲۳ھ میں بیمار ہو کر وطن واپس ہوئے اور شعبان ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی آپ کا عقد دختر کلان جناب مولانا نعیم صاحب سے ہوا جو اب تک بفقہ تعالیٰ حیات ہیں۔ ایک لڑکی یادگار ہے جس کا عقد دو گادان میں قاضی نعیم الدین بن قاضی بشیر الدین صاحب فقہوری من احماد ملا کمال الدین سے ہوا ہے جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔

### حرف السین

مولو محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ حضرت قطب شہید کے بھیلے صاحبزادے تھے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھیں نہایت قابل علمائین سے ہوئے اپنے والد کے مدرسہ میں درس بھی دیتے تھے۔ اسی اثنا میں واقعہ شہادت والد ماجد پیش آیا۔ آپ بھی اس معرکہ میں زخمی ہوئے بعد کو سلطان عالمگیر کے پاس تشریف لیگے اور جو ملی فرنگی محل کی سند سرکاری عطا ہوئی یہ فرمان شاہی میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا اور اب تک موجود ہے۔ اس میں عطاے جوہری صرف ملا اسعد و ملا سعید کا نام ہے۔ کچھ گاؤں بھی علاقہ بہرائچ میں مرحمت ہوئے تھے۔ ملا سعید اپنے تمام خاندان کو لیکر لکھنؤ چلے آئے کیونکہ سہالی کے اعزہ واقعہ شہادت سے اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ ان کا خطرہ تھا کہ ملا صاحب کی اولاد کی وجہ سے پھر حملہ ہوا اور بھلوگ بھی پریشانی اٹھائیں اس لیے ان لوگوں کو ملا صاحب کے اہل فرعیال کا سہالی میں رہنا پسندیدہ نہ تھا۔ ملا سعید عالمگیر کے پاس جا کر دوبارہ وطن واپس آئے اور بکھنؤ فرنگی محل میں سہالی سے منتقل کر کے خود دوبارہ عالمگیر کے پاس واپس گئے اور بلا دکن میں بیالم جوہانی انتقال کیا۔ آپ کی

بیوی شیخ عصمت علیہ السلام کے خاندان کی نہایت منتظم اور ہوشیار تھیں۔ ملا سعید کے بعد مدت تک حیات رہیں اور اپنے دونوں صاحبزادوں کی وفات کے بعد انکی وفات ہوئی۔ انکا مزار اندرون احاطہ باغ متصل دیوار مقبرہ یعنی حضرت مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق بن بھلا نا جمال کے مقبرہ میں واقع ہے۔ سولے انکے کسی عورت کا مزار اندرون احاطہ چار دیواری نہیں ہے۔ ملا سعید کو بعد ترک سہالی اتفاق تدریس نہیں ہوا۔ دو صاحبزادے مولانا احمد عبد الحق اور مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما یادگار چھوٹے۔ فرنگی محل کے اکثر حضرات ملا سعید رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد ہیں۔ ملا سعید کو اپنے والد سے بیعت اجازت تھی۔ انکے واسطے سے اب تک سلسلہ چشتیہ جدیدہ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں موجود ہے۔ دشت احمد مشہور ہے کہ فنائے عالمگیری کی تہوین میں ملا سعید بھی دوسرے علماء کے مانند شریک تھے اور دکن کی لڑائی میں حالت نماز میں جو چالیس علماء شہید ہوئے تھے انہیں ملا سعید بھی تھے ملا سعید کے حجاز جانے کی جو روایت اغصان اربعہ کے مطبوعہ نسخہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ مولف نے اغصان نے اپنی دوسری مولفہ کتاب عمدۃ الوسائل میں اس کے خلاف لکھا ہے اور خود اغصان تمام قلمی نسخوں میں اس کے خلاف ہے۔

مولوی سلیمان بن ملا قطب الدین بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا دوست محمد بن ملا حسن ملا قطب الدین ثانی کے بیرونی بیوی کا صاحبزادہ علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ حیدر آباد میں اپنے والد کے پاس مقیم تھے زیادہ حالاً مولوی قطب الدین کی اولاد کے مجھ کو معلوم نہیں ہیں۔ مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا دلی اللہ سے پڑھیں اور درس بھی دینا شروع کیا تھا کہ درگزر وہ میں مبتلا ہوئے۔ اور مرض نے طول کپڑا یہاں تک کہ بھڑا ہو گیا اور اس میں شکات دیا گیا مگر اس سے جانبی نہ ہو سکی اور بحالت شباب ایک صاحبزادے مولوی اکرام اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ چھوٹے کر انتقال ہو گیا۔ مولوی سلام اللہ صاحب کا عقد شیخ امام علیہ السلام قدوائی کی صاحبزادی ہوا تھا۔ مولوی سراج الحق بن مولوی ظہور اللہ بن ملا ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملاک العلماء حیدر انگریزی کچھ مدت اعلیٰ تعلیم علی گڑھ میں پڑھی اب فکر ملا موت کی جانب متوجہ ہیں۔ اس سال شادی کا خیال ہے حیدر آباد ہی میں اپنے والد کے ساتھ مقیم ہیں۔





جسے دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ کے نام مولوی عطاء الدین  
 اور مولوی عبدالرب محمد شاخ بن جبکا ذکر آگے آوے گا۔ اور صاحبزادی کا عقد ملا نور الدین ملا  
 ولی ابن قاضی غلام مصطفیٰ کے ساتھ ہوا۔ ان صاحبزادی کی وفات ۱۱۷۷ھ کو ہوئی۔  
 مولوی سلامت الدین مولوی شرافت الدین ملا کر امت الدین مولوی شاخ  
 بن ملا سعد الدین بن ملا احمد بن بن ملا رضا بن قطب شہید یعنی میرے منجھلے بھائی نے کتب  
 ابتدائی کی تحصیل کے بعد تحصیل انگریزی کی طرف توجہ کی اور ایف اے تک پڑھا اور قانون کا  
 لکچر بھی سنا اسکے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کی طرف توجہ کی۔ ادب و نحو و صرف اور شرح وقایہ  
 شمس الاعلا مولوی عبدالجید صاحب بن ملا عبدالکلیم بن ملا عبدالکلیم بن ملا عبدالرب بن بحر العلوم  
 پڑھا۔ اور کتب علم کلام و تفسیر و فقہ و فرائض اور بعض کتب منطق اور شرح جفنی اور تصریح و  
 مشکوٰۃ و صحیح بخاری اور مؤطا اور بعض دیگر کتب حدیث سب قاسم بقا حضرت استاذ رحمۃ اللہ  
 علیہ سے پڑھیں۔ اور فارسی مولوی عبدالغنی صاحب بن ملا عبدالرحیم اور مولوی نجیب الدین مولوی  
 سراج الدین سے حاصل کی۔ عالم و فاضل و صلح ہیں۔ ابتدا سے تحصیل سے تدریس پر توجہ خاص کی  
 مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ابتداءً حساب و فارسی کا درس دیتے رہے بعد کو علوم عربیہ کا درس بھی  
 دینا شروع کیا اور شرح وقایہ۔ نورالانوار و مسراجیہ شریفیہ۔ شرح عقاید اور تصریح کے سابق آپ کے  
 متعلق کیے گئے۔ جو آپ کی ہدایت خوبی سے پڑھائے خاص کر فرائض اور حساب میں اس قدر مہارت  
 تامل ہو کہ اہل س دور میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ علاوہ تدریس کے دارالاقامہ کی نگہانی بھی آپ کے  
 سپرد رہی جس کے کامیاب بنائیں آپ نے اپنی اولاد اپنے وقت کو وقف کر دیا تھا۔ آپ کی خوش  
 نظامی اور طلباء دارالاقامہ کے ساتھ عام شفقت شہرہ آفاق ہوئی جس سے دور دراز سے  
 طلبہ آ کر مدرسہ کے دارالاقامہ میں داخل ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی نگرانی میں طلبہ کو شفقت  
 پوری کا لطف مل تھا۔ اور باوجودیکہ طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے مشاغل میں ہیں مگر  
 اب تک اسکے ساتھ وہی شفقت پوری کا برتاؤ ہے۔ طلباء میں سے جو تلاش معاش میں ہو تو  
 تاجہ مکان ملا کرتے رہتے ہیں جو مدرسہ اور طلباء کے ساتھ ہمدردی کا ایک بین نبوت ہے۔  
 علم حدیث کی اجازت آپ کو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرائض غوثیہ علم الفرائض

بھائی ہیں یہ بات ہے کہ اس شخص کا خان صاحب نے نقل کتاب کے وقت اپنے ساتھ تحریک فرما دیا جو ان کے اصرار پر ہوا ہے۔



میں بطور زہد یہ لکھی ہے جو طبع ہو گئی ہے۔ شرح عقاید نسفی پر مطلق ماشیہ لکھا ہے جو نامعلوم ہے۔ شرح و تائید کی خاص جگہ پیر خواشی ہیں جو نہایت مفید ہیں۔ ابتدائے عمر سے اشغال اور ادکار کا نہایت ذوق ہے۔ حضرت والد ماجد سے تعلیم اشغال و اجازت حاصل کی بعد کو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر رعیت کی اور اجازت اخذ رعیت اور اجازت ادکار حاصل کی۔ حضرت مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت دلائل بھی ہو۔

مکمل آپ کلکو عبدالعزیز بن ملا عبدالرحیم بن ملا عبدالسلام بن ملا عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا۔ ایک لڑکی زویہ ثانیہ جتنا کچھ قلب میا نصاحب بن مولانا عبدالرزاق بن مولانا عبدالعزیز بن مولانا عبدالرزاق اور ایک صاحبزادہ حضرت شفیع سلمہ موجود ہیں۔ مولوی سلامت اللہ صاحب نہایت منتظم اور امور دنیاوی میں بھی کمال سلیقہ رکھتے ہیں۔ محلہ کے تقاریب اور تقاریب عراس میں اکثر اہتمام آپ ہی کے سر کیا جاتا ہے۔ ہر گون کی جائداد کا بھی انتظام ٹپے بھائی مرحوم کے بعد سے آپ ہی کے متعلق ہے۔ اس سال ۵ شوال ۱۳۸۷ ھ یوم پنجشنبہ کو جبکہ آپ عرس حضرت سید اسحاق بن جانے کی تیاری کر رہے تھے ناگاہ داہنے جانب ۹ رجبہ دن کو فلج کا شدید حمل ہوا۔ محلہ کے کرم فرمایا صحت ہو رہی ہے۔ دماغ پر خدا کے فضل سے کسی قسم کا اثر نہیں ہوا۔ مثل سابق بالکل صحیح ہے۔ البتہ داہنا ہاتھ اور پاؤں اب تک بیکار رہے شافی نظر آئے۔ دعا ہو کہ وہ صحت زائلہ کو جلد واپس لائے اور شفاے عاجل عطا فرمائے اور شاد و ہم بھون کے سروں پر زندہ و سلامت رکھے آمین بحرمت حق و یس۔

مولانا کو ہمیشہ سیاسیات مذہبی سے دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ جب جنگ اٹلی و طرابلس شروع ہوئی آپ نے یو ایس اسلام میں بحیثیت مائنسٹر کریمیری کو شمش کر کے ترکی بحرین کیلئے چندہ فراہم کیا اور جنگ بلقان میں پوری محنت اور زنت جالتشا سے تقریباً سینتالیس ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے بھیجا جسکی فہرست شایع ہو چکی ہے۔ جب جنگ عظیم پوری ہوئی اور فاتحین نے اسلامی سلطنت کو برباد کر دیا اور مسلمانان ہند نے دفاع عن الاسلام کی غرض سے تحریک ترک برالات شروع کی

مولانا کی صحت

مولانا صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تقریباً تین سال تک نہایت پر جوش طریقہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً تمام ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کو گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۰۱ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری آپ کو اور شیخ شوکت علی صاحب اور چودھری طلیح الزماں صاحب و حکیم عبدالوہابی صاحب اور پٹ جواہر لال نہرو اور بعض دیگر ہندو عامیان تحریک کو گرفتار کر لیا اور ایک سال قید اور دس سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تین مہینے آپ جیل خانہ میں رہے اسکے بعد معافی پر جوش سائنٹیوں کے حکم گورنمنٹ قید سے رہا ہوئے۔

مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا اکرم اللہ ابتدائی کتب پڑھ کر انگریزی پڑھنا شروع کی اور بیوٹ انجینیئرنگ اسکول سے امتحان پاس کیا۔ کچھ زمانہ تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ریاضی سکھاتے رہے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہاں محکمہ امور عامہ میں ملازم ہو گئے۔ اب ضلع بیدریں ملازمت کے سلسلہ میں تھیں جو ان صلاح ہیں۔ عقد انکا دختر حکیم محب علی صاحب کا کو روی لڑائی مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ کے ساتھ ہوا شاہ اللہ دین کے محمد رضا اور محمد خالد درویش کیان موجود ہیں۔ محمد رضا قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ سب چود سال ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی طرح امور دنیاوی میں خاص ملکہ ہے۔

## حرف الشین

مولوی شمس الحق بن ملا معان الحق بن مولانا برہان الحق فیض مولانا الفاروقی۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھ کر فکر ملازمت میں حیدرآباد چلے گئے اور پانچ گاہ کے ملازمین تحصیلدار مقرر ہو گئے عرصہ کے بعد وہاں سے علیحدہ ہو کر وکالت شروع کی۔ اب تک حیدرآباد میں بسلسلہ وکالت مقیم اور کامیاب ہیں۔ نہایت نیک مرئیان مریخ طبیعت پائی ہو۔ آپ کی پہلی بیوی صاحبہ لکھنؤ کی تھیں لا ولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا نکاح بہرادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ میں شیخ سلطان اشرف کی لڑکی سے ہوا جسے متعدد اولاد میں ہوئیں مگر سوا ایک لڑکے کے سب مر گئے اس لڑکے کا نام نعیم الحق ہے جو اس سال پٹیا ہوا ہے۔ خدا اُسکو

مولانا صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تقریباً تین سال تک نہایت پر جوش طریقہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً تمام ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں ۹ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کو گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۰۱ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری آپ کو اور شیخ شوکت علی صاحب اور چودھری طلیح الزماں صاحب و حکیم عبدالوہابی صاحب اور پٹ جواہر لال نہرو اور بعض دیگر ہندو عامیان تحریک کو گرفتار کر لیا اور ایک سال قید اور دس سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تین مہینے آپ جیل خانہ میں رہے اسکے بعد معافی پر جوش سائنٹیوں کے حکم گورنمنٹ قید سے رہا ہوئے۔

عمر طویل عطا فرمائی۔

مولوی شائع بن مولوی مشائخ بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رمضان  
قطب شہید۔ کتب درسیہ ابتدائی پڑھ کر تلاش معاش کی اور ملازم ہو گئے۔ انکا عقد اولاً  
دفتر ملا اسرار الحق بن مولانا انوار الحق سے ہوا جو لاہور انتقال کر گئے۔ دوسرا عقد ثانی  
بارہ بنکی، امین شیخ علیم اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادے مولوی محمد حسین  
ڈپٹی کلکٹر جھڑکرمولوی شائع صاحب نے وفات پائی۔

مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی مشائخ۔ بیٹے میرے والد ماجد  
رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی کتب درسیہ اپنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا محمد احمد  
مولانا انوار الحق سے تحصیل کیں۔ اسکے بعد انکو پڑی پڑھنا شروع کی اور سرکاری ملازم ہو گئے  
مختلف عہد و پور ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ سلاطین پٹن بیکر و وطن میں اقامت  
اختیار کی۔ حضرت اساذرحمۃ اللہ علیہ نے جب مدرسہ عالیہ نظامیہ کے افتتاح کا انتظام کر  
قائب کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے دد برس تک نہایت انہماک سے اس کام کو انجام دیا  
بعد بقصد حج شوال ۱۳۲۵ھ میں اپنے وفادار ملازم اور غرضگزار خاص سہمی رمضان کے  
حرمین شریفین چلے گئے۔ اور وہاں جنگ عظیم کے دوران میں ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ میں  
تقریباً آٹھ سال قیام کرنے کے بعد وطن واپس آئے اور دد برس تک قیام کیا۔ یکم صفر  
کو طبیعت معمولی طور پر خراب ہوئی اور سوء تنفس لاحق ہوا۔ معالجہ کے متعلق جب  
ہوگوں نے عرض کیا تو حسب ذیل شعر پڑھ کر انکار کر دیا۔

حیف درمے کہ بخود ننگ اور دشت بہر جانے نتوان ناز میما برداشت

۳۔ صفر کو طبیعت پر سکون تھا بعد ظہر تھوڑی دیر سو کر جاگے تو طبیعت کچھ خراب محسوس ہوا  
مگر اسپر بھی توجہ نہ کی۔ مغرب کے وقت نماز پڑھنے کیواسطے کھڑے ہوئے نماز کی نیت کر چکے  
کہ استنجہ کی شدید ضرورت محسوس ہوئی نماز توڑ کر استنجہ کو گئے پلٹ کر آئے تو سوء تنفس  
زیادہ تھا پلانگ کے قریب قبلہ رو بیٹھ کر نیم کیا اب سخت کربشہ دے ہو گیا تھا اور ہر ہجوم  
گرنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ عم محترم جناح سبکیم و باج الحق صاحب آچکے تھے۔ وہ نماز پڑھتے



آؤٹاؤٹس کے ایسا پردہس موصح کے سرغٹہ اور کے چند ساتھیوں پر ملازمین محکمہ مذکور نے ایک مقدمہ فوجداری چلا پا کورٹ آؤٹاؤٹس کے اثر سے پولیس نے اسمین رنگ کمیزی کر کے مولانا کے اجلاس پر ملازمین کا جالان کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع دورہ چھٹے ملازمین کورٹ کی خواہش سے مولانا کو ایک جیش لکھی کہ ملازمین کو سزا دی جائے۔ اد جب دورہ سے واپس آئے تو زبانی بھی سنا جسے کی تاکید کی مولانا کو اس مقدمہ میں شک پیدا ہوا پہلے غور و خوض پر چکر تفتیش فرمائی آؤٹے نزدیک مقدمہ بالکل بھوٹا اور بے بنیاد ثابت ہوا۔ فریقین کا باضابطہ شہادت لینے کے بعد ملازمین کو بری کر دیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے خط کو مسل میں شامل کر دیا۔ اور اس ملازم کورٹ پر جسے یہ استغاثہ دائر کیا تھا بموجب دفعہ ۱۹۳۲ تقرر بہند غلط الزام لگانے کا مقدمہ قائم کر دیا۔ جس میں کورٹ آؤٹ ملازمین کا بہت رویہ صریح ہوا اب عدالت اپیل سے اس ملازم کی بریت ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر کو اس معاملہ میں بہت غم ہوئی اور آپسے ہمیشہ ناراض رہا مگر آپسے اظہارِ عین اور انصاف کے مقابلہ پر اسکی کٹاؤ زمین کی۔ راستے ماکتہ،

اپنے مامون حضرت مولانا عبدالرزاق سے بھی بعض ذکار و اشغال حاصل کیے تھے اور انکی خدمت میں نہایت خلوص تھا علاوہ آؤٹے مولانا فضل الرحمن قدس سرہ اور مولانا شاہ عبداللطیف ستہنی قدس سرہ اور اپنے وقت کے دیگر بزرگان دین کی خدمت میں حاضر وہ حضرات نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ والد ماجد اور مولانا عبدالوہاب بن عبدالرزاق اور مولانا عبدالغنی بن مولانا عبدالکلیم رحمۃ اللہ علیہم سے بہت راز و مہافتا مودہ و محبت تھے کہ اس قدر کسی دوسرے سے نہیں تھے والد صاحب لہ اکثر فرماتے کہ محمدت میرے ان دوستوں سے وعدہ ہو گیا جو کہ اگر کوئی بھی فضل خداوندی سے جڑا فردوس میں جھنگ پائے تو مجھ کو اپنے ہمراہ لیجاوے۔ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر العمل میں لکھا ہے واصغر صا المولوی مشرف اللہ صدیقی دحبیبی جامعہ اسلامیہ مولانا کا نکاح فتحپور میں منشی نہال الدین کی بیوی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب

ابن مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین پیدا ہوئے۔ تینوں لڑکوں کے نام حسبِ میل  
 ہیں مولوی ہدایت الدین مولوی سلامت الدین اور فقیر محمد عنایت الدین جو سب چھوٹا ہی  
 ان کے بزرگے اپنے اپنے مقام پر کیے گئے ہیں۔ میری والدہ عنایت نیک و شریف الطبع  
 بیوی تھیں کبھی کسی سے لڑائی نہیں ہوئی باوجودیکہ ان کے شوہری ہمیشہ گھر کے مربی و  
 سرپرست رہتے تھے مگر کبھی بھی انتظام خانہ داری اپنے متعلق نہیں لیا ہمیشہ میری بڑی عچی بو بڑ  
 تھیں ہر انتظام رکھا اور خود انکی اطاعت ہو ورنہ کی طرح کرتی رہیں۔ فرنگی محل میں انکی  
 نیک طبعی ضرب اٹل تھی ۵۴ برس ۳۲ سالہ کو ۹ بجے شب کے وقت انتقال کیا۔ مجھے یاد تین  
 پرہیزگار کہیں بھی میری والدہ نے جھکوا یا میرے بھائیوں کو مارا ہو۔ خدا میرے والدین کو  
 بہترین جزا دے۔ دینا غرضی و لوالدی داد جو ہما لکھا بیانی صغیرا۔

مولانا محمد شفیع محبت الدین مولوی سلامت الدین بن مولوی شرافت الدین صاحب کرامت  
 ۱۲ صفر ۱۳۱۵ھ کو پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ابتدا  
 لیکر انتہا تک کی اور مولانا کی سند حاصل کی اور آبادیو پورشی سے امتحان مدد ملا پاس  
 کیا اسکے بعد زماعتی طبع کا پورہ دین تعلیم حاصل کرنے گئے اس شانین صرع کے دوسے ہونا  
 شروع ہو گئے۔ اور محبوب زادان سے وابستہ آئے اور تدریس میں مصروف ہوئے۔ تحریک  
 خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانانِ کلکتہ نے مدرسہ اسلامیہ کو زکریا مسجد میں قائم کیا تو مولانا ابوالکلام  
 آزاد کے طلب پر حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ مولوی محمد شفیع صاحب کو دہان بھیجا۔ کچھ  
 زمانہ بحیثیت مدرس اور مدرسہ تک بحیثیت افسر مدرس و حتم کام کرتے رہے۔ اور کلکتہ کی  
 خلافت کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے بالمیڈے پارک میں ایک پرچوش تقریر غازی مصطفیٰ  
 کمال پاشا کی فاتحانہ پیش قدمی میں انگریزوں کی مداخلت پر کی جس کے نتیجے میں ربیع الاول  
 ۱۳۱۵ھ مطابق نومبر ۱۹۰۲ء کو گنڈا کر لیے گئے۔ اور ایک سال تک حیدرآباد میں پورہ مشد آباد  
 میں رہے۔ نومبر ۱۹۰۳ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ میں رہا ہوئے۔ کلکتہ کے سربراہ اور وہ  
 حضرات جس طرح انکی عزت کرتے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ بہت ہی اہم شخص صاحبِ دہان  
 پیدا کر لیا تھا۔ بعد رہائی وطن واپس آئے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں اس وقت تدریس میں

مشتول ہیں۔ شہف علی کے ساتھ علی مباحث میں وسعت نظر بہت کم نہایت صلح کل لڑائی  
جنگزدن سے علیحدہ رہنے والے شخص ہیں۔ انکا نکاح اولاً انکی چچا زاد بہن دختر مولوی  
ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ سے ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور چچا بوی  
لا ولد جادی الاولیٰ مسئلہ یہ میں انتقال کر گئیں۔ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں دوسرا نکاح  
مولوی امیر احمد صاحب عباسی کی ہمیشہ زادی دختر منشی شوکت علی کاکوروی کے ساتھ  
ہوا جسے ایک لڑکا محمد رفیع اور ایک لڑکی ابنگ موجود ہیں دونوں خرد سال ہیں۔  
مولوی محمد شفیع صاحب کے تالیفات حسب ذیل ہیں۔

التجہیر للکفین لاموات المسلمین۔ رسالہ ہیئت جدیدہ و قدیمہ۔ بیہیگی مایم الاجسام پر چھ  
اشباح الادب۔ ترجمہ ہدیۃ الطیبہ لصلیہ ابن ابی شیبہ۔ شرح ابیات مشککہ دیوان غالب  
حاشیہ بحر الرائق ناتمام جو جیل میں لکھا گیا۔ ترجمہ رسالہ سلیمانہ۔ عل جابری صمد اول

### حرف صہاد

ملا صفدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ تحصیل کتب تمامہ کر کے استعداد کامل حاصل  
عین جوانی میں بیارضہ و جس بول انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ  
علیہ کی دختر سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر فوت ہو گئی اور کوئی عصب باقی نہیں  
مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کتب  
پڑھنے کے بعد فکر ملازمت کی مدتوں ملتے سوتیلے بمائی مولوی انعام اللہ کے ساتھ رہے  
بعد کو حیدر آباد چلے گئے۔ وہاں مسلسل ملازمت میں ملگولی میں قیام کیا آخر میں مبتلا  
فلج ہو کر وطن واپس ہوئے۔ اور برہوں مغلچہ رکھ کر عیال کے معین انتقال کیا پر محمد  
امر ہے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے سب لڑکے اور لڑکیوں کا انتقال رجب ہی کے مہینہ  
واقع ہوا مولوی صفی اللہ کا نکاح ملا احمد حسین بن ملا حیدر کی دختر سے ہوا اولاد  
کر گئیں۔ اب مولانا ولی اللہ صاحب کی نسل میں سولے مولوی انعام اللہ کے ایک  
محمد سلیم اور ایک نور اسی خرد سال کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔

مولوی صمصام الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق کتب رہا

سہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں ایک لڑکا اور اولاد ہوا انکا تمام عیال ہمیشہ کو کورنگہ کا چارہ دار اہل سہاں میں انتقال ہو گیا۔



ملا عبد الحکیم بن ملا امین اللہ سے پڑھیں۔ ایک مدت تک وطن میں تدریس کا سلسلہ رہا اسکے بعد پٹنہ چلے گئے اور وکالت کی سند حاصل کر کے دہان وکالت شروع کی۔ آپ کی تصانیف میں سے صراطِ مستقیم فقہ میں اور نظام عالم ہیئت میں جو آپ کا عقداؤ لا میری پھنپھی و خضر مولو کر امت اللہ سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبد الحق اور ایک صاحبزادی زوجہ مولو عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم کو بھوپو کر وفات پانکین۔ دوسرا عقد آپ کا ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ کی بھوپنی صاحبزادی سے ہوا جو ۲۲ محرم سن ۱۲۸۵ھ کو لا لد فیت ہو گئیں مولوی عبد الحق قرآن شریف حفظ کر رہے تھے کہ اس عرصہ میں علیل ہوئے اور ۲۳ جمادی الاولیٰ سن ۱۲۹۶ھ کو انتقال کیا۔ مولوی مصداق الحق کا انتقال ۲ محرم سن ۱۲۸۵ھ کو لکھنؤ میں ہوا آپ کو بیعت و اجازت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ نے ہمارے کچھ لوگوں کو مرید بھی کیا تھا۔

مولو محمد صالح ابوالحسن بن ملا عبد الجامع بن ملا عبد النافع بن مولانا بھرا العلوم۔ آپ کا تذکرہ حرف الف میں گذر چکا۔

مولو صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تمامہ کی اور سن ۱۲۸۵ھ میں سند مولانا صاحب کی انگریزی بھی کچھ پڑھی اُس کے بعد تدریس کی جانب توجہ کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوئے تقریباً پندرہ سال سے درس دے رہے ہیں۔ نہایت ذکی اور ذہین ہیں۔ عربی ادب میں خاص مہارت حاصل کی ہو۔ نہایت خوش بیان اور نہایت اچھے مقرر اور انشا پرداز ہیں۔ تقریر اور تحریر نہایت اچھی اور لطافت آمیز ہوتی ہیں۔ علمائے فرنگی محل میں اس کے برابر اچھی تقریر اور تحریر کر نہیں دیتے۔ کچھ زمانہ ہوا ایک سالہ موسوم بہ النظامیہ جاری کیا تھا جو تقریباً چار سال جاری رہا۔ اُس کے بعد تحریک خلافت کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بند ہو گیا۔ دو برس سے اخبار خادم الحرمین جاری کیا جو انجمن خدام الحرمین کا آرگن ہو۔ مولو یصاحب موصوف اس مجمع علمی کے اسسٹنٹ سیکریٹری بھی ہیں۔ ان کا عقداؤ نکی مامون زاد ہیں و خضر مولو عظیم اللہ بن ملا علی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اُن سے اس وقت دربار کے محمد ہاشم اور محمد صبیح



اور ایک روکی موجود ہیں محمد ہاشم قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ خرد سال ہیں۔ البتہ حضرت  
استاذ اور حضرت پیر ابائیم صاحب بغدادی بیستے اور پڑھنے یاد دہان کی جائز حضرت شاہ متاڑ احمد صاحب قلیانہ  
نصفین۔ ترجمہ مناقب اقیہ اور آثار الغیب یعنی مولانا حضرت حاجی امداد اللہ کے  
رسالہ کا ترجمہ یہ دونوں مطبوع ہیں۔ ترجمہ مل و نخل شہرستانی اور ترجمہ تار و نخ  
ابوالفضل اور ترجمہ تار و نخ اسلام سید احمد و حلالی لکھی۔

## حرف الضاد

مولوی ضیاء الحق بن مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالرحمن بن ملا سعید بن قطب  
اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک دن دریا پر سیر کیلئے گئے اور دریا میں  
نہانا شروع کیا وقتاً بوقتاً بھونڈ میں پھنس گئے اور غرق ہو گئے۔ اس جوانی کی موت سے والد  
ماجد کو بچہ صدمہ ہوا اور اس کے بعد سے مبتلا سے امراض ہو کر انکا بھی انتقال ہو گیا۔  
مولوی ضیاء الحق بن ملا امان الحق بن مولانا بہار الحق۔ کتب درسیہ مطولات تک مولانا  
عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور مولانا عبدالرحی اور مولانا محمد نعیم خیرہ مولانا محمد اعظم  
سے پڑھیں۔ اسکے بعد انگریزی پڑھ کر ملازمت سرکاری کی اور سلسلہ ملازمت صنایع  
بارہ بنکی میں مقیم ہے۔ اب نیشن لیکچرر ملن میں مقیم ہیں۔ ابتداء زمانہ میں مولوی صاحب  
نکاح نہیں کیا۔ عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ شیخ الطاف حسین بھٹوی کی صاحبزادی سے نکاح کیا  
تا ہنوز کوئی اولاد نہیں ہے خدا اولاد عطا فرمائے۔

## حرف الظاء

مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ولادت  
۱۳۰۵ھ میں ہوئی تحصیل کتب اپنے والد اور چچا ملا حسن سے کی نہایت زبردست وقابل  
عالم ہے۔ سلسلہ قطبیہ کے چیدہ علمائے میں سے تھے۔ صاحب خیر اعلیٰ نے مفصل انکے حالات  
لکھے ہیں۔ عمدہ افتاء سرکار اودھ سے سپرد ہوا جسکو چالیس سال تک متواتر انجام دینے  
پڑے۔ یاد دہانہ عدالتی کاموں کے سلسلہ تدریس و تالیف بند نہیں ہوا۔ زواہر ثلثہ میں  
حواشی اور خمس باذخ کے رسالہ دومہ کی شرح آپ کی خاص تالیفات ہیں۔

عہدہ دوران کتب میں ایک ایک فصل اور نوادہ ہوا سیکل نام جام میں ہے محمد ہاشم قرآن شریف و نہایت حاصل کی اور بارہا کتب عزیز پر معلق ہے

تمام کتب درسیہ اور خاصکر کتب فقہیہ پر متفرق حواشی ہیں۔ مولانا تمام علوم کے ماہر تھے لیکن خاصکر علوم فقہیہ میں بوجہ کاروبار عدالت ملکہ تمام حاصل تھا۔ میں نے مولانا کے حواشی میرزا ہد ملہ جلال سے استفادہ کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہی کتاب س بات کی شاہد قوی ہے کہ مولانا کو علوم عقلیہ میں علوم فقہیہ کے کم مہارت تامہ نہیں تھی۔ مولانا کے کتب میں وہ فوائد ملتے ہیں جسے بڑے بڑے مصنفین کی کتابیں خالی ہیں۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ لکھنے کا طرز بہت کچھ مولانا کے طرز سے ملتا ہے۔

مولانا کے تلامذہ علاوہ ارباب فرنگی محصل حسب ذیل ہیں۔

مولانا نور کریم دریابادی۔ مولٹوی عبد الرحیم صفی پوری۔ مولٹوی جلال الدین رامپوری۔  
مولٹوی نجم الدین رامپوری۔ قاضی امین الدین فتح پوری۔ قاضی سعید الدین دہلوی۔  
کفایت اللہ المتخلص بہ کافی مراد آبادی۔ مولٹوی احسان اللہ اودامی۔ مولٹوی خیر اللہ۔  
مولانا عبد المجید بدایونی۔ مولانا فضل رسول بدایونی۔ مولٹوی یاد علی نصیر آبادی۔ مولٹوی  
محمد ہادی۔ مولٹوی عبدالکریم۔ مولٹوی عبدالقادر لکھنوی۔ حکیم واجد علی خان مولانی۔ مولٹوی  
غنی تقی زید پوری۔ مولٹوی احمد علی محمد آبادی۔ مولٹوی سعید عظیم آبادی۔ شاہ مولانا احمد سعید  
دہلوی۔ مولٹوی حیدر علی فیض آبادی۔ مولٹوی مظہر علی خان لکھنوی۔ ملا شیر محمد۔ مفتی عبدالوہاب  
رامپوری۔ مولٹوی مسیح الدین خان کاکوروی۔ مولٹوی ابو الحسن پنجابی۔ مولٹوی سعد اللہ  
مراد آبادی۔ مولٹوی قدر علی ردو لوی۔ مولٹوی جعفر علی کمنڈوی۔ مولٹوی فضل علی سندیلو  
مولٹوی فضل علی جوہری۔ مولٹوی سرفراز علی خان منشی عدالت عظیم آباد۔ مولٹوی حسین احمد  
محدث علی آبادی۔ مولٹوی عبد الحفیظ علی آبادی۔ مولٹوی مختار علی جالسی۔ مولٹوی رامپوری۔  
دہلوی شامی شارح سلم العلوم۔ مولٹوی معین الدین کردوی۔ مولٹوی صبغت نہیں کرتے تھے  
صادق لکھنوی۔ حکیم رضا علی۔ حکیم سید محمد حکیم مرزا کلو۔ شیخ محمد حسین حکیم تائبینار ایارت راج  
تعلیل پیرادی۔ مولٹوی حکیم غلام نجف۔ حکیم ابوالبقا۔ حکیم ابوالی ساکنہ مین ہتھال  
اسلمی قلی خان کنتوری۔ مولٹوی اشرفی ردو لوی۔ مولٹوی غالب ہوئے۔ آپ کا عقد  
ان مولانی۔ مولٹوی شکر اللہ آبادی۔ مولٹوی غیاث الدین۔ بی بیہ دو صاحبزادے اولاد

مولوی پناہ علی پنجابی۔ منشی علی نقی خان۔ مولوی ثابت علی۔ اکہ آبادی۔ مولوی ارادست حسین۔  
مولوی دیانت اللہ۔ مولوی فرخ حسین ساکنان بنگالہ۔

مولانا کی وفات، ۱۰ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔

مولانا کا نکاح منشی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کی دختر سے ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیاں  
ہوئیں۔ ایک صاحبزادی کا عقد ملا محمد اکبر بن منشی احمد ابوالرحم بن منشی یعقوب سے ہوا جبکہ انتقال  
۱۲۶۵ھ کو ہوا۔ اور دوسری ملاحظہ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ سے کتھا ہوئیں۔  
انکا انتقال ۵ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو ہوا۔ دون صاحب ولادہ تھیں جبکہ ذکر گذر چکا ہے۔  
منشی صاحب نے ایک ن جنبیہ سے نکاح کیا تھا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی اکھی بخش  
بن مولوی غلام سخی خان صاحب یادگار ہیں خیر العمل ہیں لانا کا سنہ وفات ۱۲۷۵ھ اور  
مولوی علی عرف محمد غوث بن ملک العلما ملا حمید بن ملا حسین پ مولانا حمید کے  
سے بڑے صاحبزائے تھے۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور منشی ظہور اللہ سے تمام کیں ہیں  
قابل و فاضل علمائین سے ہوئے بعد تحصیل علم قرآن شریف جوانی میں حفظ فرمایا۔ وطن  
میں مدت تک تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد حیدر آباد تشریف  
لیگئے اور اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔ اور سرکار نظام سے منصب جاگیر مقرر ہوئے۔ وہاں  
بھی تدریس و تعلیم میں عمر بسر فرمائی۔ حیدر آباد کے علما و امراء اور شاہ دکن بہت اعزاز  
اکرام کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے تھے۔ آپ ہی کے فتوے پر عدالتوں میں فیصلے ہوتے  
تھے۔ عادت تھی کہ آخر عشرہ رمضان المبارک میں اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال  
انکے اعتکاف تھے کہ مرض ہضیم مبتلا ہوئے اور اسی حالت اعتکاف میں شہ

مبارک ۱۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ اور صبح کو مقبرہ شاہ یوسف قادری  
حیدر آباد میں دفن ہوئے۔ آپ کے تصانیف میں سے علاوہ کتب

معراج نبوی اور الطریقیۃ الوسطی فی سماع الموتی اور شرح خط

حج۔ آپ کا ادل عقد ملا اکبر بن ملا ابوالرحم بن منشی یعقوب

صاحبزادی والدہ مولانا عبد اکھی زوجہ ملا عبد اکلم

سال پیدائش ۱۲۹۶ھ کو ہوا۔

مولوی منظور علی صاحب کی دوسری زندگی کی وفات حیدر آباد میں ۲۹ ستمبر ۱۳۲۷ء ہوئی۔

علامہ امین اللہ پیدا ہوئیں۔ اُنکے انتقال کے بعد دوسرا نکاح شیوخ سادات میں سید مفتی کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزادے ہو گئے مولانا فضل حسن اور مولانا ظہور حسن اور دو صاحبزادیاں ایک والدہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ زوجہ مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق اور دوسری زوجہ مولوی محمد قاسم بن ملا محمدی بن مفتی محمد یوسف پیدا ہوئیں مولانا فضل حسن کا ذکر اہر گزر چکا ہے۔ ملا ظہور علی صاحب کے حفظ قرآن کا واقعہ میں نے ثقافت سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حافظ احمد علی صاحب مشہور حافظ نے مسجد ملا میں واقع بیرون فرنگی محل میں قرآن شریف تراویح میں پڑھنا شروع کیا ماس شب کو اتفاقاً کسی جگہ انھوں نے اعراب کی غلطی کی تو مولانا ظہور علی صاحب نے لقمہ دیا۔ ختم تراویح کے بعد حافظ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ حافظ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں حافظ تو نہیں ہوں مگر چونکہ جو آپ نے پڑھا تھا وہ نحوی قاعدہ سے صاف طور پر غلط تھا اس لیے میں نے لقمہ دیا حافظ صاحب نے فرمایا کہ پھر کل سے آپ ہی نحو کے قواعد کے مطابق قرآن شریف پڑھیں گے اور دوسرے دن سے حافظ صاحب نے اپنا موقوف کر دیا۔ مولانا ظہور علی صاحب نے خود روزانہ قرآن شریف یاد کر کے پڑھنا شروع کر دیا اور اسی رمضان میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ آپ کو سرکار نظام سے عمدۃ العلما کا خطاب بھی ملا تھا مولوی ظہور علی کو ڈیڑھ صاحبزادے مولوی ظہور حسن مولانا ظہور علی بن ملا حیدر۔ آپ نے تحصیل علم اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم بن مولوی امین اللہ سے کیا اور بعد فراغت ابتدا و تدریس میں مشغول ہوئے اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے جاگیر اور منصب سرکاری مقرر کیا گیا۔ اور نجم العلما کا خطاب منجانب سرکار نظام عطا ہوا۔ مولانا کا احترام اہل حیدر آباد میں بہت زیادہ تھا مولانا اظہار امر حق اور انکار غیر مشروع میں کسی سے خوف نہیں کرتے تھے ایک اسی قسم کے واقعہ کے باعث آپ کو حیدر آباد کا قیام ترک کرنا پڑا۔ اور زیارت مرجع کھنڈ سے حجاز تشریف لیگے۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے ۱۴ شعبان ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا۔ اور جنت البقیع میں پائین حضرت سبط اکبر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔ آپ کا عقد امرے حیدر آباد میں نواب نصیر جنگ بہادر کی لڑکی سے ہوا جسے دو صاحبزادے اولاد

اور ایک صاحبزادی زوجہ نواب رفعت یار جنگ بہادر پیدا ہوئے یہ صاحبزادی صاحبزادہ  
ہیں۔ دو دن صاحبزادوں کے نام مولوی ظہور علی اور ظہور اللہ ہیں۔ ملاحظہ در حسن کی زوجہ  
بھی مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۳۲ سالہ میں انتقال ہوا اور حبس القبر  
میں دفن ہو گئیں۔

مولوی ظہور علی بن ملا ظہور حسن مذکور عالم شباب میں ناکتخدا مدینہ منورہ میں  
انتقال کر گئے یہ مولوی ظہور حسن کے بڑے فرزند تھے۔

مولوی ظہور اللہ مخاطب بہ نواب نصیر جنگ بن ملا ظہور حسن مذکور نے کتب منورہ  
تک ملا عبد الباقی بن ملا علی محمد سے پڑھا۔ اپنے والد کے منصب جاگیر کے علاوہ ملا  
نانا کے منصب جاگیر کو بھی مالک ہوئے۔ اور نانا کا خطاب نواب نصیر جنگ بھی حاصل  
کیا۔ امرائے حیدر آباد میں شمار ہوتا ہے اعزاز و احترام سے بسر کر رہے ہیں۔ عقد انکا  
موجود ہمدین بن ملا حیدر کی نواسی سے ہوا جسے خدا کے فضل سے پانچ لڑکے اور  
لڑکیاں موجود ہیں۔ دو لڑکیاں خرد سال ہیں اور بڑی دو لڑکیاں حیدر آباد کے  
روسا کے یہاں کتخدا ہیں۔ ایک نصیر جنگ بہادر کے خاندان میں اور دوسری سلطان ملک  
خاندان میں یعنی (نصیر نواز جنگ کے خاندان میں) لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

بڑے انوار الدین انوار اللہ عرف چاند بادشاہ۔ دوسرے ظہور حسن عرف مدنی نواب  
تیسرے سراج الحق عرف چنو نواب۔ چوتھے ذینو نواب۔ پانچویں ہمدین نواب  
انہیں سے چاند بادشاہ کا ذکر گذر چکا۔ چنو نواب اور مدنی نواب کا ذکر آگے آتا ہے  
باقی خرد سال ہیں۔

ظہور حسن عرف مدنی نواب بن مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بہادر بن ملا ظہور  
نجم العلما بن ملا ظہور علی عمدۃ العلما بن ملا حیدر ملک العلما۔ مولوی ظہور اللہ صاحب  
تمام اولاد میں سب لائق سمجھدار اور ذہین یہ ہونا بچہ تھا۔ انگریزی کی تعلیم مسلم  
میں حاصل کی تکمیل تعلیم کیلئے ولایت جانے کیلئے تیار کر رہے تھے۔ لکھنؤ  
اور چچا یعنی حضرت اسناد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعزہ سے ملنے کے واسطے

یہاں سے اجیر شریف حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند قطب عالم خواجہ غریب نواز  
 رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں آخری حاضری دینے کے واسطے گئے۔ صاحبزادہ والا تبار حضرت  
 میان محمد عتیف صاحب کے یہاں اللہ خانہ پر قیام کیا شب کو کھانڈ کے بعد کمرہ کے باہر جانے لگے  
 لوٹا ہاتھ میں تھا بجائے صحیح راستہ کے دوسرے دروازہ کی جانب جو صحن مکان کی جانب  
 کھلتا تھا پاؤں رکھا اور صحن میں آئے اور بیہوش ہو گئے۔ ہر چند کوشش ہوش میں  
 لانے کی کیلیگی مگر حکم خداوندی سے چارہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں انتقال کیا۔ حضرت  
 استاد رحمۃ اللہ علیہ در اعزہ فرنگی محل کو اس بچے بہت محبت تھی۔ اور اسے اپنی سادہ  
 ہر عزیز کو خوش رکھا تھا۔ مرحوم کا نکاح آنکی بھوپھی زاد بہن دختر نواب نعت جنگ  
 بہادر کے ساتھ ہوا تھا جس سے ایک خرد سال بچہ موجود ہے۔ بیوی عالم بیوگی میں اپنی  
 والدین کے یہاں مقیم ہے۔ خدا اس خرد سال بچہ کو اپنے نامور اجداد کا صحیح قائم مقام کرے  
 مگر ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور اپنے  
 نانا مولانا بھرا العلوم سے تمام کین۔ حافظ قرآن عالم جید تھے۔ تدریس کی جانب زیادہ توجہ  
 تھی عبادت کا بہت شوق تھا اکثر اوقات قرآن میں صرف کرتے جو وقت  
 اس سے بچتا کتب حدیث کے مطالعہ میں صرف فرماتے۔ اول میں حصول معاش کیلئے  
 سفر کلکتہ اور مدراس کیا مگر جب کامیابی نہ ہوئی تو خانہ نشین ہو گئے۔ باوجود سخت عسر کے  
 غیر خالق کے سامنے دست سوال دراز نہیں فرمایا۔ مسجد خانہ بنوائی تھی تمام عمر اسی میں  
 بسر فرمادی۔ ایک مرتبہ لڑکیوں اور بیوی پر متعذرفانے گذر گئے تھے بیوی نے مسجد  
 میں جا کر کہا کہ بیٹے کا عہد قرض ہو گیا ہے وہ غلہ نہیں دیتا ہے لڑکیاں کئی وقت سے  
 بھوکے ہیں انکی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں کیا کروں۔  
 بیوی نے کہا کہ آغا میر پر سب علما کی خدمت کرتا ہے تم بھی جاؤ تمہاری بھی خدمت کرے گا  
 اپنے فرمایا اچھا ڈولی منگا دو۔ ڈولی منگوائی گئی اور آپ سوار ہو کر آغا میر کے یہاں  
 ہوئے آغا میر کو اطلاع ہوئی دروازے تک لے آئے اور انکا سبب دریافت کیا۔ آپ نے  
 دروازہ جو بیوی سے پیش آیا تھا وہ بیان کر دیا۔ آغا میر نے کہانی واقعہ میں علما کی خدمت

باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ آپ کو جب ضرورت ہو اطلاع کر دیا کیجیے میں بھیج دیا کروں گا۔ ایک ہزار روپیہ منگوا کر نذر کیا آپ نے اس میں سے صرف عرصہ دو پیسے لیے آغا میر نے کہا کہ سب لیتے جائیے آپ نے فرمایا کہ بس اتنا ہی قرض ہے زیادہ کیا کر دنگا اتنا ہی پونے لے لیا تھا۔ باوجود آغا میر کے اصرار کے آپ نے زائد رقم نہ لی گھر واپس آکر بیوی کو روک دیا۔ بیوی کو تعجب ہے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آخر آغا میر کو کیسے معلوم ہو گا کہ اتنا سہرا قرضہ ہوا ہے جو اس نے اس قدر روپیہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو زائد دیتا تھا مگر میں نے نہیں لیا۔ بیوی اس پر ناراض ہوئیں آپ نے بیوی سے فرمایا کہ اب اگر شکوہ میرے ساتھ رہنا ہو تو پھر کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی زحمت نہ دینا اسکے بعد مسجد میں جا کر تین دن تک گریبان ہے۔ اور اسکے بعد سے مسجد سے باہر نکلنا سوسلا حاجت ضروری کے بالکل موقوف کر دیا مگر اسکے بعد سے پھر کبھی زحمت ہی نہیں ہوئی اور بمصادف دیروز قد من حیث لا یحسب ہمیشہ اس طرح پر سامان ہو جاتا تھا کہ لوگ متحیر ہو جاتے تھے۔ **ھلکن سمعت عن اخی الموویٰ ھذا بیت اللہ والیہ** اشارہ فی الاغصان، آپ کا کلکل اولاد خیر مولانا اور احق قدس سرہ سے ہوا اور اولاد انتقال کر گئیں۔ دوسرا نکاح حضرت مخدوم شاہ مینار رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ہوا اُن سے دو صاحبزادیاں زوجہ ملا خادم احمد اور زوجہ مولوی محمد علی متوفیہ مسئلہ پسران ملا حیدر یادگار چھوڑیں اولاد زینہ زہرہ نہیں رہی۔

## حرف العین

(اولاد ملا اسعد)

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ تحصیل علم سے کر کے فارغ التحصیل ہوئے عالم شباب میں اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے نکاح کی نوبت نہیں آئی تھی۔ قصہ شہادت آپ کے والد ماجد کے تذکرہ میں آئیگا آپ بی بی سونہی سے نکاح ہوئے مولوی عزیز اللہ بن ملا ولی بن ملا قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ کی ۱۲ اشقیان شہیدہ کو ہوں تحصیل علم سے والد ماجد کی خدمت میں فرغت حاصل کر



کتاب فی الجہات العلمیہ  
تالیف مولانا محمد علی شاہ

لیکن آپ پر کیفیت باطنی کا غلبہ ہوا مجاہدہ دریاخت شروع فرمائی اسبوحسبکہ نو بت  
تدریس نہیں آئی بارادہ سفر محمد بن کھڑ سے تشریف لیچے اور سورتین مولانا خیر الدین  
سورنی سے علم حدیث حاصل فرمایا اور شاہ حفیظ اللہ سورنی کے ہاتھ پر بیعت کی اس عرصہ میں عن  
اسہال شروع ہو گیا اور وہیں عین جوانی میں ۲۸ جمادی الاول ۱۰۷۰ ھ یوم جمعہ کو وفات  
پائی مولانا نامیت مفتی و پرہیزگار پابند شریعت بزرگ تھے آپ کا عقد مولانا بحر العلوم کی  
صاحبزادی سے ہوا جو جوانی میں بیوہ ہو گئیں اور لا دلہ انتقال فرما گئیں۔

مولوی عبداللہ و مولوی عبدالرزاق ابنائے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ  
مذکورہ بالا۔ ملا حسن کی لکھنوی و بیرونی زندگی کے یہ دونوں صاحبزائے تھے جنہیں سے  
عبدالرزاق لا دلہ اپنے والد ماجد کے سامنے فوت ہو گئے اور مولوی عبداللہ نے اپنے  
والد ماجد سے علوم حاصل کیے اور رامپور اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے گئے وہاں انکا عقد ہوا جسے  
اولاد کثیرہ ہوئیں زیادہ حالات کا علم نہ ہو سکا۔

مولوی عیسیٰ بن مولوی قطب الدین بن غلام عیسیٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن  
ملا حسن مذکورہ بالا آپ کے کتب درسیہ تمام کیں اور تجوید کیم معظمہ میں حاصل کی اسکے بعد طب لکھنؤ  
میں حاصل کی۔ مولوی قطب الدین صاحب کی دوسری بیوی جمیردن فرنگی محل کی تھیں انکی  
اولاد کے تفصیلی حالات بوجہ اسکے قیام ناہال کے مجھکو معلوم نہیں ہو سکے۔

مولوی محمد عمر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام عیسیٰ خان بن ملا غلام دوست محمد  
مذکورہ بالا آپ کے ابتدائی کتب پر مسکرتگری حاصل کی اور بالفعل گوندہ میں مقیم ہیں۔  
واللہ اعلم۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد  
مذکورہ بالا۔ چونکہ ناہال انکا حصہ جگور میں تھا اسلیئے وہاں ہی سکونت اختیار فرمائی ایک  
صاحبزادی آپ کی ایک حیات ہیں اور صاحب لا دلہ ہیں بانی حالات کا مجھکو علم نہ ہو سکا  
مولوی عبدالغفور بن مولوی غلام نبی مذکورہ بالا۔ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے  
ناہال جگور میں سکونت پذیر رہتے ہیں۔



مولوی محمد عظیمت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن  
 ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ مذکورہ بالا۔ ولادت آپ کی ۱۲۹۱ھ میں ہوئی آپ کے جوہر  
 آپ کے برادر خرد مولوی محمد برکت اللہ نے رسالہ نعمت میں تحریر فرمائے ہیں وہ حسب ذیل ہیں  
 مکتبہ درسیہ اپنے چچا محمد فضل اللہ اور ملا محمد اقسام اللہ جہا اللہ مولوی عبدالحکیم سلمہ  
 اور مولوی قادر حقیرا کوئی سے حاصل کیے آپ نے اکثر فنون درس نظامی سے نائل حاصل کیے  
 ہیں مثلاً اقلیدس کے کل مقالہ آپ نے پڑھے ہیں اپنے معاصرین میں کیتا اور با وقار ہیں آپ نے  
 مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہے جس سال آپ نے امتحان دیا ہے اُس سال سے  
 اول نمبر پاس ہوئے تھے۔ آپ کو صرف نحو معقولات میں خاص ملکہ ہے نفعہ کہیں پر آپ نے  
 حاشیہ لکھا ہے جس کا نام ازالۃ الحزن ہے علاوہ اسکے اکثر کتب مطبوعہ مثلاً ملاحسن مقامات حریری  
 وغیرہ پر آپ کے حواشی ہیں آپ کو درس دینے کا شوق ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ بچہ  
 اور تصانیف کم ہیں راہنٹھے احوالہ ماذ کو اخوہ میں نے بھی مولانا سے شرح جامی  
 صدر اللہ اور میرزا ہر ملا جلال پڑھا ہے مولانا نے قریب سال کے قریب تک مدرسہ عالیہ نظامیہ  
 میں افسر مدرسہ کے خدمات نہایت ثربی سے انجام دیے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے مولوی  
 صاحب محمد روح نے زیادہ تر کتب مولانا عبداللہ البانی بن مولانا علی محمد اور جناب مولانا فضل  
 سے پڑھی ہیں۔ پہلا عقد آپ کا مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کی بڑی صاحبزادی  
 سے ہوا جو ایک صاحبزادی زوجہ مولوی صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ اور ایک  
 صاحبزادہ مولوی عزت اللہ کو بھیڑ کر شب بین شبان ۱۳۱۳ھ کو انتقال فرما گئیں۔  
 دوسرا عقد مولانا شیخ اعظم حسین مینائی کی دختر سے کیا جسے اس وقت ایک صاحبزادہ  
 نعمت اللہ عرف رحمت اللہ اور ایک ناکتہ صاحبزادی موجود ہیں۔ راحت اللہ عرف  
 قرآن شریف کے قرائت کے بعد تفصیل علم میں مشغول ہیں۔ مولانا عظیمت اللہ صاحب ہمد  
 مدرسہ عربیہ ملازم سرکار ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں قادری پور میں مع والدہ صاحبہ اور اہل  
 عیال کے مقیم ہیں۔  
 مولوی عزت اللہ بن مولوی عظیمت اللہ بن مولوی احمد اللہ مذکورہ بالا

آپ کی ۲۵ شعبان ۱۰۳۱ھ کو ہوئی۔ آپ نے کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں بڑھکر سند مولوی اور مولانا حاصل کی اور غازی پور جاکر مدرسہ چشمہ رحمت سے ملا اور فاضل کے امتحان کیا دیکر سرکاری اسناد حاصل کیے اسکے بعد ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس دیتے رہے۔ پھر اپنے نانا مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کے انتقال کے بعد چشمہ رحمت کا شیخ غازی پور کے پرنسپل مقرر ہوئے اور اب تک غازی پور ہی میں مقیم ہیں اور چشمہ رحمت کالج کے پرنسپل ہیں چنانچہ درس بھی دیتے ہیں۔ ذکی اور قابل و ہوشیار ہیں۔ تالیف و تصنیف کا بھی شوق ہے تصریح کا حاشیہ لکھا ہے اور شاہ کبیر بان اردو و پنجاب میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے جو الہ آباد کے امتحان مولوی میں داخل نصاب ہو گیا ہے۔ آپ کا عقد آپ کی خالہ زاد بہن دختر مولوی محمد بقا عبدالسلام بن مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم سے ہوا جسے ایک لڑکا اور ایک لڑکی غزو سال اس وقت موجود ہیں لڑکے کا نام عصمت اللہ ہے خاندانہ و سلامت رکھے اور صاحب علم و عمل کرے۔ اس سال لڑکا نکاح ہوا جو صاحب نام عرفیت اللہ ہے۔

### اولاد ملا سعید

مولوی احمد عبدالحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ کا ذکر حرف الف میں گذر چکا مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ پڑھنے کی فہمت نہیں آئی تھی کہ صنعت فراغ لاحق ہو گیا۔ عقد آپ کا مولانا طور الحق کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ انتقال آپ کا ۲۲ رجب ۱۲۸۳ھ کو ہوا۔ آپ کی ایک دختر یعنی زوجہ مولوی فخر الدین صاحب کالاولہ ۲۹ھ میں انتقال ہوا اور دوسری دختر یعنی زوجہ مولوی عبدالوہاب بن ملا عبدالرحیم کا ۲۸ھ میں ایک صاحبزادی چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔

مولوی علی محمد بن ملا معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا عبدالحق مذکورہ بالا کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولوی خادم احمد بن ملک العلما ملا حیدر سے پڑھکر فراغ تحصیل ہوئے فقہ میں زبردست قوت علمی تھی ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل میں وعظ فرماتے تھے نہایت

۱۰۳۱ھ میں مولوی محمد علی صاحب کا انتقال ہوا

خطا اور متقی و پرہیزگار تھے غیر کسب مال پر کسی قوم نہ فرماتے میرے والد ماجد اپنا چشم در  
 واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ علی محمد بھائی پر تین قاتلہ ہو چکے تھے اور کھانے کو کچھ نہیں  
 ملا تھا بھائی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے دروازہ پر آواز دی میں باہر نکلا گیا  
 ایک صاحب دروازہ پر موجود تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا علی محمد صاحب کو بھیج  
 میں نے اندر جا کر یہ ختم نما عرض کیا مولانا باہر آئے میں بھی ہمراہ تھا اس شخص نے پانچ روپے  
 نذر کیے مولانا نے شکریہ ادا کر کے رکھ لیے جب اندر واپس جانے لگے دنگا کچھ خیال کیا پھر  
 واپس آکر نذر دینے والے صاحب کو آواز دیکر واپس بلایا اور اُسے کہا کہ بھائی موان  
 کرنا مجھے یا د نہیں رہا تھا یہ پوچھنا بھول گیا کہ یہ روپیہ تمہارے مشکوک مال سے تو نہیں  
 یہ صاحب سود کا بھی کاروبار کرتے تھے اور عام طور پر لوگ انکو جانتے تھے انھوں نے  
 عرض کیا کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو میں عرض بھی نہ کرتا سچ یہ ہے کہ روپیہ جانتیک مجھ کو خیال  
 ہے میرے مشکوک ہی مال میں سے ہے مولانا نے بعد معذرت کے ساتھ روپیہ انکو  
 واپس کیا اور گھر کے اندر جا کر فوراً مسجد میں گر پڑے اور گو مجھ کو ایسی حاجت کے وقت میں  
 اُنکے روپیہ نہ لینے سے تکلیف ہوئی مگر خود مولانا پر اسکا اثر نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد  
 صاحب واپس آئے اور پھر آواز دی مولانا یا ہر آئے تو انھوں نے دس روپیہ نذر کیے  
 اور عرض کیا کہ میں قرض لیکر آیا ہوں اور اُسے قرض بھی لینے غیر مشکوک مال سے کرنا  
 یہ آپ کے نذر ہے یہ صاحب نے رو قطار روئے تھے اور خود مولانا پر بھی رقت طاری تھی اس  
 بعد سے اُن صاحب نے سود کا کاروبار ترک کر دیا مولانا کو جب عسرت بہت تنگ  
 کر دیا تو مکتلہ تشریف لگئے وہاں بیٹھ چھڑکریا اور حاجی و حدنانے بہت عزت کی  
 مولانا کی عسرت پر نظر کر کے انھوں نے مولانا کو آمادہ کیا کہ آپ بڑی مسجد میں اس جمعہ کو  
 وعظ فرمائیں مولانا نے اسکو منظور کیا مکتلہ میں مین قوم کا دستور تھا اور شاہ اب بھی  
 میں دستور ہے کہ بعد وعظ تمام بیٹھے بقدر حیثیت واعظ کی خدمت کیا کرتے ہیں اس آداب  
 حاجی نے کر دیا کا خیال ہوا کہ مولانا کو تین چار ہزار روپیہ مل جائیگا اور اسکے لیے حاجی نے  
 نے اپنی قوم کے لوگوں کو خاص طور پر آمادہ بھی کیا تھا مولانا جب وعظ کرنے کیلئے ممبر پر گئے

اور مفتاحی ذکر کیا کو کچھ خیال ہوا اور انھوں نے مولانا سے کان میں کہا کہ آپ سود کے  
 متعلق کچھ بیان نہ فرمائیے گا کیونکہ بیان کے بڑے بڑے سیٹھ سودی کاروبار کرتے ہیں وہ  
 ناراض ہو جائینگے۔ مولانا نے وعظ شروع فرمایا اور اول سے لیکر آخر تک سود خواروں کے  
 متعلق وعیدیں اور سود خوری کی بُرائی بیان کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر سیٹھ اٹھ کر چلے گئے  
 اور عوام ہی کا مجمع باقی رہ گیا اور مولانا کو دو تین صاحبوں کے سوا اور کسی سے کچھ نہ مل  
 جائے قیام کی دہائی پر حاجی زکریا نے بطور شکایت کہا کہ آپ نے خوب میرے کہنے کا خیال  
 کیا مولانا نے کہا کہ جس وقت میں ممبر پر گیا ہوں میرے حاشیہ خیال میں بھی سود کے متعلق  
 بیان کرنا تھا مگر جب آپ نے مجھ سے کہا تو مجھ کو خیال ہوا کہ کیا میرے واسطے یہ جائز ہو سکتا  
 ہے کہ مسلمانوں کو ایک مہرام میں بتلا پاؤں اور محض اپنی مفتحت دنیاوی کیلئے تلقین  
 نہ کروں میرے دل نے اسکو گوارہ نہیں کیا غرض مولانا دہان سے واپس کر دین میں اپنے  
 مشاغل علمی میں بدستور مصروف ہو گئے یہاں تک کہ ۱۶ رمضان شریف ۱۲۸۵ھ میں  
 بروز چار شنبہ مہرمن ہیفہ وفات پائی آپ کی تصانیف میں علاوہ کتب دوسرے تالیفات  
 چشمہ فیض اور ہدایت النسوان دو رسالہ یادگار ہیں۔ عقد آپ کا مولوی غنیمت بن ملک علی  
 طاحیر کی صاحبزادی سے ہوا تین صاحبزادے چھوٹے ۲۲ شعبان ۱۲۸۹ھ میں ان ہیوی  
 صاحب نے بھی وفات پائی۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں اول مولوی محمد ابراہیم صاحب  
 جکا ذکر اوپر ہو چکا دوسرے مولوی عبد الباقی صاحب تیسرے مولوی عبد الاماد پھٹنا  
 مولوی محمد عبد الباقی بن مولانا علی محمد مذکورہ بالا۔ فرنگی محل کے دور حاضرہ کا  
 سب سے بڑا اور عالی سندر کھنے والا لیکانہ دہر عالم شرف کیلئے یہ کیا کم ہے کہ ۲۶ سال سے  
 آرا نگاہ آقاسے دو عالم میں افضل لکنت بعد کتابہ شکر الباری کا درس دے رہے ہیں  
 ہزاروں باشندگان ہندو عرب و عجم سلسلہ تلمذ میں داخل ہوئے اور داخل ہو رہے ہیں۔  
 باوجود سخت تہی دستی دیار محبوب کے فراق گوارہ نہیں۔ آپ ۸ رجب ۱۲۹۶ھ کو پیدا  
 ہوئے والد ماجد اس درتیم کو ۲ سال کی عمر میں چھوٹے وفات پا گئے ۱۰ چار سال کی عمر  
 میں والدہ ماجدہ بھی وفات پا گئیں بڑے بھائی مولوی ابراہیم صاحب کے سایہ پناہ میں

مولانا غنیمت بن ملک علی طاحیر صاحب

پرورش شروع ہوئی۔ حافظ جعفر علی (المتوفی ۱۶ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ) یوم شنبہ سے  
 قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا ارسال کی عمر میں اتمام کو پہنچایا کتب درسیہ کا کچھ  
 مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبدالرزاق صاحب کے پڑھا اور شرح وقایہ اور رشیدیہ اور  
 سراجیہ و شریفیہ اور قطبی مع میوہ شرح تہذیب و بعض دیگر کتابیں حضرت مولانا عبد  
 سے پڑھیں اور معقولات کا زیادہ حصہ اور کچھ کتب منقول مولانا فضل اللہ بن مولانا  
 نعمت اللہ اور اکثر منقولات اور بقیہ معقولات استاد الاساتذہ مولانا محمد عین القضاۃ  
 پڑھیں اور بیضاوی اور ہدایہ مولانا محمد نعیم بن مولانا عبدالکلیم سے پڑھا اور کتب حدیث  
 حضرت مولانا عبدالرزاق سے پڑھیں اور قاتحۃ الغرغری مولانا ہی سے صرفت  
 میں چند یوم مولانا کی دفتار کے پیشتر پڑھا مولانا نے اجازہ بھی تحریر فرما کر عنایت فرمایا  
 جب مختلفہ میں سفر فرمایا اور علماء حرمین سے حدیث پڑھنے کے بعد حدیث حاصل  
 پھر مکہ میں سفر فرمایا آخر بار مکہ میں سفر فرمایا اور بعد حج مدینہ منورہ میں  
 قیام کر لیا جہاں اب تک خدمت علم فرما رہے ہیں۔ وطن میں جب تک قیام رہا سلسلہ تالیف و  
 تالیف جاری رہا کثرت سے لوگ آپ کے تلامذہ میں داخل ہوئے حضرت استاد نے اکثر  
 حصہ کتب کا آپ سے پڑھا۔ میں نے بھی بعض ابتدائی کتب خود صرف و نظر مولانا سے  
 پڑھی ہیں مولانا کے تعانیف بہت ہیں جنہیں سے بعض ناتمام ہیں اب مدینہ منورہ  
 میں بھی سلسلہ تالیف جاری ہے حاشیہ توضیح تلویح ناتمام ہے تکرار غیر اہل حسرة الغول اور  
 تائب الرسول و الارشاد فی الادراک کہ میں نے بھی نقل حاصل کیا ہے حاشیہ توضیح  
 پیشل و نہایت مفید ہے حاشیہ نور الایضاح یہ حاشیہ اُس زمانہ میں تالیف کیا تھا جب مولانا  
 عبدالحی سے شہر دقاہ پڑھ رہے تھے تعلیق الحمد حاشیہ سنن ابی داؤد یہ ناتمام ہے  
 زبدۃ المختار شرح عمدة الوسائل سلوک میں نور العین فی قبیل لابا میں عند ذکر الشہادۃ  
 فاک لومہ و الشاک عن موم یوم الشاک و درسا علیہ شریف رسالہ ذکر شہادت ضبط  
 رضی اللہ عنہ النجاشی البصریہ لایارہ المصطفویہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور رسالہ فی صلوة  
 فی المسجد رسالہ فی جوار السماع رسالہ فی مسئلہ علم الغیب رسالہ فی سئل الثوب رسالہ فی

بیعت مولانا انوار الحق قدس سرہ ان تصانیف کا حال مجھ کو معلوم ہے مدینہ منورہ میں جو بیعت  
 کا سلسلہ ہے اسکی مجھ کو خبر نہیں ہے ایک کتاب تصوف میں بھوپا کر آپ نے فرنگی محل بھوانی  
 تھی جسکا نام المنع المدنی ہے آپ کا خط بھی نہایت پاکیزہ ہے نسخہ و نستعلیق بہت خوب  
 تحریر فرماتے ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاقؒ سے ہوا اور اجازت ارشاد  
 بھی پیڑمہند سے حاصل ہے اور صاحبزادگان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہن بھی حاضری  
 بغداد شریف کے وقت اجازت عطا فرمائی ہے۔ عقد آپ کا حضرت مولانا عبدالوہاب  
 صاحب کی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی بیوی صاحبہ فرنگی محل میں  
 ہیں۔ متا ہے کہ مولانا نے دوسرا اور تیسرا عقد مدینہ منورہ میں کیا ہے اُن سے اولاد ہوئی تھی  
 مگر زندہ نہ رہی۔ خداوند تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو ہم سبھو کے سر پر تادیر قائم رکھے۔  
 مولوی عبدالہادی بن مولوی علی محمد مذکورہ بالا۔ آپ کے کتب درسیہ اپنے بڑے  
 بھائی مولانا عبدالباقی اور ملا فضل اللہ صاحب اور ملا اہمام اللہ صاحب اور مولانا  
 عین القضاۃ صاحب سے پڑھیں۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ایک زمانہ تک سلسلہ تدریس  
 جاری فرمایا مقتدر بار مجوز یار سے شرف تلمذ و زہوے شیوخ حرمین سے اجازت حدیث  
 حاصل فرمائی۔ عرصہ دو سال کا ہوا کہ سہ بارہ حج و زیارت کیلئے تشریف لیگئے اور دو سال  
 تک مدینہ منورہ میں اپنے بھائی صاحب کے پاس مقیم رہے اور وہاں شیخ سنوسی اور دیگر  
 کبار سے سند حدیث و اجازت سلاسل حاصل کی سال گذشتہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ میں  
 وطن واپس تشریف لائے اور فیض رسانی خلق میں مصروف ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت  
 مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت اور اجازت حضرت مولانا عبدالوہاب  
 رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ احسن الہل تبرجم علماء  
 فرنگی محل۔ رسالہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ موسوم بفسلۃ غم و الم، مجربا عثمانیہ  
 اعمال میں۔ وظائف قادریہ اور ادین و فضائل غوثیہ ذکر حضرت غوثیت قدس اللہ سرہ  
 میں۔ رسالہ موسوم بہ التوسل و شرح اصدربا سامی اہل بدر۔ رسالہ ذکر معراج شریف  
 خواشی شریح جامی۔ خواشی اخوان اصفاء۔ خواشی مختصر المعانی وغیر ذلک۔ عقد آپ کا محلہ

صاحب محمد طبع کے وقت بڑا پایہ علم



دوکان میں پیدا ہوا حسن بجنوری کی دفتر سے ہوا جسے ایک صاحبزادے مولوی محمد جبار علی  
الدین صاحبزادہ پانچ فضلہ موجود ہیں بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نور الدین مولوی محمد  
بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع الدین بن شیخ  
قیام الدین بجنوری الاصل سے ہوا تیسری لڑکی خرد سالہ ہے۔

مولوی محمد حیدر عبدالقدیر بن مولوی عبدالہادی صاحب بن مولوی علی محمد  
بالا بعد حفظ قرآن تحصیل علم کیا نبی قدم اٹھایا ہی تھا کہ اپنے والد کے ساتھ سفر حج میں  
گئے اور دو سال تک اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں اپنے چچا کے پاس مقیم رہے  
وہیں آکر تحصیل علم میں مصروف ہیں۔ اس سال آپ کا عقد آپ کی مامون زادہ بن  
سیدہ الکرمین بجنوری کے ساتھ ہوا ہے۔

مولوی محمد عظیم عرف مولوی بشیر بن مولوی ابراہیم بن مولوی علی محمد مذکور بالا  
کتب درسیہ اپنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور چچا اور دیگر اساتذہ  
پرمعین۔ حدیث کی اجازت علمائے حرمین سے حاصل کی حمایت خوش لہجہ قاری ہیں  
آپ نے مکہ منقرہ میں حاصل کی ایک عرصہ تک مقیم وطن ہے اسکے بعد کلکتہ کی بڑی سہرا  
امام مقرر ہوئے دو سال تک رہا ان قیام کیا اب حیدر آباد میں مقیم ہیں اور سرکار نظام  
شیخوہ مقرر ہو گئی ہے بالطبع فیاض واقع ہوئے ہیں روایات قدیمہ کے حامل ہیں  
آپ کا متورض علیہ سیتا پور میں شیخ اقرمین کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ  
مولوی محمد مقیم موجود ہیں جو اپنی والدہ کے ساتھ تہور میں رہتے تھے اب بیٹی چلے گئے ہیں  
انکا ذکر آگے آویگا۔

مولوی علیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن علامہ محمد بن مولانا احمد عبدالرحمن بن  
بن قطب شنیدہ تحصیل علم آپ نے غالباً اپنے چچا ملا سہین سے اور اپنے بڑے بھائی مولانا  
ذی اللہ سے کی اور فارغ التحصیل ہوئے عالم و فاضل ذکی ذہین تھے۔ تہذیب کمال  
شروع فرمایا۔ کچھ زمانہ تک اپنے بڑے بھائی کے ساتھ بانڈہ کے اطراف میں رہے  
کہ ناگاہ عالم شباب میں مرض دق میں مبتلا ہو گئے بند کھنڈ سے مریض واپس ہوئے ہیں

یہ سب کچھ طبع کتاب کے وقت ملک میں واقع ہوئے ہیں۔

معاہجہ کیا گیا مگر سود مند نہوا بالا آخر لا و لا اتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق صاحبزادی سے ہوا تھا جنگی وفات شوہر کی وفات کے عرصہ کے بعد ۱۲۵۷ھ میں ہوئی۔

مولوی عتیق اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محمد اللہ  
 مذکورہ بالا - ولادت آپ کی ۲۲ صفر ۱۲۸۵ھ میں ہوئی کتب درسیہ پڑھنا شروع کیے تھے  
 کہ فکر ملازمت لاحق ہوئی اور حیدرآباد تشریف لے گئے اور وہاں کتب خانہ میں بمقام مہتمم اپنے  
 عہدے سے صرفت دو ہفتہ کے بعد وقات پائی آپ کا عقد جگور میں دختر شیخ برکت علی صاحب  
 قدوائی سے ہوا تھا۔ بیوہ لا ولد ایک حیات ہیں۔

مولوی عظیم الدین ملا حفیظ الدین ملا حبیب اللہ کو روہ بالا آپ اپنے بھائی اور والد ماجد سے کتب درسیہ پڑھے نوبت تدریس نہیں آئی تحصیل معاش کی جانب توجہ فرمائی اور رسوا ضلع غازی پور میں سلسلہ ملازمت مقیم ہے وہاں ہی ازربیع الاول ۱۳۲۷ھ کو انتقال کیا۔ عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی سلام الدین ملا حبیب اللہ کیساتھ ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی فصیح اللہ جنکا ذکر آگے آویگا اور چار صاحبزادیان یادگار باقی رہیں۔ انہیں سے ایک صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی عبداللہ بن مولوی غیل الدین مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جسے اولاد بھی نہیں مگر زندہ نہیں رہیں ان صاحبزادی کا لا ولد انتقال ہو گیا۔ دوسری صاحبزادی می کا عقد میرے چچا مولوی بشارت الدین مولوی کرمیت اللہ کے ساتھ ہوا یہ بھی ۱۳۲۳ھ ہجری میں لا ولد انتقال کر گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق نمبر مولانا فدا الحق کے ساتھ ہوا جو ۱۳۲۹ھ میں وفات پا گئیں۔ چوتھی صاحبزادی کا عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا جو بفضلہ حیات ہیں یہ دونوں صاحب لا ولد ہیں جیسا کہ ان کے شوہروں کے حالات میں مذکور ہے۔

مولوی عبداللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا  
کتب در سہ جناب مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صفار اور دیگر علماء سے پڑھ کر فاضل التخصیص ہوئے  
فقوئے عرصہ تک وطن میں سلسلہ تدریس جاری رکھا اسکے بعد مولفیر میں مدرس مقرر ہوئے



دہان عرصہ تک خدمت علم فرماتے رہے اور وہیں شہداء میں انتقال فرمایا۔ آپ کا پہلا عقد وطن میں آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی عظیم اللہ مذکورہ بالا سے ہوا جو لا ولد شوہر کی وفات کے چند دن بعد شہداء میں وفات پائی۔ دوسرا عقد آپ نے مونگیر میں کیا جسے دو صاحبزائے امیر اللہ اور برکت اللہ اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں دو تون صاحبزادیاں لا ولد فوت ہوئیں صاحبزائے بقید حیات مونگیر میں مقیم ہیں اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں انکے زیادہ حالات کا مجھ کو علم نہیں ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب کے تیسرا عقد بھی مونگیر میں کیا تھا جو لا ولد فوت ہوئیں۔

مولوی عیسیٰ بن مولوی محمد یوسف بن مولوی اسحاق بن ملا صاحب اللہ بن عبداللہ تحصیل علوم اپنے مجد امیر ملا اسحاق سے کر کے فارغ تحصیل ہو چکے ہیں کہ مولانا اسحاق صاحب حالات میں ذکر ہو چکا ہے جب آخر عمر میں مولانا معدوم ہو گئے تو مولوی عیسیٰ ہی اپنے دادا کی طرف سے فتویٰ تحریر فرمایا کرتے تھے اپنے دادا کی حیات ہی میں انکے قائم مقام عدالت دیوانی میں مقرر ہو گئے آخر عالم شباب میں ایک صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب سے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی محمد امین بن ملا حسین بن ملا حسین چھوڑ کر ہمیشہ ۲۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کا عقد اولاد سید مرتضیٰ بختوری کی صاحبزادی سے ہوا جو صاحب اولاد ہوئیں بعد اُنکی وفات کے دوسرا عقد مولوی حفیظ اللہ بن مولوی عبداللہ بن صاحبزادی سے ہوا جو لا ولد فوت ہوئیں۔ مولوی عیسیٰ صاحب، صاحب مدرس تھے۔ نہایت خوش خلق اور منکسر المزاج تھے جو آپ کے متاثرہ خوش ہوتا۔ اپنی وقت تدریس میں کتب میں صرف فرماتے۔ علم طب بھی حاصل کیا تھا۔ آپ کے صاحبزائے مولوی محمد یعقوب صاحب کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی عبداللہ بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا احمد عبداللہ بن ملا سید۔ بعد حفظ قرآن آپ نے کتب میں تفصیل ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہم سے کی بعد اُنمیں کتب نویت تدریس تھیں آئی تھی کہ عالم شباب میں ۲۸ صفر ۱۲۹۲ھ کو انتقال ہو گیا۔

آپ کا عقد مولوی عظیم الشان ملا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ  
مولوی نصیر الحق چھوڑ کر اپنے شوہر کے روپر و سلسلہ میں وفات پا گئیں۔ مولوی  
نصیر الحق صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عبدالحق بن مولوی صمصام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی  
سراج الحق مذکورہ بالا حفظ قرآن کریم تھے کہ بخار میں مبتلا ہوئے جس نے لزوم اختیار  
کر لیا آخر اسی مرض میں اپنے والد کے روپر و قرب جوانی میں انتقال کیا۔

مولوی علاؤ الدین احمد بن مولانا الزادہ الحق بن حضرت مولانا احمد عبدالحق بن  
ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا الزادہ الحق صاحب کی پہلی بیوی سے دوسرے  
صاحبزادے تھے۔ تحصیل کتب و ملازمین اور اپنے چچا ملا ازہار الحق بن ملا عبدالحق  
سے کی۔ اور پھر اپنے چچا کے ہمراہ بولہار جا کر ختم کتب بحر العلوم مولانا عبدالعلی سے کیا۔  
علامہ روڈگار فاضل یگانہ ہوئے بعد فراغت کتب درسیہ وطن واپس ہوئے  
اور والد ماجد کی خدمت میں جمعیت کی اور ذکاوت و اشغال کی بھی اپنے والد ماجد سے تعلیم  
پائی مدرس کا سلسلہ بھی جاری رکھا کچھ دنوں کے بعد تلاش معاش کے سلسلہ میں بنگالہ  
ہوتے ہوئے مدراس تشریف لیگئے اور اپنے استاد اور سر مولانا بحر العلوم کے پاس  
قیام کیا۔ اور سلسلہ درس و تدریس شروع کیا۔ مولانا بحر العلوم اپنے شاگرد اور داماد  
سے بہت زیادہ فرخش ہوئے اور اجازت سلاسل مرحمت فرمائی۔ مولانا کی حیات تک  
مولانا اور علم کی خدمتگداری میں مصروف رہے۔ بعد وفات مولانا بحر العلوم نواب  
مدراس نے مولانا علاؤ الدین کو مولانا بحر العلوم کا قائم مقام کر کے مدرسہ میں مقرر کر دیا اور  
مولانا بحر العلوم کا سرکاری خطاب ملک العلماء بھی مولانا علاؤ الدین کو عطا کیا نہایت  
اعزاز اور احترام سے مولانا نے مدراس میں بسر کی بالآخر ارشوال سلسلہ میں مدراس  
ہی میں وفات پائی اور مولانا بحر العلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں  
مشہور شرح فضول اکبری کی اور حواشی پر میرزا ہد مشرف موقوف موجود ہیں۔ آپ کا عقد  
دختر حضرت بحر العلوم سے ہوا۔ تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے مولانا جمال الدین صاحب

یادگار چھوٹے۔ مولانا علاؤ الدین کی ایک صاحبزادی مفتی محمد صغریٰ مفتی احمد ابوالرحم بن مفتی یعقوب صاحب کو منسوب تھیں یعنی والدہ مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری صاحبزادی مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کو منسوب ہوئیں۔ چھٹے صرف ایک لڑکی یادگار ہیں تیسری صاحبزادی ملا عبد الواجد بن ملا عبد الاعلیٰ بن مولانا بکھر العلوم کو منسوب ہوئیں۔ ان سب کے اولاد ہیں جبکہ ذکر اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔ مولانا جمال الدین کے حالات میں اور پر ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کے ایک ہی صاحبزائے مولانا عبد الرزاق تھے۔

حضرت مولوی عبد الرزاق بن مولانا جمال الدین بن مولانا علاؤ الدین مذکور بالا۔ ولادت شریف ۲۳ رذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں مولانا انوار الحق کے انتقال سے چار ماہ بعد ہوئی۔ اسم گرامی حضرت مولانا انوار الحق بن مولانا انوار الحق نے محمد رکھا۔ مولانا نور کریم دریا بادی مرید حضرت مولانا انوار الحق نے حضرت سید اسادات قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میان جمال کے لڑکا ہوا ہے تم جا کر دہان کو کہ اسکا نام میرے نام پر رکھیں۔ اس موقع اسم گرامی عبد الرزاق قرار پایا۔ شہید حضرت مولانا محمد احمد نے پڑھایا۔ ابتدائی کتب مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا نور کریم دریا بادی سے پڑھیں پھر متوسط سے کتب درسیہ اپنے چچا مفتی محمد اصغر بن مفتی ابوالرحم سے پڑھیں تکمیل فائزۃ الفراغ پھر پوزاں بھالی مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی محمد صغریٰ سے کیا۔ آپ اور مولانا عبدالحی صاحب کے والد ماجد بہادر سے بعد تکمیل آپ کو اپنے والد ماجد مولانا جمال الدین کے پاس مدراس جانا پڑا۔ اور وہاں عرصہ چار سال تک قیام کیا اور اپنے والد اور شاہ محمد تقی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسل حلیمہ اور سلاسل بکھر العلوم کی اجازت حاصل ہوئی۔ یہ اجازت بلا آپ کے طلب کے شاہ محمد تقی مدراسی نے حضرت بکھر العلوم کے ویدیا میں حکم کیونکہ عطا کی۔ وطن کی دہائی پر اپنے اپنے مامون حضرت مولانا عبد الوالی بن مولانا ابوالکریم نواسہ و خلیفہ حضرت مولانا انوار الحق کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت مرشد سے

مرحمت ہوئی۔ اور کتب تصوف و سلوک پر دہرشد ہی سے پڑھیں۔ علم حدیث مرزا  
حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد علی آبادی شاگردان حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز  
محدث دہلوی و شاگرد مفتی ظہور اللہ اور شیخ ملا حسن بن پیر مدنی سے حاصل کیا۔ بعد  
تکمیل سلسلہ تدریس تالیف میں مصروف ہوئے۔ بعد بیعت زیادہ تر علوم شرعیہ کا  
درس فرماتے اور خاصہ فقہ و حدیث کی جانب خاص توجہ عالی تھی۔ بلکہ حفظ بہت  
زائد تھا۔ آپ کے تصانیف اکثر بغیر مراجعت کتاب صرف یاد و حفظ پر ہوتے اور سوا  
مثلاً و تادرس ہو کے کہیں پر سونہوتا حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ  
عمدۃ الرعاہ میں مولانا کا حال تحریر فرمایا ہے :-

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن سے تقویٰ و طہارت زہد و عبادت کے اس قدر وقت  
خود میں نے ثقات کی زبان سے سنے ہیں کہ انکا قدر مشترک شواہد ہے۔ انہیں سے وہ لوگ  
بھی تھے جو حضرت مولانا کے سلسلہ ارادت میں نہ تھے۔ بلکہ بعض تو ایسے لوگ بھی تھے جو مولانا  
سے رنجش رکھتے تھے۔ میرے بڑے بھائی جو مولانا سے بیعت رکھتے تھے بہت کثرت سے حضرت کا ذکر  
فرماتے تھے۔ میرے والدین میں سے کوئی بھی حضرت کے سلسلہ ارادت میں داخل نہ تھے اور میری  
دادی جو اپنے جدا مجد کی مرید تھیں حضرت مولانا سے عمر میں بڑی تھیں یہ سب کے سب حضرت  
مولانا کے مداح اور ان کے زہد و تقویٰ کے بید معترف تھے۔ میں یہاں پر وہ چند واقعات  
مولانا کے حالات کے متعلق لکھتا ہوں جو خود میں نے معتبر لوگوں سے سنے ہیں اور جنکی صحت  
کا مجھ کو یقین ہے۔ اور غالباً انہیں سے اکثر ملفوظات میں ہوئے۔ میری دادی صاحبہ بیان  
کرتی تھیں کہ بھیا عبدالرزاق بچپن سے اس قدر بزرگ تھے کہ ہم لوگوں کو جین کرتے اور کہتے کہ  
ہم دغظ کینے لگے تم سب نہ اور کوئی چیز ممبر کی طرح لا کر اُس پر کڑا بچھاتے اور فرماتے کہ اللہ  
فرماتا ہے کہ تا ز پڑھو وغیرہ وغیرہ کبھی بھی میں نے انکو ایسے کھیلوں کے سوا دوسرے  
کھیلوں میں مصروف نہیں دیکھا۔ فرماتی تھیں کہ اکثر اوقات جمال چچا (مولانا جمال الدین)  
یہاں سے خرچ نہ آتا اور رکھانے پینے کی سخت تکلیف ہوتی مگر بھائی عبدالرزاق باوجود  
سفر سنی کے کبھی خرچ کیلئے نہ کرتے اور باوجود ناقہ، لموگوں سے چھپاتے۔ میری

والدہ جو فقیہہ کی تھیں اور حضرت حافظ شاہ محمد اسلم خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتی تھیں۔ حضرت مولانا سے استفادہ اعتقاد رکھتی تھیں کہ جب کبھی مشکلات میں مبتلا ہوتی تھیں حضرت سے حل مشکل کی التجا کرتی تھیں اور مشکل حل ہو جاتی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے اور کوئی مرض اطباء کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ برابر شفقت برہن میں ہو کر رہا تھا بظاہر غفلت ہر وقت طاری رہتی تھی غذا و رطلق سے نہیں اترتی تھی چالیس دن تک یہی کیفیت رہی ہر شخص آپ کی حیات سے مایوس تھا بزرگوار دن اشخاص غنیمت سمجھا کر بیعت میں داخل ہو رہے تھے۔ میری والدہ اُس نے ماہ میں فیض آباد میں میرے والدہ ماجدہ پاس مقیم تھیں۔ جب حضرت مولانا کی حالت اُنکو مسیبت ہوئی میرے بڑے بھائی کو لیکر حاضر خدمت ہوئیں اور بڑے بھائی صاحب موصوف کو حضرت کی بیعت میں داخل کرایا۔ ایک مرتبہ میری والدہ فیض آباد میں علیل ہوئیں وہاں کافی علاج ہوا کیسٹرن فائدہ نہ ہوا لکن حضرت کی خدمت میں علاج کی غرض سے حاضر ہوئیں حضرت نے پہلے دگر اطباء کی طرے رجوع کرنے کو ارشاد فرمایا جب ہر طرح مایوسی ہوئی تب حضرت سے عرض کیا کہ آپ ہی علاج فرمادیں۔ میں کسی دوسرے کا علاج نہ کروں گی۔ سب اطباء نے دن تجویز کی تھی آپ نے فرمایا کہ اچھا اُس سے کہو کہ وہ بسنی ردی جعتہ رکھی لگا کر ہو سکے بالائی کے ساتھ کھایا کرے۔ چند ہی یوم میں فائدہ معتد بہ حاصل ہوا اور مدینہ بھر میں صحت کلی حاصل ہو گئی۔ میرے والد اکثر مولانا کے واقعات جن میں کرامات نہیں ہوتے تھے بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ممانی کے پاس (حضرت کی زودہم) بیٹھا تھا کہ اُس اثنائ میں نماز کیلئے حضرت کو بٹھے پر سے نیچے تشریف لائے ممانی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے ماموں سے کہو کہ خرچ بالکل نہیں ہے بیٹے کا پانچ روپیہ قرض ہو گیا ہے اب آئندہ شاید وہ جنس نہ دیوے اور میرے پاس ڈوپٹہ بھی نہیں ہے دس روپیہ ہوں تو قرضہ ادا ہوا اور جنس آئے اور میرے کپڑے بنجائیں۔ حضرت مولانا سے جب میں نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کہاں ہو خدا سے کہو۔ ممانی صاحب نے فرمایا کہ میں کیوں کہوں خدا نے تو جھکو تھا اُسے حوالہ کیا ہے تم کہو۔ حضرت مولانا کا

ساکت ہو گئے باہر تشریف لے گئے مین نماز کی غرض سے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا کمرہ حضرت مولانا انوار الحق تک گیا تھا کہ ناگاہ ایک صاحب سامنے آئے اور حضرت مولانا سے سلام کر کے مصافحہ کیا اور کچھ روپیہ نذر کیا اور بغیر کوئی بات کہے ہوئے اُسٹے پیر واپس ہوئے حضرت مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ یہ روپیہ لو اور اپنی حاجی کو دیدار کرو کہ دیکھو میرے خدا نے بھیج دیے مین نے گئے تو پوسے دس روپیہ تھے دینے والے صاحب کو مین بالکل نہیں پہچانتا تھا اور مجھ کو یقین تھا کہ مولانا سے بھی اُسے سابق کا تعارف نہ تھا۔ مولوی عبد العزیز صاحب جو حضرت مولانا کے مرید و خلیفہ تھے اُنکے سامنے ایک دن ایک صاحب حضرت مولانا کے کرامات عجیبہ مجھ سے بیان کر رہے تھے جب وہ چلے گئے تو مولوی عبد العزیز صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان سب باتوں کو صحیح سمجھتے ہو مین نے کہا کہ نہیں پھر مولوی عبد العزیز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم تو مولانا کی خدمت میں بہت کثرت سے حاضر رہے مگر ہم نے کبھی ایسی عجیب باتیں نہیں دیکھیں ہم نے جو دیکھا ان سب کرامتوں سے بہت بڑھی ہوئی کرامتیں ہیں جب مولانا بیمار تھے (جس بیماری کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) تو دن بھر غفلت رہتی تھی دن کو نماز کے واسطے جب ہم لوگ ہوشیار کرتے تو مشکل ہوشیار ہوتے اور نماز ادا فرما کر پھر غافل ہو جاتے۔ شب کو مین اور جناب مولوی احمد سعید صاحب مولانی اور مولوی امیر اسیم صاحب خدمت کیلئے حاضر رہتے حضرت مولانا کو غافل پاکر بلانگے پاس سب سو رہتے۔ جب نصف شب گزر جاتی دفعۃً حضرت مولانا خود بخود جاگتے اور نام لیکر ہم مین سے کسی کو پکار رہے ہم سب جاگ جاتے فرماتے کہ وضو کراؤ۔ ہم وضو کراتے حضرت نماز تہجد پڑھتے اور اُسکے بعد لیٹ کر تا دم صبح براہِ ذکر و شغل مین مصروف رہتے۔ چالیس دن تک یہی دیکھا تا کہ بد تھی کہ نیم نہ کرانا وضو کرایا کرو اسی اثنا مین ایک مرتبہ مولوی عبد الوہاب صاحب آپ کے فرزند اور مولوی احمد سعید صاحب وضو کرا رہے تھے ہم سب قریب حاضر تھے اتفاقاً پاؤں دھلاتے وقت کسی کو خیال نہیں رہا اور غفلت صاحب کی سنت سہو ہو گئی فوراً مولوی عبد الوہاب صاحب کے فرمایا کہ ابھی تو زندہ ہوں تم سنت سے نجس ہو کیونکہ وہ دم کرتے ہو۔ مولوی احمد اللہ صاحب بن مولانا نسیم اللہ صاحب

۱۲۰ بحال السالاج سنۃ ۱۲۸۵ھ فی شعبان

ایک مرتبہ جبکہ میری عمر بیس سال کی تھی میں نے دریافت کیا کہ آپ نے مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہ دلی ابٹن تھے یا نہیں مولوی احمد انڈ صاحب کچھ فوش فرما رہے تھے میرے ہنسنا پر گردن نیچی کر لی اور تھوڑی دیر ساکت رہے اس کے بعد سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ میں قطب درغوث تو جانتا نہیں البتہ اتنی بات میں جانتا ہوں کہ اُس شخص نے (مولانا کی طرف اشارہ کر کے) باوجود سخت ابتلا اور آزمائش کے بچپن سے لیکر مرتے دم تک کبھی کسی حرام امر کا ارتکاب نہیں کیا۔ بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ آزمائش یہ تھی کہ مولانا عنقوان شباب میں ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے اہل بیت نے تجویز کیا کہ نکاح کے سوا اس کا کوئی علاج ممکن نہیں ہے مولانا کی نسبت ملاحیدر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی وہ لوگ فوراً نکاح پر آمادہ نہ ہوئے آپ کے دوستوں نے آپ کی والدہ کے ہرار پر آپ سے اصرار کیا کہ گھر کی لونڈی سے آپ سر دست خفیہ نکاح کر لیں تا آنکہ آپ کا عقد ہو جائے اس کے بعد آپ اسکو طلاق دیدیں۔ آپ نے فرمایا کہ طلاق دینے کی نیت سے نکاح کا بھنا فتنہ و عمدہ نہیں ہے مگر وہ تحریری لکھا ہے۔ میں کبھی نہ کرونگا والدہ سے جا کر عرض کیا کہ آپ کے حکم کی اطاعت فرض ہے مگر اس حکم کی اطاعت سے معاف لکھا جاؤں یہ ممکن ہے کہ رت البصر کیلئے شادی اُس لونڈی سے کر لوں اسکو والدہ نے منظور نہیں کیا اور آخر کار پھر مرض نے اسقدر اشتداد کیا کہ لوگ مایوس ہو گئے اس کے بعد مجبوراً آپ کی سسرال دہلیوں کو راضی کیا گیا اور نکاح ہو گیا اس کے بعد اللہ نے صحت عطا کی۔ مولانا کے ملفوظات بزبان فارسی مولوی انعام اللہ بن مولوی دلی اللہ صاحب نے تحریر کیے ہیں جس کا نام سفینۃ النہاۃ ہے اور محب اکرم مولانا الطاف الرحمن صاحب نے دلی نے حضرت اشاد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق اردو میں ملفوظ لکھا ہے جس کا نام انوارِ راز ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ جسکو حضرت کے مفصل حالات معلوم کر نیکاشن ہو وہ ان دونوں کتابوں کو دیکھے۔ حضرت مولانا کو آخر عمر میں نفرس کا مرض ملنے جدا مجد مولانا انوار الحق کی اتباع سنت میں لاج ہو گیا جسکی وجہ سے چلنے پھرنے کھڑے ہو نہ سکے بالکل معذور ہو گئے تھے جہاں تشریف لیجا تا ہوتا مسیحا پر تشریف لیجاتے مسجد و محلہ میں کھٹولہ پر تشریف لیجاتے۔ مولانا کو مختلف سلاسل میں جانا

عالم مختلف بزرگان سلسلہ تھی۔ جبکہ مفصل ذکر حضرت کی مصنفہ کتاب عمدۃ الاسائل در حسن و جمال  
 میں ہے۔ حضرت کی وفات شریف بھی عجیب طرح واقع ہوئی۔ اکثر پہلی بیماری کے بعد فرمایا  
 کرتے تھے کہ اب تمام شدا اکر نزع روح کے گزر گئے صرف موت ہی باقی ہے۔ ایک دن  
 تشریف فرماتے اور ردولی شریف کے ایک صاحبزادے سے حیات الہی کے مسئلہ پر بحث  
 فرمایا تھے وہ صاحبزادے کسی طرح قائل نہ ہوتے تھے کہ دفعۃً حضرت نے فرمایا کہ اچھا اب  
 تشریف لیجائیے میں ذرا اپنے خدا سے چٹ لون اُسکے بعد طبیعت خراب ہوئی اور تھوڑی  
 دیر کے بعد وصال ہو گیا۔ وصال ۲۵ صفر سن ۱۳۰۵ھ دکن کے قبل واقع ہوا دن مغرب  
 بعد اپنے دو فرزند مولانا اوزار مولانا عبدالحق کے مزار دن کے درمیان واقع ہوا  
 آپ کی بڑی یادگار علاوہ تصنیف اور اولاد کے اذکار میلاد شریف ہیں مولانا کے  
 قبل بہت کم جگہ محافل میلاد شریف ہوتے تھے آپ کے فیض برکت و شفقت محبت نبوی نے  
 اس قدر ان محافل کو ترقی دی کہ اب ہر محلہ میں تقریباً محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے  
 مولانا جب تک زندہ تھے ہیچ الاول میں شوبہ زخود بیان ولادت شریف کرتے۔ ۱۲ ربیع الاول  
 کو خاص سرور و مسرت ہوتی تھی کپڑے پہننے کی کبھی فرمائش نہ کرتے مگر ربیع الاول کیلئے  
 مکان کی صفائی کرتے اور ۱۲ ربیع الاول کیلئے خاص اہتمام سے نئے کپڑے سلواتے اور  
 ۱۲ کو فجر کے وقت غسل کر کے پہنتے مولانا کی ابتلاء میں اُنکے مکان میں ابتداء ربیع الاول کے  
 مہینہ بھر میلاد شریف اور ربیع الثانی کے گیارہ دن ذکر حسن و غوثیت اور محرم کے دس  
 دن اذکار خلفا و سبطین اور ایام وفات خلفا پر اذکار غلغا ہوتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم جمعین۔ مگر کہ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ حلیۃ الشہداء میں مفصل  
 ذکر ہے میں نے ابتدائے عمر میں یہ کتاب دیکھی تھی اب اُسکے مضامین پورے یاد نہیں  
 ہیں جس قدر یاد ہے اُسکا مختصر تذکرہ اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ بمقام احمد دھیان  
 گڑھی میں کوئی مسجد قدیم تھی جسکو اہل ہندو نے کھود ڈالا مسلمانوں نے جب شورش کی  
 تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر جب لکھنؤ پہنچی تو مسلمانوں کو  
 سخت کرب پہنچتی ہوئی اور امادہ جہاد کیا۔ حضرات فرنگی محل میں سے حضرت مولانا عبدالحق



اور مولانا لعل خان رحمت اور مولانا حسام الحق اور کسی نام مجھ کو یاد نہیں داس میں شریک  
تھے۔ مولانا امیر علی امین شادی شاگرد ملا اسد اللہ بن مولانا قود اللہ رحمہ اللہ علیہم کو امام  
جہاد مقرر کیا اور اسکے دست مبارک پر حضرت نے بیت جہاد کی لشکر مرتب ہو کر  
روانہ ہوا۔ بادشاہ اودھ کی جانب سے بجائے اسکے کہ مسلمانوں کی امداد کیجاتی اور ہندو  
ان کی بے راہ روی کی سزا دیجاتی رشوت خوار حکام نے اُسے مسلمانوں ہی کو لازم قرار  
دیا غرض ایک شورش شدید دہلیوں تک پیدا ہو گئی۔ وزیر مملکت نے کچھ علماء و رؤساء  
کو اس لیے مقرر کیا کہ لشکر کے لوگوں کو امداد حاصل علماء سے لشکر کو سمجھا کر ہم تک اس میں  
ہم توارکس میں اثناء اجروہیا کا خود کرینگے رعایا کو تکلیف نہ کی ضرورت نہیں  
جب یہ حضرات لشکر مجاہدین میں پہنچے اور علماء سے گفتگو ہوئی۔ مولانا امیر علی صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب سے مولانا عبد الرزاق اور دیگر علماء فرنگی محل اور  
بعض دوسرے معززین کو بادشاہ اودھ کے پاس بطور سفارت گفتگو کیلئے روانہ کیا  
اور خود سہالی یا بانسہ شریف میں قیام کیا یہ حضرات لکھنؤ آئے اور علی قلی خان نے یہاں  
سے حضرت مولانا سے گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اولاً وہ عرضی جو مولانا امیر علی صاحب  
نے بادشاہ کے نام منظوم کئی تھی پیش کی جسے جتہ جتہ اشعار مجھ کو یاد تھے ایک شعر  
جب حال ہو گیا ہے جب ذیل ہے بتول عرضی میں بادشاہ کو حضرت جبط الصغر  
سیدنا امام حسین علیہ جبرہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کی یاد دلائی گئی تھی اور یہ یہ عالم  
تائید حق کی انجام کار کا حوالہ دیا گیا تھا اسی ضمن میں یہ شعر مکتوب تھا  
میان سال نہ وہ جاہ و احترام ہا نہ ملک اسکا رہا اور نہ شاہ شام ہا  
مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت محنت گفتگو ہوئی۔ مولانا نے وزیر سے فرمایا کہ اب  
کو نہ ہو گیا ہے۔ وزیر نے کہا تو کیا میں وزیر ہوں آپ نے فرمایا کہ وزیر تو بادشاہ کا  
اور آپ وزیر ہی ہیں۔ غرض کہ اس سفارت کے نتیجہ میں وزیر نے وعدہ کیا کہ آپ  
چند دن قیام فرمائیں بادشاہ سے مکمل لیکر فوراً نذر کر تا ہوں اور حلیہ و  
مین مالنا شروع کیا۔ شہر کی ناکہ بندی کو ادا کی گئی تاکہ کوئی شخص نکلنے نہ پاسے۔

لشکر شاہی مع انگریزی فوج کے مجاہدین سے لڑنے کیلئے بھیج دیا گیا۔ جسے رودولی  
 شریف کے قریب مجاہدین سے قتال کیا اور مولانا امیر علی اور ان کے ساتھی شہداء  
 میں شہید ہو گئے۔ سفارت دہلے حضرات نے لشکر مجاہدین سے ملنے کی کوشش کی  
 اور کھنڈ سے چھپ کر سندلیہ ہوتے ہوئے لشکر مجاہدین سے مل جانے کیلئے روانہ ہوئے  
 مگر راستہ میں تھے کہ شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ اور راستے ہر طرف سے بند پائے۔  
 جب واپس مکان ہوئے۔ حضرت مولانا کی خصوصیات میں سے تھا کہ مدت الہم بھی  
 بہت یا مٹھین کی بنی ہوئی شکر استعمال نہیں کی اور ریل پر کبھی سوار نہیں ہوئے۔  
 فرماتے تھے کہ اپنے اختیار سے خود کو کفار کی قید میں دینا کون عقلمندی ہے۔ ایک مرتبہ  
 چیت کشن آزاد دہلے نے ملنے کی خواہش کی مولانا کے انکار پر جب صراحت شدیدی ہوئی تو  
 مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے غدر کے بعد سے کسی کافر حربی کی صورت نہیں دیکھی  
 ہے اگر وہ بیان آیا تو میں تبر سے اُس کا سر توڑ دوں گا۔ مولانا کے ایک غلط مرید کی  
 کوشش سے شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے ملا تھا جس دن اسکی اطلاع آپ کو ملی  
 نہایت عنایت غیظ و غضب تھا یہ معلوم ہو کر کہ فلان مرید کیوں جیسے ایسا ہوا انہیں شدید  
 عتاب ہوا اور فرمایا کہ وہ مجھ کو مٹھ نہ دکھائے میں نے اُس کو بیعت خارج کیا۔ بعد کو  
 ان صاحب نے آکر معذرت کی اور حضرت نے دوبارہ بیعت میں داخل کیا۔ اس وقت  
 دستور تھا کہ خطاب یافتہ کو متعہ کے علاوہ عبا بھی ملتی تھی مولانا کے واسطے جب یہ  
 چیزیں آئیں تو صاحبزادے کو حکم دیا کہ ابھی واپس کرادو اس وقت کے لوگوں نے صاحبزادے  
 صاحب کے کہا کہ گورنمنٹ اسکو اپنی امانت بھیجی آپ چھپا کر اسکو رکھ لیجیے ہم مولانا  
 کو حاضری دربار سے مستثنیٰ کرادینگے اس وقت تک وہ متعہ موجود ہے مولانا کو اُسکی  
 اطلاع ہونے نہیں پائی مدت الہم کسی انگریز سے ملاقات نہیں کی۔ مولانا کے نقصان  
 سب ذیل ہیں۔ حاشیہ شرح وقایہ ناٹھام۔ منہج اگر ضوان فی قیام رمضان کشف  
 القنات عن امور الاموات۔ رسالہ مقامات صوفیہ کے بیان میں۔ انوار غیبیہ۔ رسالہ  
 سدر نخس۔ رسالہ آداب مطالعہ۔ عمدة الوسائل تصوف میں۔ اور اُس کی شرح۔

اچھن اچھائل ۱۲ رسائل ذکر ولادت حضرت رسالت میں۔ ایک سالہ میلاد نبی کا۔ تشیظ اشتاق  
 فی احوال النبی اشتاق گیارہ رسائل احوال دیر حضرت غوثیت میں اور ایک علیحدہ رسالہ  
 حضرت کے ذکر میں۔ پھر رسائل اذکار خلفاء و سبطین میں۔ دو رسائل اوقات نماز میں بحساب  
 اصول جدید ریاضی اور مقدمہ التفسیر اور دو رسائل شرح اسمائے حسنی میں۔ ۱۰ برس کے  
 علاوہ اور بھی رسائل ہیں جو مرتب نہیں ہیں ان کتابوں کے علاوہ مولانا کا ایک سالانہ  
 حکم مدام نصاب کے کتب خانہ میں میں نے مرتب دیکھا ہے۔ مولانا کا سلسلہ ارادت بہت وسیع  
 ہوا۔ ہزاروں آدمی سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے فرنگی محل کے اکثر حضرات کو آپ کے  
 بیت تھی۔ فرنگی محل کے حضرات میں سے اپنی اولاد کے سوا مولوی ابراہیم صاحب اور  
 مولوی عبدالباقی صاحب ابنائے مولوی علی محمد صاحب اور مولوی عبدالغنی صاحب  
 بن مولوی عبدالرحیم صاحب کو اجازت و خلافت بھی مرحمت ہوئی اور بلبوس خاص بھی  
 عنایت فرمایا اور مولوی صمصام الحق کو بھی اجازت عطا فرمائی تھی۔

مولانا کا کالج مولانا حمید ملک العلما بن ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے دو  
 صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے مولانا محمد حبیب عبدالباسط مولانا عبدالوہاب مولوی  
 محمد عابد عبدالشکور تولد ہوئے۔ ان سب کی وفات عالم شباب میں والدین کے درمیان  
 ہو گئی۔ صرف مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے بعد حیات رہے۔ مولانا  
 زوجہ کا انتقال، شبان یوم دو شنبہ ۱۳۹۶ھ میں ہوا۔ مولانا کی بڑی صاحبزادی مولوی  
 نظام الدین بن مولوی فخر الدین کو منسوب ہوئیں جو ایک صاحبزادے کو چھوڑ کر وفات  
 پا گئیں اور لڑکے کا بھی چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔ چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی  
 نجیب الدین مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور  
 انھوں نے بھی لا ولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالشکور محمد عابد بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا نے  
 قرآن شریف حفظ کیا مگر عمر نے وفات کی جوانی کے قریب انتقال ہو گیا۔ یہ مولانا  
 عبدالرزاق کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

مولوی عبدالباسط محمد حمید بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مولانا کے  
 فرزند اکبر تھے بعد حفظ قرآن کتب درسی اپنے والد ماجد اور دیگر علمائے پڑھ کر فراغت  
 حاصل کی عالم فاضل ہوئے۔ مدت تک سلسلہ تدریس وطن میں جاری رکھا تنگی  
 معیشت کی وجہ سے ملاش معاش میں حیدرآباد تشریف لگے اور خدمت معتمدی مجلس  
 وضع قوانین بمشاہدہ چار سو روپیہ ماہوار سپرد ہوئی ایک زمانہ تک ان قیام کیا اسکے  
 بعد مبتلا سے تپ ہوئے مرض نے طول کھینچا وطن واپس ہوئے اور اسی مرض میں شب  
 ۲۰ رزی ۱۲۹۵ھ میں انتقال ہوا ولادت بھی ۲۰ رزی ۱۲۵۵ھ یوم چہار شنبہ کو ہوئی تھی  
 آپ کے والد ماجد نے اجازت سلاسل عطا فرمائی تھی۔ آپ کا عقد دختر مولوی خادم احمد  
 بن ملا حیدر سے دی ۱۲۵۷ھ میں ہوا تھا دو صاحبزادیاں اُن سے تولد ہوئیں ایک نے اپنے والد کے  
 بعد ناگتھا انتقال کیا دوسری کا عقد مولوی مجیب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ  
 انگلی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد ہوا جسے متعدد اولادین ہوئیں مگر زندہ نہ بچیں۔ بعد کو  
 ان صاحبزادی نے بھی شباب میں لا ولد انتقال کیا۔ مولانا کے تصانیف مرتب نہیں  
 ہو سکے ایک رسالہ رد اصول نیا چرہ میں اور مختلف تحریرات موجود ہیں۔ آپ نے اپنا  
 مجموعہ فتاویٰ بھی مرتب کیا تھا۔ میرے والد ماجد بیان کرتے تھے کہ جب مولانا اکرم بن  
 مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور میں تعطیل میں وطن آیا تو مولانا نعیم صاحب  
 رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعزیت کیلئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وقتی آپ کے بڑا صبر فرمایا  
 مولانا نعیم صاحب نے آیدیدہ ہو کر فرمایا کہ بھائی میں نے کیا صبر کیا صبر تو عبدالرزاق  
 بھائی نے فرمایا کہ سب اولادین جوان و صالح ہو کر مرین اور آپ نے صبر ایوبی فرمایا  
 رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مولوی عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت  
 مولانا کے بیٹھے صاحبزادے تھے اسوجہ سے فرنگی محل کی بیٹیاں آپ کو بیٹھے میان  
 کستی تھیں حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپ نے من اول ملے آخرہ اپنے والد ماجد سے  
 تمام کئے اور شمال و اور قصبہ کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے پائی والد ماجد ہی کے

حیات میں باعتبار زہد و انقا و فرست تمام لوگوں میں خاص عزت حاصل کر لی تھی سلسلہ تدریس  
 نایت بھی جاری رکھا فرنگی محل کے لوگوں کے علاوہ درس کے تلامذہ بھی تھے۔ مولانا  
 ریاست علیگنا صاحب شاہ جہا پوری آپ کے تلمیذ رشید اس وقت تک بقید حیات ہیں۔ والد  
 ماجد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہونے سلسلہ تدریس اسکے بعد موقوف کر دیا سلسلہ  
 رشید و ہدایت آخر تک جاری رہا مریدین ان تک کثرت زندہ ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحی  
 رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد ماجد سے علاوہ قرابت تعلقات محبت دوستی بہت زاد  
 تھے۔ میں نے بزرگان فرنگی محل میں اس قدر محمد ارادہ اصلاح ذات البین کرانیا اور انھیں  
 و اقربا کے ساتھ خفیہ احسانات کر دیں کہ آپ کے زمانہ میں کسی کو نہیں دیکھا نہایت متواضع  
 اور منکسر المزاج تھے۔ ہر ایک کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آتے۔ باوجود کثرت خلقات کے  
 رعبا و رعیت اس قدر تھی کہ میرے بڑے بھائی کہتے تھے کہ میں اپنے پیرو مرشد سے  
 بے تکلف تھا اور اس قدر ڈرتا نہ تھا جس قدر چچا صاحب قبلہ (مولانا عبدالحی صاحب)  
 سے ڈرتا تھا جان ہم میں سے کسی کو آواز دی بس یہ معلوم ہوا کہ شیر کے سامنے جانا ہادی  
 میں نے خود بھی اس قدر ہیبت درعبہ لاکسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کے تصانیف حنفیہ میں  
 رسالہ جواز فاتحہ میں رسالہ ذکر حضرت غوثیت میں حواشی میر تقی حواشی توضیح تلویح۔  
 حواشی شہودی شریف اور ہدایت المؤمنین اور صاحبہ انصافین دہر دو ساتھ میں  
 بیعت اور اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی پھر اپنے  
 والد ماجد کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور اجازت و خلافت حاصل کی اپنے والد ماجد کے  
 انتقال کے بعد حج و زیارت مشرف ہوئے۔ اور حرمین کے شیوخ حدیث اجازت  
 حدیث حاصل فرمائی۔ انتقال آپ کا ۲۲ محرم ۱۳۳۷ ھ یوم چہار شنبہ کو بوقت پونے چار بجے  
 بعد ظہر برض طاعون واقع ہوا۔ عرس آپ کا آپ کے والد ماجد کے عرس کے ساتھ ۲۶ صفر  
 کو ہوئے یوم انتقال میں گھر پر فاتحہ ہوتا ہے۔ آپ کا نکاح آپ کی مامون زاد بہن خیر  
 مولانا ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کے ساتھ ہوا جن سے دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے  
 مولانا عبدالعزیز اور حضرت اسٹاذ مولانا عبدالباری رحمہما اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔

بڑی صاحبزادی عالم شہسبازین جبکہ شادی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور چند  
 ہی دن کے بعد نکاح ہو نیا لایا تھا بمرض ہفتہ سلسلہ میں انتقال فرما گئیں۔ چھوٹی صاحبزادی  
 کا نکاح مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد کے ساتھ ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی  
 یہ صاحبزادی نہایت ہوشیار اور منتظم اور فرنگی محل کی بیوی بنیں بہت زیادہ عقل و فراست  
 رکھتی ہیں اور حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا نظام انھیں کی ذات سے نہایت غلبی  
 ساتھ قائم ہے اپنے والد ماجد کی حیات سے لیکر اس وقت تک تمام انتظامات خانہ داری  
 ہمیشہ انھیں کے متعلق رہے۔ اللہ انکو ہم سب کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ مولانا کی زوجہ  
 محترمہ اپنے زمانہ کی تمام بیویوں سے زیادہ پڑھی لکھی تھیں۔ ان کے حالات حضرت استاد نے  
 آثار اللہ اول کے آخرین تحریر فرمائے ہیں۔ انکی ۱۳ رزی الحجہ ۱۲۸۵ء کو وفات ہوئی  
 مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے  
 ایک مستقل سالہ بنام حسرة المسترشد بوفاۃ المرشدین لکھے ہیں جسکو دیکھنا ہوا سکودیکھے۔  
 مولوی عبدالرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔  
 کتب درسیہ آپ نے مولانا انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ اور مولانا فضل اللہ بن مولانا  
 نعمت اللہ اور مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد سے پڑھیں۔ قیامت مدرسین میں آئی  
 پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور اجازت حدیث  
 حاصل کی بعد انتقال والد ماجد سلسلہ میں دوبارہ اہل عیال اور والدہ معظمہ کے ساتھ  
 زیارت و حج سے مشرف ہوئے اور بغداد شریف دکانین میں بھی حاضر ہوئے۔ اس  
 سفر میں بھی اجازت سلاسل صاحبزادگان بغداد شریف سے اور اجازت حدیث شیوخ  
 عربین سے حاصل ہوئی۔ اسی سفر میں مکہ شریف سے مرض اسہال و ضعف بعد شروع  
 ہوا جو بارہو کو شش دفعہ تھیں ہوا۔ یہاں تک کہ شعبان ۱۲۸۵ء میں علیل وطن  
 واپس ہوئے اور رمضان شریف لکھنؤ میں بسر کیا شوال کے شروع میں حضرت  
 سید اسادات قدس سرہ کے عرس شریف میں شرکت کی غرض سے بانہ شریف حاضر  
 ہوئے۔ اور وہاں ایک مہینہ ۲ یوم قیام کیا باوجود ہر طریقہ کی کوششوں کے مرض



بڑھتا ہی رہا۔ بیان تاکہ بانسہ شریف ہی میں ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ یوم دو شنبہ کو بوقت  
 صبح اپنی والدہ کے رو بہ انتقال کیا گمش کفن و لا کر دفن کی گئی۔ بیعت و اجازت  
 آپ کو اپنے جد امجد سے تھی تجدید بیعت و اخذ خلافت والد ماجد سے کی تھی انتقال  
 فرماتے وقت اپنے صاحبزادے کو تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کا  
 مولفہ ایک نا تمام رسالہ فوائد عظمیٰ موجود ہے۔ آپ کا عقد میری ہمشیرہ یعنی دختر سو کو  
 شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ سے ہوا تھا۔ اولاد بیت ہوئی۔ مگر زندہ دو ہی  
 بچے ایک لڑکی زوجہ مولوی محمد ایوب بن مولانا محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم  
 جو ماثار اللہ صاحب ولاد ہیں۔ اور ایک صاحبزادہ مولانا قطب الدین عبدالوہابی  
 عرف قطب میان صاحب۔ میری ہمشیرہ خدا کے فضل سے اب تک حیات ہیں محلہ کی  
 لڑکیوں کو قرآن پاک و مسائل شرعیہ کی کتابیں اور فارسی اور کتابت کی تعلیم دیتی ہیں  
 ابتدائی فارسی انھوں نے میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ سے بقیہ فارسی اور  
 ابتدائی کتب عربی مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم سے پڑھی ہیں۔ اپنا وقت  
 تعلیم میں صرف کرتی ہیں۔ فرنگی محل کی اکثر لڑکیاں انھیں کے زیر تعلیم و تربیت ہیں  
 سال گذشتہ کو مجھے پرستہ نیچے گر پڑی تھیں جس سے تمام بدن پر ضرب آگئی صحت فوت  
 خراب ہو گئی ہے۔ خدا کے تعالیٰ انکی صحت کو درست کرے اور انکو زندہ قائم رکھے  
 مولوی عبدالوہابی محمد قطب الدین عرف قطب میان بن مولانا عبدالوہابی  
 بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ حفظ قرآن شریف کے بعد  
 کتب درسیہ اپنے نامور چچا حضرت اشاد رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں  
 ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھیں۔ اور فراغت تحصیل کے بعد سند مولانا مستنصر علیہ میں  
 حاصل کی اسکے بعد سے برابر تدریس اور خدمت علم میں مصروف ہیں جب سے حضرت  
 اشاد رحمۃ اللہ علیہ نے امور خلافت میں سعی و کوشش فرمائی تھی قطب میان صاحب  
 اپنے چچا کے دست و بازو ثابت ہوئے اور علمائے حقانی کی طرح اعلائے کلمۃ اللہ  
 میں کوشش و سعی شروع کی اوراد و خلافت کا فرس کے استقبالی کیلئے تیار ہوئے

محب ہوئے اور پر جوش خطبہ صدارت ارشاد فرمایا مختلف مقامات کے دورہ کیے جمعیتہ العلما  
 مدراس کے جلسہ میں اپنے محترم چچا کے قائم مقامی میں صدارت کی اور ملک کے مختلف مقامات  
 میں تبلیغ حق فرمائی۔ آخر میں خلافت کی بیٹی اور وہ کے صدر مقرر ہوئے جبکہ غلام احمد  
 قائم ہوئی تو خلافت کی بیٹی سے اختلاف خیال کی وجہ سے استعفا دیدیا اور غلام احمد  
 غلام احمد میں کی خدمت کرنا شروع کی بعد انتقال حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ انجمن  
 غلام احمد میں کے خادم (غلام احمد) باتفاق علمائے فریقین مقرر ہوئے اپنے نامور  
 چچا کی قائم مقامی میں خدمت اسلام میں مصروف ہیں بیعت و اجازت و خلافت اپنے  
 محترم چچا سے ہے گو اپنے والد سے بھی اجازت سے ہم محترم نے اپنا قائم مقام و جانشین  
 انکو مقرر کیا ہے۔ اپنے اجداد اختیار کے سجادہ نشین ہیں خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم  
 سے اپنے اجداد کرام سے زائد باقبال کرے اور ترقی مراتب عطا فرمائے۔

قطب میان صاحب کا اولاد کلچ اپنی چچا زاد بن دختر حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے  
 ساتھ ہوا یہ صاحبزادی حسن صورت و سیرت شرم و حیا میں اپنی ہی نظیر یقین عین عالم  
 شباب میں ۲۳ سال کی عمر میں ۱۸ رزی اکچہ مسئلہ کو بوقت ارنگے شب اپنے  
 والدین کے رو برو انتقال کیا اور دفن شب ہی کو واقع ہوا۔ دو فرزند خرد سال یادگار  
 چھوٹے۔ ایک محمد سعید عبدالرزاق عرف محمد میان دوسرے محمد نور عبدالہی عرف  
 ندر میان۔ دونوں صاحبزائے حفظ قرآن سے اس سال فراغت حاصل کر چکے ہیں  
 اور تحصیل کتب درسیہ اس سال شروع کی ہے۔ ندر میان ذکاوت اور تیزی فہم و حیا  
 شوق علم میں اپنے نامور محترم تانا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔  
 خداداد ذہن کو اپنے نامور اجداد کا صحیح جانشین کرے۔ قطب میان صاحب کا  
 دوسرا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بیٹی یعنی دختر مولانا سلامت اللہ  
 صاحب سے کر دیا جن سے ایک لڑکا اور ایک خرد سال لڑکی تولد ہوئی۔ لڑکے  
 کا انتقال ہو گیا لڑکی بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ ۱۲ محرم مسئلہ کو ایک فرزند تولد ہوئے۔  
 غلام جلال الدین عبدالحمین ہے۔

غلام احمد جلال الدین عبدالحمین سے اور دختر بنت عبداللہ جلال الدین سے اپنی اجازت و بیعت و خلافت ہے



## قیام الملتہ الدین محمد عبد الباری بن محمد لانا عبد الوہاب بن محمد لانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا حضرت امام الوقت حافظ قوانین الشریعہ حامی شمار الملتہ الناطقہ با حق عن سلطان  
جابر الشکر بالصواب عن اختلاف لا کابر بحساب وجود و الشجاعت غیث المعرفة والبراعہ  
صاحب الذہن الثاقب وسیع النظر فی العلوم العقلیہ کسیر الباع فی الفنون الدینیۃ الحکمیۃ  
ملک العلماء بحر العلوم حقیق بان یقال فی حقہ

لا یدرک الوصف مطری خصہ وان یک سابق فی کل ماسبق

اسم گرامی قیام الدین محمد عبد الباری تھا آپ کی والدہ ماجدہ ملک العلماء مولانا حیدر کی پوتی  
تھیں آپ اور استاذ الاساتذہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔  
آخری دور میں یہ دونوں خالہ زاد بھائی عزت و شہرت علم و کمال کے چاند اور سورج تھے  
بحر العلوم کے بعد ارباب فرنگی محل میں کسی کو ایسی شہرت کہ جو ہندوستان کے عوام و  
خواص علماء و ائمہ شہرہ دیا تو ان سے گزر کر بیرون ہند عرب و عجم تک پہنچی ہو ان دونوں  
بھائیوں کے سوا اور کسی کو نہیں حاصل ہوئی اور اس امر میں تو حضرت استاذ اپنے تمام  
اسلاف پر سبقت لیگئے تھے کہ انکی شہرت دنیا سے اسلام سے گزر کر یورپ کے قصور  
سلاطین و ارباب سیاست تک پہنچ گئی تھی مولانا کی مفصل سوانح زندگی مجلس شاعت العلوم  
جانب سے مرتب ہو چکے ہیں اور عنقریب دو جلد زمین شائع ہونگے۔ میں نے مولانا کے  
حالات مختصر ایک سالہ میں تحریر کیے ہیں جو اس تذکرہ کے ساتھ انشاء اللہ طبع ہوگا  
اس تذکرہ میں نہایت اجمال کے ساتھ مولانا کے حالات قلمبند کرتا ہوں۔

اس کتاب عزت و کمال کا طلوع ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ یوم یکشنبہ مطابق ۲۲  
اپریل ۱۸۷۸ء کو ملک العلماء حیدر کی مجلس کے ڈیرہ سے ہوا۔ حسب معمول ساتویں دن  
عقیقہ ہوا اور بعد اجد نے قیام الدین محمد عبد الباری اسم گرامی تجویز کیا۔ سچ ہے ان علماء  
بنی آدم تترجل من السلف فداۓ اس نام کی برکت سے مولانا کو واقعی قیام الملتہ و الدین  
بنادیا جب عمر مبارک پانچ سال کی ہوئی بعد اجد کی خدمت میں رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی

اور قرآن شریف حافظ حاتم علی صاحب در بعد کو حافظ عبد الوہاب صاحب نبیرہ نو اب  
 ظہیر الدولہ مرحوم سے حفظ کیا اور فارسی و حساب غیرہ کی تعلیم متفرق ہائے مہل کی اسکے بعد  
 کتب درسیہ کی تحصیل شروع فرمائی مسئلہ ہین ختم درس فرمایا۔ جو وقت سے کتب درسیہ کی تحصیل  
 شروع کی ایک دن بھی سبت نہ تھیں ہوا ہمیشہ درس میں قاری ہوتے پابندی کا یہ عالم تھا کہ  
 آپ کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا اُس دن بھی دفن کے بعد حضرت استاد الوقت کی عزت میں  
 درس کیلئے حاضر ہوئے مگر حضرت سناذ فضائل واجر صبر بیان فرماتے رہے اور سبت موقوف  
 رکھا میزبان سے لیکر متوسعات تک اکثر کتب حضرت مولانا عبد الباقی مدظلہ العالی سے پڑھیں  
 اُس زمانہ میں جبکہ مولانا عبد الباقی صاحب حج کو تشریف لیگئے تھے قطبی مع حاشیہ سید سیدی  
 خلاصۃ الحساب، اقلیدس، تفسیر جلالین، و نفحۃ الیمین مولانا غلام احمد نجابی سے پڑھیں مطولات  
 میں سے اکثر مقولات مثلاً شرح مسلم، ملاحدہ اللہ سندیلوی، التلخیص مبارک، حواشی تیسرا ہر  
 بر ملا جلال، بر امور عامہ شرح مواقف، شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیرازی، شمس بازغہ، شجر لمخص  
 للعلامۃ الجھننی، بست باب اضطراب، حاشیہ خیالی بر شرح عقائد نسفی اور اصول فقہ میں  
 مسلک اثبوت مولانا علین، اقضاء رحمۃ اللہ علیہ پڑھیں اور تیسرا ہر سالہ مع حاشیہ  
 مولانا غلام یحییٰ و دیگر مقولات مطولات مولانا عبد الباقی صاحب پڑھیں اور ہر سالہ و  
 شجر بخاری با وجودیکہ مولانا عبد الباقی صاحب پڑھی تھیں استاد الوقت کے فرمانے کے  
 واسطے دوبارہ استاد الوقت سے پڑھیں ختم کتب کے بعد مولانا عبد الباقی صاحب اپنے  
 رسالت کی مع مسلمات وغیرہ کے اپنے سلسلے پڑھوا کر اجازت عنایت فرمائی۔ مولانا  
 برادر اپنے والدین کے ہمراہ سنہ ۱۲۷۵ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تھے تو سید علی بن سید  
 لاہور دہتری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے والد ماجد کو جو اجازت حدیث عطا فرمایا تھا اُس میں  
 لکھا اور آپ کے برائے بھائی کو بھی اجازت حدیث مرحمت فرمائی تھی، مولانا کے والد ماجد  
 نے علی دہتری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس بچے تو ابھی تک عربی شروع ہی نہیں کیا  
 ہے محدث موصوف نے جو ایسا فرمایا کہ میں نے انکو تفادلاً کی طرح سند دی ہے جس طرح حافظ  
 ابن حجر عسقلانی نے حافظ سیوطی (رحمہما اللہ) کو اجازت مرحمت فرمائی تھی، اس سفر میں

مولانا کو سید امین رضوان اور سید محمد باغلی حمیری سے بھی جازت کتبہ یت اور دلائل حاصل  
 ہوئی تھی ختم کتب کے بعد مولانا کو اپنے نانا مولانا نور انصاری بن ملک العلماء مولانا حیدر سے اجازت  
 حدیث بسلسلہ سید عابد سندھی اور سید احمد دعلان حاصل ہوئی، زمانہ تحصیل ہی سے مولانا  
 تدریس کا سلسلہ جاری فرمادیا تھا ہر گون کے اسباق اُس زمانے میں ہوتے تھے جب مولانا  
 حمزہ اللہ اور شمس بازنہ پڑھتے تھے اسی زمانے میں ملا حسن در دیگر کتب مطولہ کا بھی مولانا درس  
 دیتے تھے، ایک مرتبہ اساتذہ الوقت آپ کے پاس ایک طالب علم کو صدر پر پڑھانے کو بھیجا مولانا  
 نے اس وقت تک صدر شروع نہیں کیا تھا مولانا کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ کل سے آئیے گا اس دن  
 سبق کے وقت جو عصر کے بعد ہوتا تھا مولانا نے اپنے اساتذہ سے عرض کیا کہ آپ صبر پڑھائیے  
 واسطے میرے پاس ایک طالب علم کو بھیجا ہے میں نے تو ابھی صدر پڑھا بھی نہیں اساتذہ وقت سے  
 ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھ کو معلوم ہے مگر تم پڑھا دینا اللہ بھی عود سے پڑھاؤ گے تکمیل کے بعد  
 اسباق کی بہت کثرت ہو گئی تھی نماز فجر سے لیکر دس بجے تک در نظر کے بعد سے عصر تک ادھر  
 اکثر اوقات شب کو بھی تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا بعض بعض زمانے میں پندرہ اسباق مدد فرما  
 لو بت آجاتی تھی، مولانا کی عادت تھی کہ شب کو تدریس کی کتابوں کا مطالعہ ضرور فرماتے تھے  
 کتابیں مطالعہ فرمانے میں اس درجہ مستغرق ہوتے کہ بعض اوقات دو اور تین بھی راتوں تک  
 بچ جاتے اور مولانا کتابے کھیا کرتے ایک پلنگ لکڑی کا بنوایا تھا لیسر چھوٹے کا تھا، سخت  
 سخت تکیہ رکھ کر بلا بچھونے کے لیٹتے اور سر جانے روشنی رکھ کر کتاب کھینا شروع کرتے تھے کہ  
 فرماتے کہ اس طریق سے نیند کم آتی ہے اور اگر آنکھ لگ جاتی ہے تو جلد کھل جاتی ہے اُن  
 زمانے میں دوپہر کو بھی قیلولہ نہیں فرماتے بلکہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے اور استقامت  
 جواب تحریر فرماتے والد ماجد کی تاکید تھی کہ بغیر کتاب کیجیے ہوئے معمولی سے معمولی فتوہ  
 تحریر نہ کرو مولانا فرماتے تھے کہ میری عادت تھی کہ جواب لکھتے وقت کتابوں کے مقابلہ  
 بلا استیعاب دیکھتا تھا اور جتنے لامکان اُس باب کے سب مسائل پر نظر ڈال جاتا تھا، والد ماجد  
 انتقال محرم ۱۳۲۷ھ کے بعد مولانا نے اپنی والدہ اور بھائی اور اساتذہ کے ہمراہ حرمین اور عراق  
 سفر فرمایا، سو مرتبہ وہ کو وطن سے مع اہل عیال کے روانہ ہوئے پاسپورٹ نہ ملنے کی وجہ سے

ایک ماہ میں قیام کیا اور آخر شبان سلسلہ مدینہ میں پہنچی سے بصرہ روانہ ہوئے اور رمضان شریف  
 میں بغداد شریف پہنچے بصرہ اور بغداد شریف کے تمام متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف  
 ہوئے بغداد شریف کے صاحبزادے بید عزت، احترام اور اخلاق سے پیش آئے اور  
 حضرت نقیب الشراف سید عبدالرحمن گیلانی زاد رحمۃ اللہ علیہ سلسل کے علاوہ  
 سند حدیث بھی محنت فرمائی بغداد شریف کی حاضری کے بعد کربلا اور نجف اشرف کی بھی  
 حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجہ شدت و بادمان جانکی اجازت نہیں ملی اسلئے مجدد راج کیلئے  
 روانہ ہوئے اور شروع ذی الحجہ میں مکہ شریف پہنچے اور مدینہ منورہ و مسطح حرم  
 میں پہنچے پوسے سات ماہ ومان حاضری رہی اسلئے تین سید علی و تری رحمۃ اللہ علیہ سے  
 کتب حدیث اور ادب پوسے طریقہ پر پڑھے اور ان سے اور دیگر علماء سے اجازت اور اسناد  
 حاصل کیئے نیز دوران حاضری مدینہ شریف میں بعض اہل مدینہ کو سبق بھی پڑھاتے رہے  
 شبان سلسلہ کی وسط میں بعد شب برات کے مدینہ شریف سے روانہ ہو کر یکم رمضان المبارک  
 سلسلہ کو وطن واپس آئے، چونکہ مولانا کے بڑے بھائی کی علالت کا سلسلہ شروع ہو چکا  
 تھا اس سلسلہ میں مولانا موصوف کے انتقال تک بانسہ شریف میں مقیم رہے بھائی کے انتقال کے  
 بعد مولانا کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی تھیں اپنی محترم والدہ اور بوجہ بھادج کی خدمت کے  
 علاوہ اپنے یتیم بھتیجے کی تعلیم و تربیت کے فرائض بھی مولانا کے ذمہ عائد ہو گئے تھے اسکے علاوہ  
 بڑے بھائی کی موجودگی میں بھادج کے فرائض سے مولانا ایک حد تک سبکدوش تھے مگر  
 بھائی کے انتقال کرتے ہی یہ سب بوجہ مولانا کی تنہا ذات پر آ پڑا اور حق یہ ہے کہ ان تمام  
 امور کو ہمیشہ خوبی اور انتہائی کمال سے جس طرح مولانا نے انجام دیا وہ آپ اپنی نظیر ہی  
 ہوا قسماً چشم دید ہے کہ انتہائی عنیف و غضب میں بھی جبکہ کسی کو ہمت و جرأت بات کرنیکی  
 بھی نہیں ہوتی مولانا کی بھادج جو گورشتے میں مولانا سے بڑی تھیں مگر عمر میں چھوٹی  
 تھیں اگر ڈانٹ بھی دیتی تھیں تو سوا چپ ہو جانیے کوئی جواب بھی نہ دیتے تھے جب  
 بھادج کے ساتھ یہ رودادری تھی تو محترم والدہ کی تعظیم اور توقیر کا کیا ذکر، الغرض  
 سفر حج سے واپسی پر جب مولانا کو فرصت ہوئی تو پھر مشاغل خاندانی کی طرف توجہ فرمائی

واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں علم ظاہری و باطنی میں ہنارت رکھنے والی کوئی ایسی ممتاز ہستی موجود نہ تھی جس پر طبقہ علماء و متصوفین کا بھروسہ ہو سکے مولانا نعیم اور مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما کے بعد عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب فرنگی محل علم اور سلوک دونوں اعتبار سے تہیہ دستہ اس لیے مولانا کو دونوں جانب اپنی توجہ کو اپنے اوقات کو صرف کرنا پڑا اگر شب کو وہ زاہر شب زندہ دار تھے تو صبح کو اپنے محترم خالہ زاد بھائی حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین جانشین مولانا نے فرنگی محل کے اطفال کیلئے خاص کر اور نیز عام اہل اسلام کی تعلیم کے لیے مدرسہ نظامیہ و رجادی الاولیٰ سلمہ کو (یوم وفات حضرت استاد اللہ) جاری فرمایا اور اُس میں جدید طریقہ تعلیم کو رائج فرمایا یہ مدرسہ خدا کے فضل سے اب تک جاری ہے اور موجودہ زمانہ میں اُس کے تمام مدرسین حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ہیں۔ میرے سوا قطب میان صاحب مولانا عبد القادر صاحب مولانا صبیح اللہ صاحب مولانا محمد شفیع صاحب مولانا حیات اللہ صاحب مولوی روح اللہ صاحب خواجہ لطیف الدین صاحب (مولانا) مولوی مصباح علی صاحب (مولانا) یہ سب مولانا رحمۃ اللہ ہی کے تلامذہ اور انھیں کے علم سے فیض پائے ہوئے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے فرنگی محل کے تمام فارغ التحصیل علما جو مولانا سے چھوٹے ہیں وہ سب مولانا کے تلامذہ ہیں۔ اس مدرسے میں اول سے لیکر آخر تک مولانا خود بھی درس دیتے رہے ابتدائی اور انتہائی سب کتابیں وقتاً فوقتاً مولانا نے اس مدرسہ میں پڑھائی ہیں یہاں تک کہ گلستان کا بھی درس دیا ہے۔ مولانا کا ایک زمانہ تک مرکز توجہ صرف مدرسہ ہی رہا جب مولانا کو مدرسہ کی جانب سے بہت بڑی حد تک طمینان ہو گیا اور اتفاق سے جنگ بلقان اس کے بعد مسیحا کا پورا کا واقعہ پھر ترکوں کے ساتھ لائڈ جارج کے شرمناک ظلم کے پے درپے ایسے واقعات پیش آئے جنہوں نے عالم اسلامی میں تلامذہ پیدا کر دیا اور یہ صاف نظر آنے لگا کہ یورپ کے اقتدار پسند اور اسلام کے دشمن مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تہمتیں ہیں تب مولانا علماء حقانی کے طور پر دلیرانہ اور مجاہدانہ طور پر سیاسیات مذہبی میں کمال سرگرمی اور جانفشانی سے منہمک ہو گئے اور خدام کعبہ خلافت کیمیں اور جمعیۃ العلماء کا

بالترتیب سنگ بنیاد رکھا اور یہ ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جمعیتہ العلماء اور خدام کعبہ کے بانی  
 اور موسس حضرت اُستاذ ہی تھے اور مجلس خلافت کو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی  
 عام تحریک اشاعت کرنے میں مولانا ہی کا قدم سب سے آگے تھا۔ اور اسکے ابتدائی انتظامات  
 و مصارف قیام آپ ہی کے مبارک ہاتھوں انجام پائے۔ بہر حال ان تمام تحریکات میں  
 مولانا نے دامن دے دے سنبھالے جو جو کوششیں کی ہیں وہ اخبار بنی حضرت خرم  
 جانتے ہیں جس قدر ذاتی رویہ مولانا نے ان تحریکات پر صرف کیا ہے اُسکی مجموعی مقدار  
 کسی طرح چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ علما میں سے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی  
 علی کوشش مولانا ہی کے جانب سے ہوئی اور اُس نے اس حد تک ترقی کی کہ بارہا گاندھی جی  
 اور اُن کے دیگر غیر مسلم شرکا "مجلس" میں مولانا ہی کے ہمان ہے اور کئی مرتبہ مجلس میں تمام  
 غیر مسلم لیڈروں کی فیاضانہ ہمتا دہی کی گئی۔ جب بن سعود نے حرمین پر قبضہ کر کے اپنے  
 برعادت و اہمیت کو رائج کیا اور خدا کی اور اُس کے رسول کے مقرر کی ہوئی حرم اور  
 جاب امن کو قتل گاہ اہل اسلام بنالیا تو مولانا سے اور سیاسی لیڈروں سے اختلاف  
 پیدا ہو گیا جسے بہت طویل پکڑا مولانا نے اُس وقت کوشش تبلیغ سے خدام الحرمین کی  
 بنا ڈالی جو آج تک قائم ہے۔ ان کا سو نہیں مولانا کو اس قدر اہم تھا کہ اکثر دن بھر  
 اور رات کے دن لٹ حصہ نہیں اٹھتے، امور پر علیٰ توجہ مبذول رہتی خلافت کیٹی کی امداد  
 سلسلے میں مولانا نے اپنے ذاتی مصارف سے تمام ہندوستان کا یا تو خود سفر فرمایا یا اپنے  
 بھائیوں اور بھتیجوں کو بھیجا خود تقریباً ہر دو سے مہینہ بیٹی کا سفر فرماتے۔ بہر حال عمر  
 کا آخری حصہ مولانا نے اسی جہاد میں بسر فرمایا۔ باوجود ان مشاغل کے عبادت و  
 ریاضت اور خدمتِ علم میں کمی کو تا ہی نہیں فرمائی مدت العمر سفر و حضور میں کبھی بھی  
 ہمارے ساتھ نماز نافہ نہیں ہوئی ہمیشہ سفر میں محض ضرورت جماعت کیلئے دو آدمی  
 ہمراہ لیجاتے رمضان المبارک میں شب و روز میں کبھی دو اور کبھی کچھ کم و بیش قرآن  
 شریف ختم فرماتے۔ اور سولے دو تین گھنٹوں کے بالکل آرام نہ فرماتے وفات سے  
 سال پیشتر مولانا کو دہرستماں کر دیا گیا تھا جس کا اثر فوراً معلوم ہونے پر مدد

کیا گیا مگر فائدہ نہیں ہوا اسکے بعد سے مولانا کے مزاج میں مدت بہت پیدا ہو گئی تھی اور گرمی  
 اور گرم اشیا کا تحمل جسم ظاہری کو باقی نہیں رہا تھا اور تقریباً سات آٹھ سال کے عرصے سے سوا  
 ٹھنڈی چیزوں کے گرم اشیا کا استعمال بالکل نہیں فرماتے تھے۔ شدید جاڑ و زمین بھی انار سنگھ  
 امرود میٹھا نیو استعمال فرماتے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغم مبارک میں برابر بڑھتا جاتا تھا  
 یہاں تک کہ ہر جب مسئلہ مطابق اس حوری مسئلہ و دیکھنے کو تقریباً پوسٹے چار بجے  
 سے پہر کو جبکہ مولانا نماز عصر کیلئے تہیہ فرما رہے تھے دفعتاً دہننے جانب فالج کا شدید حملہ ہوا  
 جس نے پوش و احساس ظاہری کو زائل کر دیا فوراً علاج شروع ہوا اور حکیم کمال الدین صاحب  
 اور حکیم عبد الحسیب صاحب نے تدابیر معمولہ کیے مگر جب کے بعد سے ڈاکٹری علاج شروع ہوا اور  
 ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبد الحمید صاحب نے اپنی انتہائی قابلیت اور محنت و  
 توجہ سے علاج کیا اور دوران علاج میں ہنٹر صاحب سول سرجن کو بھی ان دونوں صاحبوں  
 نے لا کر دکھایا مگر انہوں نے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ قطب میا نصاحب کو چار دن قبل اجیر شریف  
 شرکت عرس کی غرض سے آپ نے بھیجا تھا اور خود بھی سہر جیب کو روانہ ہوئی اسکے لئے  
 قطب میا نصاحب کو آپ کی حالت کی بذریعہ تار اطلاع دی گئی فوراً قطب میا نصاحب  
 روانہ ہوئے اور وفات سے چند گھنٹے قبل پہنچے مولانا کے حواس ظاہری پر گوفالج کا کامل  
 اثر تھا اگرچہ اس پر بھی نماز کے اوقات میں آخر وقت تک قبلہ رخ ہو کر بایان ہاتھ اٹھا کر  
 نماز میں مشغول ہو جاتے قطب میا نصاحب کے ہاتھ پر صاحبزادہ والا تیار حضرت میاں  
 سید شاہ متا ز احمد صاحب نے پکار کر فرمایا کہ قطب میا نصاحب آگئے ہیں قطب میاں  
 صاحب کو سینے لگا کر سٹوپر پر دو تین مرتبہ تحفہ تقیایا۔ آخر میں مولانا کی ہمیشہ کے ہوا  
 پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر مفصلہ ذیل بچوں نے بیعت کی کلمات مفصلہ  
 حضرت میا نصاحب قبلہ مدوح ادا کرتے تھے میں نے سب کے آخر میں اسید طرح تجدد  
 بیعت کر لی۔ جمال میا نصاحب۔ محمد میان۔ نور میان۔ محمد ہاشم بن مولوی صبغت اللہ  
 محمد رضا بن مولوی سخاوت اللہ۔ محمد حیات بن مولوی محمد بقا صاحب۔ اور میر  
 بڑے لڑکے محمد عابدان سب نے بیعت کی۔ تقریباً سوا گیارہ بجے شب کو ہر جیب لڑکے

مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء بروز شنبہ (شب چار شنبہ) کو حضرت رحلت فرمائی۔ شہر بھیر میں ایک  
 تھلکہ اور کھرام تھا صبح کو بعد فجر سے غسل شروع ہوا اور اسے بچے کے قریب جنازہ تیار ہو کر  
 اول مزار مبارک حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ پر لٹکے اور وہاں حضرت طلب میا صاحب  
 نماز جنازہ پڑھائی اُسکے بعد باغ حضرت مولانا انوار الحق کے متصل سڑک پر دوبارہ جناب  
 حکیم مولوی الحاج الحق صاحب نے نماز پڑھائی جن لوگوں نے نماز میں شرکت کی کوئی ٹھینی تعداد  
 ۲۵-۳ ہزار سے زائد تھی اُس دن عام اہل سلام کی دوکانیں اور تمام مدارس اسلامیہ سرکاری  
 منڈی سب بند تھیں تقریباً اسی بجے دفن واقع ہوا اور چار بجے کے قریب ہلوگ واپس آئے  
 مٹی دینے کا سلسلہ دو سکر دن تک جاری رہا دو سکر دن سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع  
 ہوا اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامی میں قرآن خوانی ہوئی ندوۃ العلماء اور مدرسہ  
 فرقانیہ کے علاوہ دیوبند کا مشہور مدرسہ بھی انتقال کی خبر پاتے ہی بند کر دیا گیا اور وہاں  
 ختم قرآن اور ختم بخاری شریف کیا گیا۔ گاندھی جی اور دیگر تمام لیڈروں نے تعزیت کے  
 تار بھیجے اور بعض خود بھی تعزیت کے واسطے آئے مولانا محمد علی صاحب دوسرے ہی دن  
 آگئے تھے تین دن تک بمقام ہے اعلیٰ حضرت ہزارئیں نواب صاحب اپور بالقاء  
 خلد اللہ ملکہ نے تار بھی بھیجا اور خود بھی تعزیت کے واسطے فرنگی محل تشریف لائے اور مولانا کی  
 یادگار کے سلسلے میں پانچ ہزار روپیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ایک آفتاب علم و عمل تھا کہ عجیب  
 مولانا کی ایسی جامع ہستی جس نے ہندوستان کے علماء اور صوفیاء لیڈر اور عوام شیعہ اور سنی  
 ہندو اور مسلمان سب میں ہر دل عزیزی اور شہرت اور اقتدار کا مل حاصل کر لیا ہو ہمارے  
 خاندان کیا علماء ہند میں کوئی دوسری انہیں گزری ہے اور نہ موجودہ نسل میں امید ہے  
 ہندوستان کے تمام اسلامی اور قومی اخبارات نے مولانا کے انتقال پر تعزیتی مضامین لکھے  
 اور ہر طرح شعرانے کثرت سے مرثیہ اور تاریخین تالیف کیں تھیں ختم حالات پر ہم سار  
 اعظم گڑھ سے جناب مولانا سید سلیمان صاحب دیو کا مضمون درج کرتے ہیں اور آخر میں  
 مولوی روح اللہ صاحب فرنگی محل کی دو تاریخین درج کرتے ہیں مفصل حالات جاننے  
 کیلئے مولانا کی سوانح عمری کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا کے شاگردوں کی مکمل فہرست

علاقہ بھیر میں ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء بروز شنبہ (شب چار شنبہ) کو حضرت رحلت فرمائی۔ شہر بھیر میں ایک تھلکہ اور کھرام تھا صبح کو بعد فجر سے غسل شروع ہوا اور اسے بچے کے قریب جنازہ تیار ہو کر اول مزار مبارک حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ پر لٹکے اور وہاں حضرت طلب میا صاحب نماز جنازہ پڑھائی اُسکے بعد باغ حضرت مولانا انوار الحق کے متصل سڑک پر دوبارہ جناب حکیم مولوی الحاج الحق صاحب نے نماز پڑھائی جن لوگوں نے نماز میں شرکت کی کوئی ٹھینی تعداد ۲۵-۳ ہزار سے زائد تھی اُس دن عام اہل سلام کی دوکانیں اور تمام مدارس اسلامیہ سرکاری منڈی سب بند تھیں تقریباً اسی بجے دفن واقع ہوا اور چار بجے کے قریب ہلوگ واپس آئے مٹی دینے کا سلسلہ دو سکر دن تک جاری رہا دو سکر دن سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامی میں قرآن خوانی ہوئی ندوۃ العلماء اور مدرسہ فرقانیہ کے علاوہ دیوبند کا مشہور مدرسہ بھی انتقال کی خبر پاتے ہی بند کر دیا گیا اور وہاں ختم قرآن اور ختم بخاری شریف کیا گیا۔ گاندھی جی اور دیگر تمام لیڈروں نے تعزیت کے تار بھیجے اور بعض خود بھی تعزیت کے واسطے آئے مولانا محمد علی صاحب دوسرے ہی دن آگئے تھے تین دن تک بمقام ہے اعلیٰ حضرت ہزارئیں نواب صاحب اپور بالقاء خلد اللہ ملکہ نے تار بھی بھیجا اور خود بھی تعزیت کے واسطے فرنگی محل تشریف لائے اور مولانا کی یادگار کے سلسلے میں پانچ ہزار روپیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ایک آفتاب علم و عمل تھا کہ عجیب مولانا کی ایسی جامع ہستی جس نے ہندوستان کے علماء اور صوفیاء لیڈر اور عوام شیعہ اور سنی ہندو اور مسلمان سب میں ہر دل عزیزی اور شہرت اور اقتدار کا مل حاصل کر لیا ہو ہمارے خاندان کیا علماء ہند میں کوئی دوسری انہیں گزری ہے اور نہ موجودہ نسل میں امید ہے ہندوستان کے تمام اسلامی اور قومی اخبارات نے مولانا کے انتقال پر تعزیتی مضامین لکھے اور ہر طرح شعرانے کثرت سے مرثیہ اور تاریخین تالیف کیں تھیں ختم حالات پر ہم سار اعظم گڑھ سے جناب مولانا سید سلیمان صاحب دیو کا مضمون درج کرتے ہیں اور آخر میں مولوی روح اللہ صاحب فرنگی محل کی دو تاریخین درج کرتے ہیں مفصل حالات جاننے کیلئے مولانا کی سوانح عمری کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا کے شاگردوں کی مکمل فہرست



دعلا وہ طلبہ مدرسہ نظامیہ) مجھ کو دستیاب نہیں ہوئی اور نہ مولانا نے خود کبھی مریدین اور  
تلامذہ کی فہرست مرتب کر نیکا خیال کیا یہ یقینی ہے کہ انکی تعداد سیکڑوں سے گزر کر ہزاروں  
تک پہنچ گئی تھی۔ مولانا کی تصانیف کی بھی مکمل فہرست میں باوجود کوشش کے تیار نہ  
کر سکا بہر حال جو فہرست پیش ترتیب دی ہے وہ ہی درج کیجاتی ہے اس میں یادداشت اور  
مضامین مکتوبہ مولانا شامل نہیں ہیں ان یادداشتوں اور مضامین کی آٹھ نو ضخیم جلدیں  
مرتب موجود ہیں جو اگر شائع ہوئیں تو بہت سی سیاسی راہزماں سر بستہ کا انکشاف ہو جائیگا  
معارف کا مضمون حسب ذیل ہے۔

## فرنگی محل کی آخری شمع بجھ گئی آہ! مولانا عبد الباری!!

وَمَا كَانَ قَبَسٌ مِّنْ نَّارٍ مَّا هَلَكَ مَعَهَا وَحْدًا      وَلَكِنَّهُ بَنِيَانِ قَوْمٍ يَشْهَدُوا  
قَبَسٌ مِّنْ نَّارٍ مَّا هَلَكَ مَعَهَا وَحْدًا      بَلْكَ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانے  
دریغاً کہ آج قلم کو اس مجسمہ علم و خلاق کا ماتم کرنا ہی جسکے وصف مدرسہ کا فرض اُسکو  
باندھا اور نا پڑا ہے، دارالعلم و عمل کی کتبہ عمارت تو نہیں، فضل و کمال، اخلاق و ایمان اور تہذیب  
مدرسہ کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ ۱۹-۲۰ کی درمیانی شب میں ہمیشہ کیلئے بجھ گئی فرنگی محل  
مناظرین میں حضرت استاذ ہتادی مولانا عبد الحمی کے بعد مولانا عبد الباری کی ذات نمایان ہوئی  
تھی جو بزرگ اجداد کی بہت سی روایات کی حامل تھی۔ ارشاد و ہدایت، وعظ و نصیحت، درس و  
تدریس، تلاش و مطالعہ، تحریر و تالیف انکے روزانہ مشاغل تھے، ان دینی و علمی مناقب کے  
ساتھ دین و ملت کی راہ میں انکا جانفروشانہ جذبہ اور مجاہدانہ اخلاص ہم رنگ شہادتھا، ذاتی  
اخلاق، جو دوسرا، تواضع و انکسار، علم کی عزت، صداقت، حق گوئی انکے اوصاف گہرا ناہ  
تھے، وہ بکسوں کے ملجا، مسافروں کے ماویٰ اور تنگدستوں کے دستگیر تھے، عبادت گزار  
مشرقی، مہذب اور حق کے طلبگار تھے، ہندوستان میں انکی ذات ذی اقتدار علما کی حیثیت سے  
رسوقت فرم رہی تھی، جدید تعلیم یا فتنہ کی سیاسی جدوجہد کو نہ ہی شریک بنا دینا یقیناً انھیں، کما

کارنامہ شمار کیا جائیگا اس لیے انکی یہ غیر متوقع موت صرف فرنگی محل نہیں بلکہ اسلام کا سانحہ ہے،  
اور بنا بریں انکی جو نامرگی ہمیشہ کیلئے تاریخ اسلام کا ایک نذر و نہنگ واقعہ شمار ہوگا، شیخ مجاہد  
مگر اسکے دُصوین کی سیاہی سے جریدہ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئیگا۔

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد  
من مگر شمع چمن رفتم بزم برسم ساختم

مولانا مرحوم کا سن غالباً سینتالیس کے قریب ہوگا، مولانا عبدالحی صاحب کے شاگرد خاص  
مولانا عین القضاۃ صاحب کے لکھنؤ میں تحصیل کی، پھر عازر گئے وہاں حدیث کی سند لی، ملک شام کا  
سفر کیا علماء سے فیض اٹھایا، مدینہ منورہ سے ہندوستان واپس آئے اور خدام کعبہ میں پرچہ شمس  
شرکت کی پھر مجلس خلافت اور جمعیتہ العلماء کی تاسیس میں حصہ لیا، ترک موالات کے علمبردار بنے،  
دوسری طرف فرنگی محل میں مدرسہ نظامیہ کے نام سے ایک باقاعدہ مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور  
اُسکو ایک باقاعدہ مدرسہ بنایا جس سے متعدد اصحاب نکلے اور اہل قلم پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے  
بعد اپنی تالیفات و تصنیفات کی فہرست یا دگا رہ پڑی ہے، وہ فقہ حنفیہ کے پرچہ شمس حامی  
تھے اور انکی قلمی و علمی کوششیں زیادہ تر اسی کے متعلق صرف ہوتی رہیں، انکی چھوٹی بڑی  
تصنیفات و رسائل کی فہرست ایک تلو کے قریب ہوگی جن میں سے زیادہ مفید و کارآمد انکی  
اردو تفسیر تھی جو افسوس کہ ناتمام رہی، نام مجاہد کی سیر کبیر کا کام بھی انکے پیش نظر تھا، علم حدیث  
میں بھی انکے ایک ورساے ہیں، افسوس کہ یہ چشمہ فیض ہمیشہ کیلئے خشک ہو گیا۔ انا للہ  
وانا الیہ راجعون ۛ

(معارف نمبر اجلد ۱۱ بابت جنوری ۱۳۸۵ء)

مولوی محمد روح اللہ صاحب ادیب لکھنؤی فرنگی محلی کی مولفہ تھیں جس نے یہ ہیں۔

عبد باری مرشد و مولائے من روح پاکش شد بجنات النعیم  
طالب حق بود و اصل شد بجن گفت ہا تف مژدالک الفتوۃ العظیم

۱۹۶۲-۶۳

دیگر

قیام الملت والدین امام الوقت مولانا محمد عبد باری ناگمان و توفیق عالم  
دل محزون بن پر سید چون تاریخ جلیش نکین خاتم دین محمد بودہ ۛ من گفتم

۱۳۸۵

مولانا کے تصانیف کی نامکمل فہرست حسب ذیل ہے۔  
تحفۃ آلِ اخوان، ہدیۃ السخاں، المکتب، سلسلۃ الذہب، تسہیل صرف،  
علم صرف جامع الفوائد، ارتقاء اشرف، مقدمۃ صرف، شرح ہدایۃ صرف،  
شرح فضول کبریٰ۔

علم نحو۔ نور الصباح شرح اصباح۔ ہدیۃ الطلبة، شرح ہدایۃ النعم۔ حاشیۃ الفیہ۔  
حکمت تحفۃ الأصحاب، مبین اصواب، حاشیۃ النافعہ علی طفرۃ الزاویہ، رسالہ فی البیۃ  
القدمیہ والکبدیہ۔

منطق۔ اعتصام الازہان، شرحان لایساغوی، تقریب لافان۔  
الاختلافات الاوقات، الدرر الثاقبہ للذریۃ الطاہرہ، التعلیل المغفور، رحمۃ المغفور،  
فقہ خیر الزاد، الفیق لرحمانی، قرۃ العین، حیات اولی الاباب، التحفظ، رسالہ فی تحقیق  
المیزان، احقاق السمع، احسن القربات، رجم الشیطان، غایۃ الماسول، القول الموبد، کشف الحال  
معین انسان، التعلیق المختار، رسالہ فی مسائل الطہارۃ، ذنب طاعینین، خیر الدعا، احقر المصنوع  
رحمۃ الامۃ، صریح اجماع، فتاویٰ قیام الملہ والدین، تعلیق الازہار، البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام  
المبرم فی نقل القول المحکم۔ لعل لما جری ترجمۃ المبرور فی رد القول المصنوع، الحج المغفور بترجمۃ اسی  
المشکور فی رد المذہب المانور، محاسن جمیلہ (مشہور کسین جمیلہ) سوق الایمان، رسالہ تعلق فی بیہقہ  
لاصلح لاح۔

فرائض۔ کتاب الفرائض، حاشیۃ سراجیہ، الاظہار فی توریث الامار والاصهار۔  
کلام غایۃ الکلام، ذبۃ الفوائد، کتاب العقائد، سائنس کلام۔  
مہم الملکوت شرح مسلم الثبوت، نہایۃ الکشاف فی درایۃ الاختلاف، اعجاز الایضاح  
صول فقہ شرح المنار۔

الاثار المحمدیہ۔ الآثار المتصلہ، الدرۃ البایرہ فی الاحادیث المتواترہ، شفا المصد  
حدیث راۃ الفوائد، الارشاد فی الاسناد، الباقیات اصباحات، التبیان لایضاح فی شامل النبۃ  
اربعین حدیث (۳۵ عدد) آثار الامامۃ، الاربعین المنزہ فی الحوادث السخاصرہ،

الذہب المود کا ذہب لید احمد، ہدیۃ لطیفہ لصلۃ ابن ابی شیبہ، الذہب عن ابی حنیفہ  
 بہ ابن قتیبہ،

تفسیر فیض نقاد تفسیر آیۃ العافرہ بیان القرآن، تفسیر لطافت الرحمن۔

تنویر لصیفہ، شہادت حسین، تنبیہ المحبین، رسالہ فی الوفات، رسالہ المعراج،  
 مختصر تاریخ، اعتوال تاریخ، الآثار الاول، تحفۃ الاخلاء، جلال الابصار،

المدنیہ المنیفہ، الرحلۃ الوافیہ، الرحلۃ الکجازیہ، حیرۃ المسترشد لوصال المرشد، غرر حضرت  
 بالنسب، موقوف حضرت سید اسادات، مقدمۃ تعلیق المختار علی کتاب الآثار، تسلیل المنج سے

اسماء رجال کتاب کج، مقدمۃ حاشیہ سیر صغیر و سیر کبیر

تصوف و سلوک افضل الشائل، سبیل الرشاد، رسالہ انصیۃ، رسالہ اتوبۃ، نظم تفرید  
 محاسن یوسفی، حاشیہ قصص من الکلم، رسالہ اذکار و اشغال۔

ادب حاشیہ حماسہ، شرح قصیدہ بردہ۔

ان تصانیف کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر حواشی ہیں جیسے حاشیہ شرح سلم قاضی

حاشیہ میرزا ہر رسالہ حاشیہ علی حاشیہ غلام کجی، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمت، حاشیہ شمس الزمر

حاشیہ نور الانوار، حاشیہ اصول البزودی، حاشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس و کلام

جسکی چونتیس جلدیں ہیں اور انہیں سے صرف ایک جلد شائع ہوئی ہے۔

مولانا قدس سرہ کے دو نکاح ہوئے پہلا نکاح کا کوری بین منشی بہاؤ الدین صاحب

دہلی کلکٹر کی صاحبزادی سے ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ کو ہوا ان صاحبزادی کی والدہ

اور حضرت کی والدہ چچا زاد بہن تھیں، مولوی احمد حسن بن ملک العلما ملا حیدر کے حالات

کیوں اسنے ایک صاحبزادہ محمد عارف عبد الکا فی پیدا ہوئے ان صاحبزادے کے پیدا ہونے

پہلی ۱۳ جمادی الاخری ۱۲۵۱ھ کو ان بیوی کا انتقال ہو گیا اور یہ صاحبزادے بھی چند

ان کے بعد ۵ رجب ۱۲۵۱ھ کو وفات پا گئے پھر دو سال کے بعد دختر سید محفوظ حسین صاحب

قوی کھنوی ساکن دکان ان سے نکاح ہوا جسے کثرت سے اولاد ہوئی مگر چند دن کے

بعد ۱۳ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ میں زندہ رہی تھیں اور ایک صاحبزادی ۱۲۵۱ھ

۱۲۵۱ھ میں داغ ہوئی۔

مولانا سید محمد بن حسین جبکا عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد، ارجادہ لاخرے  
 ۳۳۰ھ کو مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم و حاج الحق بن مولوی المعان الحق بن  
 مولوی برہان الحق کے ساتھ ہوا۔ بڑی صاحبزادی کا عقد جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اپنے  
 چچا زاد بھائی جناب قطب میا صاحب کے ساتھ ہوا اور وہ دو صاحبزائے چھوٹے ۱۸۰ھ و ۱۸۱ھ  
 ۳۳۰ھ کو انتقال کر گئیں۔ آخر عمر میں حضرت کے ایک صاحبزائے پیدا ہوئے جنکی ولادت کی  
 سبب عذہ کو بید مسرت ہوئی صاحبزائے کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول یوم جمعہ ۳۳۰ھ کو  
 بوقت فجر ہوئی اسوقت یہ صاحبزائے حفظ قرآن شریف کر رہے ہیں جن پر آثار رشد و نجات  
 و کرم و اخلاق آباد کرام ظاہر ہے نہایت درجہ قوی الحفظ ذہین اور صاحب حیا ہیں خدا تعالیٰ  
 عمر و علم میں ترقی عطا فرمائے اور وارث علوم انبیاء و اجداد کرام کرے۔ ان صاحبزائے  
 کا نام جمال الدین محمد عبدالوداہ ہے اور جمال میان کہلاتے ہیں

مولوی عبدالصمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ۔ آپ اپنے والد ماجد کے سب سے  
 چھوٹے صاحبزائے تھے نوبت درس و تدریس کی نہیں آئی سن شباب میں عوارض دماغی  
 میں مبتلا ہو گئے اور ایک جذبی حالت طاری ہو گئی جو مدت العمر باقی رہی آپ کا عقد  
 شیوخ مجتہدین ہوا تھا جسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جبکا عقد انکے چچا زاد بھائی  
 مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ کے ساتھ ہوا جن کا ذکر  
 گزر چکا ہے۔

مولوی عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین استاذ اہل  
 سنہ کی اور بعد فراغت و اتمام حجابی کے ارشاد کے مطابق بیعت حضرت میر سید اسماعیل بگڑی  
 خلیفہ حضرت سید اسادات کی لیکن اذکار و اشغال کی تعلیم استاذ اہل سنہ سے پائی علم ظاہری و  
 باطنی دونوں میں کمال حاصل فرمایا عبادات و ریاضات اور ترک دنیا میں وحید زمانہ تھے  
 بیس برس تک رات بھر آرام نہیں فرمایا اتمام شب عبادت میں مصروف رہتے اور بچھونا  
 خالی پڑا رہتا صبح کو تھوڑی دیر اسپر لیٹ جاتے تاکہ لوگوں کو شب بیدار آسکا حضرت معلوم

ہونے پائے۔ آپ کا نکاح مفتی مراد لکھنوی کی اکلوتی دختر سے ہوا تھا جو نہایت دولت مند تھے  
 بہت کچھ اسباب جہیز میں انھوں نے اپنی لڑکی کو دیا تھا مولانا فائدہ ٹکس ہال سے اور نہ اپنے  
 سسرال والوں کی دولت مندی سے ذرا بھی فائدہ حاصل کیا۔ استاد الہند نے آپ کو امام مسجد  
 فرنگی محل مقرر کیا تھا اور خود اقتدار کرتے مولانا نے عذر کیا کہ آپ کی موجودگی میں جھکو املاش  
 مناسب نہیں ہے استاد الہند نے ارشاد فرمایا کہ تم نے دنیا پا کر ترک دنیا کیا جھکو دنیا  
 ہی نہیں میرا ترک دنیا اُس قدر کمال نہیں ہے بقدر تھا را دنیا کا ترک کرنا کمال ہے اس اعتبار  
 سے تم مجھ سے افضل ہو غرض کہ مولانا نے نہایت ریاضت و عبادت میں عمر بسر فرمائی آخر  
 عمر میں ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب سحت علیل ہوئے صاحبزادے  
 اپنے نانا کے گھر میں جو سوٹھالٹی میں تھادیہ محلہ لکھنؤ میں فرنگی محل سے ایک میل کے فاصلہ پر  
 تھا تشریف رکھتے تھے مولانا عبد العزیز صاحب صاحبزادے کی عیادت کو گئے مریض کی حالت  
 نازک تھی سب بہت پریشان تھے مفتی مراد نے کہا کہ مشہور ہے کہ سید عبدالرزاق بانسوی حضرت  
 سید اسادات کسی بچے سے محبت رکھتے تھے ایک مرتبہ وہ لڑکا بیمار ہوا اور باوجود علاج صحت  
 نہیں ہوتی تھی ایک دن حضرت کے سامنے اُس بچے کے باپ نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ  
 دعویٰ اور محبت میں مگر کوئی اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا کہ سب مرض کرے فوراً حضرت  
 سید اسادات نے توجہ فرمائی اور لڑکا اچھا ہو گیا۔ آپ کا تو یہ اکلوتا لڑکا ہی آپ کو اسپر  
 دم نہیں آتا آپ نے فرمایا کہ بندگان خدا کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے فوراً  
 توجہ فرمائی صاحبزادہ صحت پانے لگے مگر مزاج مبارک ناساز ہو گیا بقدر صاحبزادے کی  
 صحت ترقی کرتی آپ کا مرض ترقی کرتا یا تھا کہ مرض حد سے متجاوز ہو گیا آپ نے اپنے  
 شیخ ملا عبد اللہ سے فرمایا کہ جھکو شہر کے باہر لیچلو بیان عورتیں جڑ عرق کر لیں۔ ملا عبد اللہ  
 کو دی اسی حالت میں لیگئے اور وہاں ہی وفات ہوئی جنازہ لکھنؤ لایا گیا جس وقت جنازہ  
 فرنگی محل پہنچا مولانا احمد عبد الحق آپ کے بڑے بھائی دروازہ پر تھیں جنازہ کی طرف دیکھنے لگے  
 اور فرمایا سبحان اللہ عبد العزیز کے جنازہ کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں وفات شریف ۹ ر  
 بقدر ۱۱۶۵ھ میں واقع ہوئی مزار شریف اندرون مقبرہ مشرقی دیوار سے متصل آپ کی

والدہ کے پاس ہے آپ کی کرامات عمدۃ الوسائل میں تفصیل سے مذکور ہیں۔  
 (تنبیہ) خیر اعلیٰ اور آثار الاول اور احوال علمائے فرنگی محل میں حضرت کا اپنے والد  
 ماجد سے تحصیل علم کرنا لکھا ہے جو غالباً صاحب خیر اعلیٰ کے قلم سے ہوا لکھا گیا ہے اور اسی کی اقتدار  
 میں حضرت سناذ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرمادیا رسالہ تطبیہ اور عمدۃ الوسائل اور خصائص  
 سب میں صراحتاً سناذ رحمۃ اللہ سے علم حاصل کرنا تحریر ہوا اور ان تمام دونوں کے ہوتے ہوئے صرف  
 صاحب خیر اعلیٰ کا لکھنا اسہوی پر محمل ہو گا صاحب عمدۃ الوسائل کے بھائی مولانا عبد العزیز صاحب  
 بہرہ نانا تھے اور مصنف عمدۃ الوسائل نے اپنے نانا سے منکر حالات لکھے ہیں جو ذرا  
 قابل اعتبار ہیں اور مولف رسالہ تطبیہ مولانا عبد العزیز کے زمانہ میں خود موجود تھے البتہ یہ  
 ممکن ہے کہ کچھ ابتدائی کتابیں اس سے پہلے والد ماجد بھی پڑھی ہوں والد علم مولانا عبد العزیز  
 کا عقد مفتی مراد بن شیخ ضیاء الاسلام لمحنی صدیقی کھنوی کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی  
 اور ایک صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب یادگار چھوٹے صاحبزادی تاکتہ اوفات پانگین۔  
 مفتی یعقوب صاحب کا تذکرہ حرف یا میں ہو گا مولانا عبد العزیز کو کینا حنیہ میں اپنے والد ماجد سے  
 مولوی عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز مذکورہ بالا۔ آپ  
 مفتی محمد یعقوب کے ربے بڑے فرزند تھے والد ماجد کو خاص کر آپ کی تعلیم پر توجہ تھی بعد حفظ قرآن  
 کتب درسیہ اپنے والد اور ملا حسن سے پڑھیں اور ملا غلام عین باری سے تعلیم مناظرہ پائی۔ عالم  
 کامل جامع معقول و منقول ہوئے علقہ تدریس والد ماجد کی حیات ہی میں بہت وسیع ہو گیا تھا  
 آپ کے والد نے آپ کے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم آپ ہی سے متعلق رکھی اکثر علماء کا سلسلہ تلمذ  
 آپ تک منتہی ہوتا ہے۔ باوجود معقولات میں غلو کے حسب سنت علمائے حقہ بزرگان دین  
 بہت اعتقاد تھا حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت کھنؤ قدس سرہ کے مزار پر اکثر حاضر  
 ہو کر مراقبہ فرماتے اور فیوض حاصل کرتے والد ماجد کے حکم سے آپ نے بیعت مولانا غلام  
 ہماری محشی میرزا ہر رسا کی عہد نواب سعادت علی خان میں عہدہ افتا آپ کو سپرد کیا  
 جو نیز ہوا آپ مزار حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کی روحانیت  
 طلب جائزہ کی مانگت ہوئی آپ نے انکار فرمادیا اسکے بعد باوجودیکہ نہایت عمر

فرماتے تھے  
 میرزا ہر رسا کی عہد نواب سعادت علی خان میں عہدہ افتا آپ کو سپرد کیا

بسر ہوئی مگر حصول دنیا کی طرف کبھی توجہ نہ فرمائی اور شوکلانہ زندگی بسر فرمائی اسی برس سے تراویح  
 عمر پائی اور ہمیشہ تدریس و تالیف میں متوجہ رہے آپ نہایت خوشخط تھے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہر  
 متعدد کتابیں منلی مستکم و شرح مستکم ملاحسن و شرح چمنی میرے پاس موجود ہیں جو نہایت خوشخط  
 لکھی ہوئی ہیں۔ اولاً عقد آپ کا شیخ روح اللہ مخی لکھنوی کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی  
 مولوی عبد السلام درود صاحبزادیان پید ہوئی ایک صاحبزادی کا عقد مولانا محمد احمد بن ملا الوارثی  
 مدرس سرہ سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن بخئی ابن شیخ ہدایت اللہ لکھنوی سے ہوا  
 جو صاحب دلاوت تھیں۔ مولانا عبد القدوس کی دوسری بیوی صفی پور کی تھیں جو لا ولد فوت ہوئیں  
 مولوی عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب مذکورہ بالا۔ مولوی صاحب نے  
 کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر ختم درس کیا کیا نہایت ذکی و صاحب استعداد اور نہایت  
 خوشخط تھے مگر جوانی ہی میں جذباتی کیفیت کا غلبہ ہوا اور ضعف دماغ کا مرض لاحق ہو گیا اسی  
 حالت میں گھر سے نکلنے والے ماجد سے تلاش کیا تھوڑی مدت کے بعد پھر وطن واپس آئے مگر  
 قلیل عرصے کے بعد پھر وطن سے چلے گئے اور مفتوحہ انجیر ہو گئے آپ کے والد ماجد کو نہایت صدمہ ہوا  
 مگر صبر کیا تا شیخ انتقال معلوم ہو سکی عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی ابو رحم کے ساتھ  
 ہوا جسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مولوی عبد الرحیم پیدا ہوئے صاحبزادی ناگنندہ  
 انتقال کر گئیں۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حیدر آباد دکن  
 میں ایک بیوی سے ملاقات ہوئی جو اپنے کو فرنگی محل کے ایک صاحب کی لڑکی ظاہر کرتی تھیں  
 اور کہتی تھیں کہ میرے والد فرنگی محل سے آئے اور یہاں نکاح کیا اور میری پیدائش سے چند  
 بعد انکا انتقال ہو گیا۔ جو حالات ان بیوی نے بیان کیے وہ مولوی عبد السلام صاحب پر  
 مضطرب ہوتے تھے واللہ اعلم۔

مولوی عبد الرحیم بن مولوی عبد السلام بن مولوی عبد القدوس۔ کتب درسیہ آپ نے  
 اپنے جد ماجد سے پڑھیں اور فاتحہ الفرائغ بھی انہیں سے پڑھا عالم و فاضل ہوئے جد انجید کے  
 انتقال کے بعد علم و فضل و تدریس میں اُسکے قائم مقام ہوئے مگر جوانی میں آپ کی بھی وہی  
 کیفیت ہو گئی جو آپ کے والد ماجد کی تھی مگر ریاضت و عبادت میں کوتاہی نہ فرماتے۔



کوشش سے سکونی حالت پیدا ہو گئی تھی غدر ۱۸۵۷ء میں جب سب لوگ غمخانی کر کے خون  
 جان سے بھاگ گئے آپ سوٹھاٹی کی مسجد میں ہتھیار لگا کر بیٹھ گئے اور قرآن شریف سامنے رکھ کر پڑھنے  
 لگے کورہ فریج نے باغی سمجھ کر آپ کو بھی شہید کر دیا۔ عقد آپ کا اولاد اپنے مامون مفتی محمد صغیر  
 بن مفتی ابو رحم کی صاحبزادی سے ہوا جس نے اولاد بھی ہوئی مگر وہ سب غر د سالی میں انتقال  
 کر گئی اور بیوی نے لا ولد انتقال کیا دوسرا نکاح آپ کا شیوخ گدیہ یا ضلع بارہ بنکی میں ہوا  
 جس سے تین صاحبزائے مولوی عبدالوہاب مولوی عبدالاحد اور مولوی عید العزیز یادگار  
 ہوئے یہ تین صاحبزائے اپنے والد ماجد کے بعد عالم بکری اور تہمی میں مبتلا ہو گئے اور فلاح  
 بیوہ کی امید نہ تھی لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم نے سب کو توفیق خیر و صلاحیت دی <sup>دی</sup> <sup>۱۸۵۷ء</sup>  
 عطا فرمایا کدانی خیر العمل۔

مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام مذکورہ بالا کتب  
 علمیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد صاحب سے پڑھیں مگر یہ جو عسرت فکر معاش  
 کرنا پڑی اور سند و کالت حاصل کر کے بانی ضلع بستی میں وکالت شروع کی آخر عمر میں  
 قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا آپ اپنی دیانت اور سچائی اور قوت کو بچہ حکام عدالت کی  
 نظر و بین ذہنی بہت عزت تھی نہایت عزت و محرمت سے بسر فرمائی بالآخر بانی میں  
 مرض وجع قلب میں ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا۔ بیعت آپ کو مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ  
 سے تھی آپ کا پہلا عقد مولوی محمد علی بن ملا حیدر ملک العلماء کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک  
 صاحبزادی زوجہ مولوی فضل الحق بن مولوی امان الحق چھوٹے گرفت ہو گئیں دوسرا عقد  
 مولوی عبدالوہاب صاحب کا دختر مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق سے ہوا یہ لا ولد  
 اپنے شوہر کے بعد ۱۳۳۷ھ میں انتقال کر گئیں۔

مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم مذکورہ صدر۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۳ھ صفر ۱۳۶۶ھ  
 روز شنبہ کو ہوئی۔ کتب درسیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا فضل اللہ  
 بن مولوی نعمت اللہ سے پڑھیں اور ادب مولانا محمد فاروق چڑیا کوئی تلمیذ مولانا نعمت اللہ  
 بن ملا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور فاتحہ الغرغ مولانا رحمت اللہ بن مولانا نور اللہ سے

غازی پور میں پڑھا اثنائے درس عربی میں آپ کو فارسی کا شوق ہوا اور تمام کتب فارسی  
 درسیہ مولوی عبدالغفور نوہرہ مفتی اصغر صاحب سے پڑھیں۔ بعد ازاں کتب شاعری کا ذوق ہوا  
 آفتاب لدولہ فتح اور حضرت مولانا عبدالعلیم انسی غازی پوری تلمیذ مولانا عبدالکلیم بن  
 مولوی امین اللہ اور سید محمد جعفر حسین کاشف فن شاعری چل کیا تمثلاً و تخلص فرماتے  
 تھے بعد کو اسکے جانب توجہ بہت زیادہ ہو گئی اور تدریس عربی کی جانب توجہ کامل نہیں ہی  
 مولانا رحمت اللہ کے انتقال کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور کے آپ فیض مقرر ہوئے اور مولانا  
 رحمت اللہ کے جانشین قرار پائے پھر سلسلہ تدریس جاری کیا اور مشغلہ شاعری بھی موقوف نہیں  
 تین دیوان مطبوعہ یادگار بن علاؤہ انکے حاشیہ صدائق المعجم اور کنوز الاسرار اور حاشیہ صدائق الہامیہ  
 آپ کے تالیفات میں سے ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی  
 اپنی اولاد کے انتقال کی وجہ سے آپ کو خدمات عظیمہ پہنچے مگر آپ نے کمال صبر فرمایا جس سے  
 صحت پورا تر ہو گیا آخر میں علیل ہو کر وطن واپس آئے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم پنجشنبہ ۱۳۵۵ھ کو  
 انتقال فرمایا اور باغ مولوی انوار صاحب بن دقن ہوئے۔ عقد آپ کا ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ کو  
 دختر مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے ہوا جسے دو صاحبزادیاں ایک ۸ ذیقعدہ  
 ۱۳۹۹ھ کو اور دوسری ۵ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو پیدا ہوئیں یہ دونوں صاحبزادیاں نہایت  
 قابل اور کتب عربی و فارسی پڑھی ہوئی اور پابند مذہب بخین انہیں سے بڑی کا عقد مولوی  
 عظمت اللہ صاحب بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اور دوسری کا  
 عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد بقا عبدالسلام بن مولوی عبدالعزیز بن ملا عبدالرحیم کے  
 ساتھ ہوا اور دونوں صاحب اولاد ہوئیں مگر دونوں کا انتقال اپنے والد ماجد کے سامنے ہو گیا  
 مولوی عبدالاحد صاحب کی ان بیوی سے متعدد لڑکے بھی ہوئے مگر سب صغریٰ میں انتقال کر گئے  
 ان بیوی کا انتقال ۹ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ میں ہوا اور بڑی لڑکی کا انتقال شب ۲۰ شعبان ۱۳۲۱ھ کو اور  
 اور دوسری کا انتقال ۲۲ رمضان ۱۳۲۳ھ کو ہوا اور پھر عقد مولوی عبدالاحد صاحب نے غازی پور میں ان صاحبزادوں  
 کیا جسے ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوڑ کر مولوی عبدالاحد صاحب نے انتقال کیا لڑکی کا عقد مردکی  
 ضلع بارہ بنگلی میں شیخ قادر بخش کے ساتھ ہوا جنکی متعدد اولاد بن بن لڑکے کا نام عبدالاول ہے

جھکو اُنکے حالات معلوم نہیں غازی پور میں مقیم ہیں واللہ اعلم۔  
 مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم بن مولوی عبد السلام تمام کتب درسیہ آپ نے  
 مولانا فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالمزین  
 رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور کتب فارسی بھی ابتداء سے لیکر انتہا تک پڑھے بعد فراغت و  
 ششم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ کی کتب درسیہ فقہیہ پر نظر بہت وسیع تھی عالم کامل  
 زاہد و عابد شب زندہ دار تھے بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالمزین سے تھی جن  
 شباب میں کسب معیشت کی جانب توجہ کرنا پڑی ایک زمانہ تک صنلایہ فیض آباد و گوندہ میں  
 ملازمت کی اسکے بعد وطن میں قیام کیا اور کاکون اسکول میں مدرس دینیات مقرر ہو گئے جس پر  
 آخر عمر تک مقرر رہے۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں بھی کتب مطولات کا درس آپ کے متعلق رہا اور  
 آخر عمر تک مدرسہ میں اعزاز ادا رہا کرتے تھے۔ آپ کے تالیفات حسب ذیل ہیں تہ عمدة الرعا  
 موسوم بہ حسن الدرایہ حاشیہ کنز حاشیہ موجز یہ کتب طبع ہو گئے ہیں حاشیہ تہر قطبی آپ نے طب بھی حکیم  
 منظر حسین خان سے محل کی تھی جنہیں آپ کو خاص مہارت تھی گو باقاعدہ طب کبھی نہیں کیا مگر اعزہ  
 فرنگی محل کا علاج ہمیشہ آپ ہی کرتے تھے۔ میں نے بھی قطبی اور مشرَح دقایہ اور کتب فارسی و بعض کتب  
 نحو و صرف آپ سے پڑھی ہیں۔ آپ سلسلہ کے آخرین بزرگ منصف و بیاد رہے اور ۲۵ صفر ۱۳۳۳  
 کو پیر دم مرشد کے وصال کے دن انتقال فرمایا حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پیر و  
 مرشد کے مکان میں پڑھائی اور دفن مولوی انوار صاحب کے باغ میں میرے والد کے سرہانے  
 مغربی دیوار سے متصل واقع ہوا۔ عقد آپ کا میری چھوٹی زادہ عیشہ دختر مولوی مصباح الحق  
 بن مولوی نظام الحق سے ہر ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ کو ہوا جنکا انتقال اپنے شوہر کے دو سال کے بعد  
 ۵ صفر ۱۳۳۳ھ کو ہوا تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوٹے صاحبزادی کا عقد میرے  
 منجھلے بھائی مولوی سلامت اللہ صاحب سے ہوا یہ صاحبزادی عابدہ زاہدہ شب بیدار ہیں  
 صاحبزادہ نیک نام حسب ذیل ہیں ایک مولوی عبد السلام محمد بقاد و سرے مولوی عبد القیوم  
 محمد قائم تیسرے مولوی عبدالقادر۔ مولوی عبد العزیز سلسلہ میں حج و زیارت سو مشرف ہوئے  
 مولوی عبد السلام عرف محمد بقا بن مولوی عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم مذکور۔

مولوی عبد العزیز صاحب اور ان کے بیٹوں صاحبزادہ محمد بقا صاحب علی نظام برائی سے اجازت حدیث بھی حاصل ہوئی۔



حسب ذیل ہیں۔ مختصر امانی پر ایک عاشق لکھا ہے جو دو جلدوں میں ہے اور ابھی نامکمل ہے اور صرف  
میں فضول اکبری کے مشکل مقامات کا اردو میں حل کیا ہے اب ایک کتاب منطق میں میری مولانا  
کتاب ہدایۃ المنطق کے طرز پر تحریر کر رہے ہیں۔ خدا انکو زندہ و سلامت رکھے حضرت شہناز  
رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و اجازت ارشاد ہے مولوی صاحب کا عقد تصدیق سدھو ر ضلع بارہ بنکی  
میں شیخ شہار احمد کی دستخط ہوا تھا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر میں ان بیوی نے لاویلا  
مرض ہیضہ شوال ۱۳۳۷ء میں انتقال کیا مولانا نے اس کے بعد نکاح نہیں کیا اور اب تک  
ناکندہ ہیں۔

مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالعزیز مذکور۔ ولادت ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ء  
کو ہوئی۔ مولوی عبدالعزیز کے صاحبزادے ہیں کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ  
میں پڑھیں اور سند مولانا سلسلہ میں حاصل کی حدیث حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ پر بھی  
فتون پسگری بھی سیکھے ہیں نہایت شجاع اور نیک دل ہیں۔ بعد ختم کتب مدرسہ نظامیہ میں درس  
دینا شروع کیا انکے والد ماجد نے اپنی حیات ہی میں کالون اسکول میں انکو اپنا قائم مقام  
کر دیا تھا سپر اس وقت تک قائم ہیں مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تکمیل کے بعد سے اس وقت تک  
تدریس میں مصروف ہیں نہایت خوبصورت سچا اگر شفقت سے طلبہ کو پڑھاتے ہیں۔ عہدہ افتا  
مدرسہ میں انہیں سے متعلق ہے جو بیات دفعہ پر نظر وسیع رکھتے ہیں اعزہ کے کام میں دل سے  
امداد کرتے ہیں وعظ اور تالیف کے جانب خلافت مہول توجہ نہیں ہے۔ عقد انکا مولوی  
نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کی بڑی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی  
مگر کوئی زندہ نہ رہی۔ اللہ عمر میں برکت کرے اور علم و عمل کس فرات کرے۔ بیعت و اجازت  
انکو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے انکے والد ماجد نے بھی آخر وقت انکو داخل سلسلہ  
کیا اور اجازت اخذ بیعت عطا کی۔ اور حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی زادہ جب  
لکھنؤ تشریف لائے تو حسب حکم حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ مولوی عبدالقادر اور مولوی  
صہب اللہ اور مولوی محمد شعیب اور جناب قطب بیان صاحب نے حضرت موصوف سے بھی بیعت کی۔ امداد  
وقائمت خاندانی کے مولوی عبدالقادر صاحب بابتی کرتے ہیں خدا مجھ کو اور انکو تو فیق

عہدہ تالیف منطق میں شریک ہیں اور مولانا اب تمام ہوشی ہیں ۱۲۷۷ھ تک

کامل خیر کی عطا فرمائی۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے کتب رسی فارسی ابتدا سے لیکر انتہا تک اپنے چچا مولوی عبدالاحد سے پڑھے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالوالی بن مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب بن علی عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔ حضرت والا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے علاوہ اسکے دیگر سلاسل کی بھی اجازت آپ کو اپنے والد ماجد اور دیگر بزرگان دین سے تھی۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم آپ نے اپنے مامون مولانا انوار الحق بن ملا انوار الحق سے فرمائی اور بعد ختم کتب رسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ فرمائی متفرق کتب رسیہ پر آپ کے حواشی ہیں ایک مدت تک علم ظاہری کی خدمت میں مصروف رہے اسکے بعد علم باطنی کا آپ پر غلبہ ہوا اور اذکار اور اذکار و اشغال اور علم تصوف اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیا اور تدریس کتب رسیہ ترک فرما کر فتویٰ شریف کا درس دینا شروع کیا یہ حلقہ درس بہت وسیع ہوتا اور لیکن فتویٰ شریف کے نکات عجیبہ و دقائق غریبہ بیان فرماتے۔ ادا اہل زمانہ میں نہایت مسرت و تعلق سے بسر ہوتی مگر کبھی آپ نے کسی معاش و حصول دنیا کے جانب توجہ نہ فرمائی بعض اوقات متعدد فاقہ گھر داؤن پر ہو جاتے مگر کسی سے ٹوکرہ نہ فرماتے۔ اہ باب دولت کے سامنے کبھی اپنی حاجت لیکر نہیں گئے۔ عمر شریف نوے سال کی ہوئی آخر عمر میں عنف بصر لاحق ہو گیا تھا جس قدر عمر میں زیادتی ہوتی بصر کم ہوتا اور بصیرت میں زیادتی ہوتی جاتی باوجود ضعف جسمانی اور آنکھوں سے معذرتی مسجد فرنگی محل میں نماز باجماعت آخر زمانہ تک ادا فرماتے مولوی عبدالغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب جو آپ کے مرید تھے ان کے سپرد یہ خدمت تھی کہ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لیجاتے لیکن نماز عشا کے وقت بارش شدید ہوتی تھی مولوی عبدالغفار صاحب حضرت کی زحمت کے خیال سے حاضر خدمت نہ ہوئے اور خود مسجد میں نماز ادا کر لی حضرت نے غفار فرمایا جب معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی تو اس قدر تکلیف قلب مبارک پر ہوئی کہ شب بھر نادم و تپا اگر بیان ہے جب مولوی عبدالغفار صاحب نے معذرت کی تو ارشاد فرمایا کہ تمہارا قصور نہیں ہے قصور تو میرا ہے کہ میں نے تمہارا انتظار کیا ہوں کیا خود کیوں

نہ چلا گیا زائر سے زائر گر پڑتا چوٹ آتی تھی جسے دن کے بعد اچھا ہو جاتا حضرت سلسلہ  
 رشید و ہدایت بہت وسیع ہوا مزار با آدمی آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر ننگی محل کے جلیل القدر  
 اکثر علما کو حضرت ہی سے بیعت تھی ہوا سے مولانا عبدالحکیم نمبرہ بحر العلوم کے خاندان کے  
 ننگی محل کے اکثر حضرات آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل تھے۔ آپ کے نانائے اپنی حیات  
 میں امامت مسجد ننگی محل آپ ہی کے متعلق کر دی تھی اور خود آپ کی اقتدا فرماتے تھے آخر  
 عمر میں آپ نے اسی سنت پر اپنے بھانجے اور خلیفہ حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو  
 امامت سپرد فرمائی تھی اور خود اقتدا میں نماز پڑھتے چنانچہ اس خانہ انیس عوٹا ہی دستور  
 کہ جسکو پیر و مرشد اپنا خلیفہ و قائم مقام بنانا چاہتا ہے اُسکے سپرد جمعہ کی امامت کر دینا ہی  
 حضرت کی وفات شریف شب ۲۲ رجبیہ ۱۲۹۴ کو واقع ہوئی دفن مبارک ۲۲ کی  
 صبح کو واقع ہوا مولوی عبد الباقی بن مولانا عبد الرزاق نے تاریخ انتقال تکنت کنز الخیر  
 سے نکالی ہے۔ مزار شریف آپ کا حضرت مولانا عبدالحق اور مولانا عبد العزیز رحمہما اللہ کے  
 مزاروں کے درمیان ہی پہلے قبر شریف خشتی تھی اور قیہ مزار مبارک پر نہ تھا حضرت کے خلیفہ  
 برحق حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر مع چار اور مزاروں کے  
 نہایت خوبصورت بنوایا اور حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزار  
 سنگی بنوایا اور مقبرے کے متصل شرقی جانب حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ  
 علیہ اور والدہ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو مزار و نیز سہری حیرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ  
 نے بنوائی ہے۔ اب مزارات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

مقبرہ	جنوب	مشرقی
مولانا محمد	مولانا عبد الحق	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز
مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز	مولانا عبد العزیز

حضرت کا مظلوم حضرت کے مرید مجاز مولوی عبد الغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب نے تحریر  
 کیا ہے جسکا نام الاسرار الدالیہ فی مناقب لوالہ علیہم۔

(تنبیہ) مزارات پر قبہ بنانے کے متعلق اختلاف بین علماء ہے حضرات اہل تصوف

اور ایک گروہ علماء ظاہرین متاخرین کا اُسکے ہوا بلا کر اہل کافرانہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اس قبیلے کے متعلق لکھا ہے "ولیتہا لم تبین" حضرت استاد جمعۃ اللہ علیہ السلام کو مکروہ تحریر فرمایا وہو عندی اقرب الی الحق۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کا عقد اولاد خیر مولانا حبیب اللہ بن ملا محمد بنادر سے ہوا جب کہ اسے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو دوسرا عقد خلیع بابہ بنکی میں ہوا جسے متعدد اولادین ہوئیں مگر مذکورہ صرف تین صاحبزادیاں رہیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی لعل الحق بن مولوی بہرمان الحق سے اور دوسری کا مولوی رحیم اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن غلام بخش خان سے ہوا یہ دونوں صاحبزادیاں ملا دلفورت ہو گئیں۔ تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی غلام مرتضیٰ بن ملا غلام نوری سے ہوا جسے اولاد ہے جسکا ذکر آگے ہو گا مولانا عید اکھلم بن مولانا امین اللہ ولادت ۱۲۳۹ھ میں ہوئی بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے اور مفتی ظہور اللہ بن ملا دلی اور مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر مفتی محمد اصغر اور مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ سے پڑھیں اور سولہ برس کے سن میں ختم کتب کیا مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث سے حدیث مہل کی عمر بھر تدریس میں رہا اس کا سلسلہ جاری رہا پہلے وطن میں پڑھا پڑھا تہ میں نواب ذوالفقار الدولہ کے مدرسہ میں ملازم ہو گئے وہاں ۹ سال قیام کے بعد جو پور میں حاجی امام بخش کے مدرسہ میں چلے گئے اور تقریباً دس سال وہاں مدرسہ میں مصروف رہے اس کے بعد حیدر آباد دکن میں مدرسہ سرکاری میں مدرسہ مقرر ہوئے ۱۲۴۹ھ میں اہل خیال کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں شیوخ حدیث سے اجازت حدیث مہل فرمائی وہاں سے واپسی پر حیدر آباد میں عدالت عالیہ کے عہدہ پر مقرر ہوئے اور دوسالے حیدر آباد میں نہایت اعزاز و احترام سے بسر فرمائی خواص و عوام سب آپ کے گرویدہ تھے جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ میں وطن تشریف لائے اور صاحبزادے کے عقد سے فرغت مہل کی اعزلی وطن میں ہوئے کہ اب وطن میں قیام فرمائیے اور مولوی حیدر بخش بن مولوی حاجی امام بخش جو پوری کا ہوا تھا کہ آپ جو پور تشریف لیجلیں مگر قصداً قد نے کسی کی عرض معروض قبول میں آئے نہ دی سال بھر کے بعد حیدر آباد واپس ہوئے اور چند ہی دنوں کے بعد عدالت شروع ہوئی بظاہر

مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ



ادن و سل کامرض تھا مگر کسی مخالفت کا سحر بھی باطن میں کام کر رہا تھا یہاں تک کہ شعبان تک مرض ایسی  
 حالت پر پہنچ گیا کہ حیات سے ناامیدی ہو گئی اپنے صاحبزائے کو وصایا فرمائے اور اجازت  
 حدیث عطا فرمائی اور بیعت لیکر داخل سلسلہ قادریہ رزاقیہ کیا آخر ۲۹ شعبان ۱۰۸۸ ھ میں دو شنبہ ۱۵  
 بوقت صبح انتقال کیا تاریخ وفات «عالم با عمل نمود قضا» ہے حیدر آباد دہلی میں شایع  
 قادری کے پالین مراد دین واقع ہوا بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ  
 علیہ سے تھی تلامذہ اہل کثرت تھے کہ سب کا شمار دشوار ہے جن میں سے اکثر خود صاحب تالیفات  
 تصنیف ہوئے۔ آپ کی تالیفات کثرت ہیں جو نہایت مفید و نافع ہیں جنکی تفصیل حسب  
 ذیل ہے۔ (منقول از عمدة الراعی) رسالہ فی الاشارة بالسبابة فی التشنید عاشیہ شرح العقائد  
 الجلالی المسماة بحل المعاد، نظم الدرد فی سلک شوق القم، المعان، انظر بصارة شوق القم، التعلیم  
 شرح التسویہ، نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن، الاملا فی تحقیق الدعاء، ايقاد المصابیح فی  
 التزادیح، غایۃ الکلام فی بیان الحلال و الحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، القول حسن فیما  
 یتعلق بالنوافل و السنن، عمدة التحریر فی مسائل اللون و اللباس و البحر، السقاۃ شرح الہدایہ  
 قمر الاقمار عاشیہ نور الانوار، رسالہ فی احوال و علل لیس الحرمین، التعلین انفاضل فی مسئلۃ الطهر  
 المتخلل، رسالہ فی تراجم علماء ہند، رسالہ فی جمع نتائج التحقیقات المرضیہ کل عاشیہ الزاہدۃ  
 علی الرسالۃ القلیبیہ، القول لا سلم کل شرح المسلم، الاقوال للاربیۃ، کشف المکتوم کل عاشیہ  
 بحر العلوم القول محیط فیما یتعلق باحکام المولف و البسیط، معین النافضین فی رد المغالطین،  
 الايضاحات لمبحث المختلطات، کشف الاشتباہ کل حمد اللہ، البیان العجیب فی شرح ضابطۃ  
 التہذیب، کاشف الظلمۃ فی بیان اقسام حکمۃ، العرفان، عاشیہ انقیسی شرح موجز طب  
 الکاشیہ علی عاشیہ القدیۃ لدوانیہ، شرح شرح التجرید للقرطبی، عاشیہ بدیع المیزان، عاشیہ البیان  
 یہ امر خاص کر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض درسی کتابوں پر آپ نے مختصر و شفی جو باہین اسطورہ کے  
 طود پر کہے جاسکتے ہیں۔ تحریر فرمائے تھے اور خاص کر مختصراً کہ مد نظر رکھا تھا بعد کو وہ بصورت  
 عاشیہ طبع ہو گئے اور اگرچہ طلبہ کیلئے وہ بھی نفع کثیر سے خالی نہیں مگر مدرسین زمانہ خیال کرتے  
 ہیں کہ اس قدر مختصار محل بالمقصود ہو گیا ہے اصلی وجہ اسکی معلوم ہو نیسے غالباً اعتراض باقی

بن ہیکامولانا کے تالیفات اور مولانا کے مفصل حالات آپ کے صاحبزادے نے مقدمہ سوا یہ  
 وعدہ الرعاہ اور ایک خاص تصنیف حشرۃ العالم بوفاتہ مرجع العالمین ذکر کیے ہیں جسکو خواہش ہم  
 دیکھ لے۔ آپ کا عقد مولوی ظہور علی بن ملک العلما ملا حیدر کی بڑی صاحبزادی سے ہوا  
 جسے صرف ایک نامور صاحبزادے جو ائمہ و احقر کے جانی کے مستحق تھے یادگار ہوئے ان  
 صاحبزادے کا اسم گرامی مولوی عبیدالحی تھا آیتہ اللہ فی العالمین وارث علوم سید المرسلین  
 خیر خلف یادگار سلف مجدد المائۃ الرابع عشرۃ مولانا داود استاد ذانا مولوی حافظ ابوالحسن  
 محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ حق یہ ہے کہ ہمارے محلہ میں اس ذات گرامی کی کوئی نظیر سابق میں سوا  
 بحر العلوم کے دوسری نہیں ہوئی ہے اور اگر مولانا کو وہی عمر اور سن ہمارے محلہ کی خوش ہستی  
 سے ملجائتا جو بحر العلوم کو ملگیا تو یقیناً یہ شہسوار میدان علم و عمل و جامع علوم معقول و منقول و فقیہ  
 و منطقی و محدث و داعی اپنے اکابر کو کیا سچ تو یہ ہے کہ ابن ہمام اور عینی ایک طرف صدائے  
 اور تاج الشریعہ باری ہجرتا مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور افسوس صد افسوس کہ یہ شمس  
 سما کے تحقیق یہ بدر فلک تدریق صرف ۳۹ سال فق عالم پر دنیا بخش عالم ہوا اور اسکے  
 بعد غروب ہو گیا۔ مگر غروب کے بعد بھی جو شفق اپنی یادگار کے طور پر چھوڑ گیا ہے جب تک  
 علوم اسلامیہ کا دربار مسلمان زمین گرم ہے وہ ہمیشہ روشنائی بخش عالم رہیگی اور اہل علم  
 اسکے احسان گرونیار سے اپنے سرو نکو اٹھائیں سکیں گے۔ اس آفتاب علم کا طلوع بمقام بانہ  
 یوم شنبہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ کو ہوا مگر مولوی فیض اللہ نے ۱۲۶۴ھ اور مصحح تاریخ  
 سہر افلاک حشرۃ اقبال لکھا ہے۔ حفظ قرآن کے بعد فارسی و ابتدائی حساب کی تفصیل  
 مولوی خادم حسین سے کی اور جگہ کتب درسیہ اپنے والد ماجد کے سوا کسی سے نہیں پڑھے  
 صرف علوم ریاضیہ کے کتب اپنے والد کے مامون مولانا نعمت اللہ بن مولانا نور اللہ سے والد  
 ماجد کے انتقال کے بعد پڑھے جسکے متعلق آپ کے استاد کا خیال یہ تھا کہ محض حصول تجربہ کیلئے  
 پڑھ رہے ہیں ورنہ ضرورت کا سوال نہیں ہے۔ والد ماجد کے انتقال تک حیدر آباد میں  
 قیام رہا بعد انتقال والد ماجد اراکین سلطنت نے والد کا قائم مقام کرنا چاہا آپ کے حیدر آبادی  
 میں آکر پرہیز تھا مگر اس عالی حوصلہ ذات نے خدمت علم میں حرج کے خیال سے عسرت میں

بسر کرنا گوار کیا اور عمدہ کے قبول سے انکار کر دیا اور وطن واپس آکر خدمت علم شروع کی دنیا سے  
 اسلام جانتی ہے کہ کیا اور کس قدر اور کتنی اہم خدمات علمی مولانا نے کیے خود مولانا سے جو اپنا تذکرہ  
 مختلف کتب میں لکھا ہے اسی کو دیکھ کر معلوم ہو سکتا ہے کہ کس قدر علمی روایات کی یہ ذات گرامی  
 حاصل تھی آپ کے بعد آپ کے تلمیذ استاذی و استاذ استاذی مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد نے  
 حشرہ انھوں بوفات نائب الرسول کے نام سے آپ کا تذکرہ لکھا ہے اور مولوی عبد الحمید بن  
 مولوی عبد کلیم نے بھی آپ کا تذکرہ سراپا غم کے نام سے تحریر کیا ہے جسکو مفصل حالات  
 اس بڑوش کماں کے دیکھنا ہوا ان کتابوں کو دیکھئے۔ وطن کی واپسی پر بدستور خدمت علمی میں  
 محو ہو گئے کثرت محنت نے صحت خراب کر دی صرع کے دوسے ہونے لگے باوجود ہر ممکن کوشش کے  
 کسی طرح مرض دفع نہیں ہوا اسپر بھی تھوٹے افاقہ پر پھر محنت شروع ہو جاتی جو صحت کو اور  
 زیادہ مضر ہو جاتی آخر الامر ۲۹ ربیع الاول کو ابتداء سے دوسرے طبیعت کچھ خراب تھی  
 مگر میرے والد کے بیان تقریب ذکر ولادت شریف میں ہشاش و بشاش شریک تھے اور کشادہ  
 پیشانی سے مہانداری میں مصروف تھے شب کو گھر پر اندر سے حسب معمول باتیں کرتے  
 رہے اسکے بعد آرام فرمانے تشریف لینگے نصف شب کے قریب دودھ صبح کا ہوا تھوڑی دیر کے  
 بعد افاقہ ہو گیا دوبارہ پھر دودھ ہوا اور پھر افاقہ ہو گیا تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا اور  
 فرنگی محل کی اس شمع روشن کو بجھا دیا اولاً سکتہ کا خیال ہوا ڈاکٹروں اور حکیموں نے دیکھا کہ  
 بتایا کہ آفتاب علم آمد در زوال جس وقت یہ خبر فرنگی محل کے گھروں تک پہنچی یہ معلوم ہوتا تھا  
 کہ فرنگی محل کا ہر گھر اسگدہ بن گیا ہے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جد امجد حضرت  
 مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے کبھی دوستے ہوئے نہیں دیکھا سولے اُسدن کے  
 جسکی شب کو حضرت انھی معظ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ شہر میں جس وقت خبر  
 ہوئی ہر مسلمان افتان و خیزان تباہ حال فرنگی محل پہنچا۔ اور اس خبر کی تصدیق سے خود  
 سکتہ کے عالم میں پہنچا، دوپہر کے قریب جنازہ تیار ہوا اور بعد ذہل حضرت مولانا  
 عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اولاً نماز جنازہ پڑھائی دوسری نماز مزار حضرت محمد  
 شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں مولانا عبد الوہاب بن حضرت میرزا عبد الرزاق

اجماع اللہ نے پڑھائی اور تیسری نماز باغ میں مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالکلیم نے ادا کی  
 کفن میں حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے عمامہ لینے دست مبارک سے باندھا،  
 مزار احاطہ باغ مولانا انوار میں مغربی دیوار سے متصل خام ہے۔ اس کے گمرد حضرت استاد  
 رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ مرمر کی خوبصورت حالی لگوائی ہے۔ کثرت تلامذہ کی وجہ سے اونکا شمار  
 درخوار ہے۔ مولانا انوار اللہ استاد اعظم حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو بھی مولانا  
 رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد سے لیکر ختم کتب تک تلمذ رہا ہے۔ تالیفات کی فہرست خود مولانا نے  
 ادراپ کے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے اور گو سوانح غم مصنفہ مولوی عبدالحمد صاحب میں  
 بعض کتابوں کے متعلق تشریحات میں نہایت افسوسناک تسامحات ہو گئے ہیں تاہم مولانا کی  
 تالیفات اور تلامذہ کا اس سے علم ہو سکتا ہے۔ میں پوری فہرست مولانا کے مولفات کی  
 بیان پر درج کرتا ہوں۔ (تصانیف حضرت مولانا محمد عبدالحمی قدس سرہ اللہ سرہ  
 تیان۔ تلمذ المیزان۔ شرح تلمذ المیزان۔ امتحان اطلبہ فی تصنیف المشکوٰۃ۔ چار گل۔ از انکس البجر  
 عن اعراب اکل البحر۔ خیر الکلام فی تفسیر کلام الملک طوٹ کلام۔ الہدیۃ المختارۃ فی شرح  
 الرسالۃ العنقدیۃ۔ ہدایۃ الودع الی لواء الہدیۃ۔ مضارع الودع فی لواء الہدیۃ۔ نور اللہ  
 علم الہدیۃ لکھتہ لواء الہدیۃ۔ التعلیق العجیب کل حاشیۃ اکمال علی التہذیب۔ علل المطلق فی  
 بحث الجہول المطلق۔ حاشیۃ شرح تہذیب عبداللہ بزدی۔ حاشیۃ تیسرا ہر سالہ شرح رسالہ  
 قطبیۃ۔ حاشیۃ تیسرا ہر ملاجلال۔ حاشیۃ برع المیزان۔ حاشیۃ رسالہ قطبیۃ۔ الکلام التین نے  
 تحریر البراہین۔ میسرہ میر فی بحث اثبات بالکبریۃ۔ الاقادة النظیرہ فی بحث سبع عرض شیعرہ۔  
 دفع الکلال عن طلاب تعلیقات الکمال۔ تعلیقات الجلال علی حاشی الزاہد علی شرح النبی اکمل  
 التارک حاشیۃ شرح المواقف۔ حاشیۃ صدرا۔ حاشیۃ میزنی۔ حاشیۃ نفس باز غنۃ حاشیۃ تیسرا  
 حاشیۃ نفیسی۔ الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ۔ التعلیقات السنیۃ حاشیۃ الفوائد البہیۃ۔ طرب  
 و مانس نے تذکرۃ الاول۔ انفسیۃ الاولاد فی تراجم علماء المائۃ الثالثۃ عشر خیر العمل فی تراجم  
 علماء فرنجی محل۔ فہرست المدرسین تذکرہ مولفات المدرسین۔ النافع الکبیر لمن یطالع  
 مع الصغیر من تلیۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ الہدایۃ۔ السعایۃ مقدمۃ عمدة الرعاۃ

مقدمة التعليق المحمد - ابراهيم المعنى الواقع في شفاء العي - تذكرة الراشد بدبصرة الناقدة - حشرت  
 العالم بوقات مرجع العالم - طبقات احنفية - تبصرة البصائر في احوال الادوية - القول المنقول  
 في هلال خير الشهرة - القول المنشور على القول المنشور - الفلك لدورانها يتعلق برؤية اهل  
 بالنهار - الاخرى الفاضلة لاسئلة العشرة الكاملة - الكلام بجميل فيما يتعلق بالمندبل - تحفة الكلب  
 في جماعة النساء - الفضل عن شهادة المرأة في الارض - قوت المعتدين بفتح المعتدين -  
 الفلك المشحون في انقلاع الراهن والمرتمن بالمرهون - تحفة الطلبة في مسح الرقبة - تحفة الكمل  
 في همة الفكر في سعة الذكر - النعمة بحسنة النزعة - شجاعة الفكر في البحر بالذكر - خير الخبر في اذان  
 خير البشر - السبعة بنقل وصور بالحقبة - ربح المستر عن ادخال الميت وتوجيهه الى القبلة  
 في القبر عن اية المقال فيما يتعلق بالنعال - نقر الانفال حاشية غاية المقال - اعادة الخير  
 في الاستياك بسواك الغير - التحقيق العجيب في التوب - احكام القنطرة في احكام البسطة -  
 القول الاشرى في الفتح عن المصحف - تحفة الاخيار في احيا رمنة سيد الابرار - تحفة الانظار  
 حاشية تحفة الاخيار - انام الكلام في القراءة خلف الامام - غيث الغمام - زجر ارباب ليمان  
 عن شرب لدخان - ردح الجنان بتشرح حكم شرب لدخان - ردح الاخوان عما احدثوه  
 في جمعة آخر رمضان - آكام النفاس في اذار الاذكار بلسان الفارس - الانصاف في  
 حكم الامتلاك - اقامة الحجة على ان الاكثارية في التعبد ليس ببدعة - تدوير الفلك في حصول  
 الجماعه باجن والملك - القول المجازم في سقوط احد بترك الحرام - هداية المعتدين في فتح  
 المعتدين - الترفع والتكميل في البحر والتعديل - نفع المفتي والسائل بفتح متفرقات المسائل  
 حسن الولاية - عمدة الرعايه في حل شرح الوقايه - السعائيه في كشف ما في شرح الوصايا -  
 حاشية جامع صغير - حاشية هدايه جلد اول - حاشية شريفيه - حاشية توضيح تلويح - حاشية  
 شرح عقائد نسفي - حاشية حيالي - التعليق المحمد على موعظ امام محمد - الاثار المرفوعة في ذكر  
 الاحاديث الموضوعه - حاشية حصن حصين - نقر الاماني في شرح مختصر البحر جاني - الايات  
 والبيانات على وجود الانبياء في الطبقات اللطائف المستحقة بفتح خطب رمنة زجر الناس على  
 انكار اثر ابن عباس - دافع آوسوس في اثر ابن عباس - الكلام المبرم في نقل القول الحكم

الکلام المبرور نے رد القول المنصور۔ المستحق المشکور نے رد المذہب الماثور۔ عمدۃ النصائح۔  
 زحرف شہان و الشیخین ارتکاب الغیبہ۔ جمع الغرر نے رد نشر الدرر۔ تحفۃ الثقات نے تفصیل لافان  
 ان تالیفات کے بارے میں صرف اس قدر لکھنا چاہتا ہوں کہ اگر مولانا کی کوئی اور تصنیف  
 نہوتی اور صرف چار کتابیں آپ کی مولفہ ہمارے ہاتھ میں ہوتیں تب بھی مولانا کی عظمت  
 شان اور مرتبہ علمی جاننے کیلئے کافی تھیں یہ چار کتابیں چار نون مختلفہ کی ہیں ایک مصباح الکلم  
 یعنی حاشیہ غلام یحییٰ بر سیر زاہد رسالہ کا مبسوط حاشیہ جو مولانا کی وسعت نظر اور قوت علمی  
 اور منطق میں بے مثل محقق ہونے کا گواہ ناطق ہے دوسرے تنصایہ یعنی شرح رد قایہ کا حامل المتن  
 حاشیہ امیر القانی نے اپنے حاشیہ ہدایہ کے متعلق جو کچھ اپنے قلم سے لکھا ہے وہ سب مولانا کی اس  
 کتاب کے متعلق کہا جاسکتا ہے اور صحیح طور پر کہا جاسکتا ہے اگر اس کتاب کو علامہ صدیق شریف  
 دیکھتے تو وہ مولانا کے ہاتھوں کو محبت سے چوم لیتے۔ اگر یہ کتاب تمام ہو جاتی تو یقیناً علمائے زمانہ  
 بحر اوقیانوس اور فتح القدیر کو بھول جاتے۔ تیسرے موطا امام محمد کا مبسوط حاشیہ یعنی التعلیق المحمد  
 اس حاشیہ کی کیا تعریف کی جائے سوائے اسکے کہ علمائے متاخرین میں اس کی کوئی نظیر  
 عمدۃ القاری کے بعد نہیں ہوئی۔ (بحث صرف محققانہ تحریر سے ہے) اور بے نصیبی اور انحراف  
 احتیالات کے اعتبار سے تو کسی آخری دور کے عالم کا آپ کے مقابلہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔  
 چوتھے ظفر الامانی اصول حدیث میں بے مثل رسالہ ہے جو گو رسالہ سید شریف کی شہرت  
 مگر حق یہ ہے کہ وہ خود ایک مستقل تالیف ہے اور اسکے بعد مقدمہ ابن صلاح کی بھی ضرورت  
 طالبان علم کیلئے باقی نہیں رہی۔ مگر فرصت ہوئی تو کیسے وقت مولانا کے کتب پر تبصرہ  
 لکھوں گا۔ مولانا کا عقد حسب بیان مولوی نصیر اللہ صاحب مولوی محمد بن مفتی محمد یونس  
 بڑی صاحبزادی سے ہوا چنانچہ اولاد کوئی اولاد نہیں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے تنہا  
 اولاد میں آپ کو بانسہ شریف حاضر ہونے کی تاکید کی آپ حضرت سید السادات کے  
 محلہ پلک پر حاضر ہوئے اور چلے بانہ صکر وطن واپس آئے خدا نے مقدمہ اولاد میں دین مگر  
 زندہ صرف ایک صاحبزادی رہیں جو مولوی محمد یوسف بن مولوی قاسم صاحب بن مولوی  
 محمدی صاحب کو بیاہی گئیں جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں اور بقید حیات ہیں



اس زمانہ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد جو تہذیب میں تھے مولانا حفظ قرآن فرماتے تھے اور ۷۰ برس یا اس سے کچھ کم و بیش سن تھا اس زمانہ میں مولانا تہذیب بدشوق اور کھیل کود کے جانب مائل تھے باوجود والد کی سخت کوشش کے کہ کبھی طرح پڑھنے کی طرت تو جہاں میں کرتے تھے والد ماجد آپ کی جانب سے مایوس تھے اور کہا کرتے تھے کہ افسوس میری بدقسمتی ہے کہ یہ لڑکا استعداد بدشوق ہے اب علم میرے خاندان سے چلا جائیگا حافظ صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد مولانا کے والد حیدر آباد پہنچے گئے اس واقعہ کے ۲۵-۲۶ برس کے بعد جب کہ مولانا پر ایک شخص کو مسلمان کرنے کی وجہ سے مقدمہ قائم ہو گیا تھا اور آپ کو اس کی وجہ سے صوبہ بہار تشریف لیجا نا پڑا تھا واپسی پر اہل حج پور کے بچہ اصرار پر مولانا کو لے کر کیلیے جو پور میں قیام فرمایا تھا جامع مسجد میں دعوت ہوا حافظ صاحب کہتے تھے کہ جامع مسجد اور اسکے باہر جہانگیر نظر کام کرتی تھی لوگ مشتاقانہ کھڑے تھے بعد دعوت جب مولانا بالکل پرمسوار ہوئے تو ہر شخص اس تمنائیں ایک دوسرے پر کہہ رہا تھا کہ مولانا کی ایک مرتبہ زیارت ہی کر لے۔ مولانا کی پالکی کے گرد علما موزوں ساتھ ساتھ تھے۔ میں بھی مولانا کے حوالے قیام پر پہنچا مولانا نے اپنا تعارف کرایا مولانا نے کھڑے ہو کر مجھ کو لپٹا لیا میں نے سوچا کہ اسے اتنی گزشتہ زمانہ کی بدشوقی اور اس کے والد کی خفگی کا تذکرہ کیا مولانا نے ہنس کر فرمایا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان ہے جو مجھ کو کچھ آگیا۔ انتہی۔

واللہ فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۵

## اولاد استاد الہند (رحمۃ اللہ علیہ)

محکم العلوم مولوی عبدالحی بن ملا نظام الدین استاد الہند بن قطب شہید۔  
ابو العیاش شہید تھی وہ ذات شریف استاد الہند کی دوسری زوجہ کے بطن سے ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ بچپن میں اپنے والد ماجد سے پڑھنے اور اٹھارہویں سال فراغت حاصل کی اسی سال آپ کی کج خلق قسمہ کا کردی میں والد ماجد نے کیا اور اسکے بعد ہی آپ کے نامور والد کا انتقال ہو گیا۔ اب آپ کو شفقت علی پیدا ہوا ملا کمال الدین شاگرد استاد الہند کی خدمت میں جا کر سباحۂ شریعت کیا اور اس طریقہ پر علم کی ترقی میں مصروف ہوئے خود ارشاد



فرماتے تھے کہ مولانا کمال کے پاس جا کر میں کسی مسئلہ پر بحث شروع کرتا اور کمال جبار سے بے  
 تکلفانہ مباحثہ کرتا ملا کمال ناخوش ہوتے اور نہایت توجہ سے نکات و مشکلات مسائل حل  
 فرماتے جس سے میرا علم یوں بڑھتا کہ لوگ ملا کمال سے کہتے کہ اس قدر رعایت ان صاحبزادہ کی  
 مناسب نہیں ہے مگر ملا کمال فرماتے کہ میرے محذور اسے ہیں جو کچھ بھلو آیا ہے انہیں کے  
 والد سے ملا ہی یہ صاحبزادے اس سن میں کلام قدما و متاخرین سے جس قدر واقف ہیں ان کے  
 والد بھی اس سن میں اس قدر واقف ہونگے۔ میں نے اپنے اکابر سے سنا ہے کہ چونکہ استاذ الہند  
 ہی ایک صاحبزادے تھے اور آخر عمر میں پیدا ہوئے تھے اس لیے محبت و پیار میں زائد بسر ہوئی والد  
 ماجد کے انتقال کے وقت گو کتب درسیہ کی تفصیل سے فراغت ہو چکی تھی مگر علم کی جانب رغبت  
 نہ تھی اس زمانہ میں دستور تھا کہ فاتحہ الفرائض پڑھنے والے شاہ پیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے  
 عرس کے موقعہ پر حاضر ہوتے اور اس عرس میں اکابر علمائے وقت موجود ہوتے ان کے  
 سامنے دستار بندی ہوتی استاذ الہند کی زندگی میں استاذ الہند ہی اس مجلس کے صدر و مند  
 نشین ہوتے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اسی سال کی فائزہ بہ حبیبہ مودتہ دستار بندی کیا حضرت  
 بحر العلوم بھی موافق معمول کے گئے مگر صرف تماشہ دیکھنے کو بیٹری کا باب ہاتھ میں تھی جس وقت  
 دستار بندی کی رسم ادا ہونے لگی تو مجمع بہت زائد تھا بحر العلوم اس سم کو دیکھنا چاہتے تھے اور  
 اس غرض سے آگے بڑھے مگر کسی طرف سے کثرت جمع کی وجہ سے جانے نہیں پاتے تھے آخر ایک  
 طرف سے جانے لگے تو کسی نے زور سے انکو دھکا دیا اور کہا کہ کمان بڑھے چلے جلتے ہو بحر العلوم  
 نے جواب دیا کہ جھکوں نہیں جانتے میں ملا نظام الدین کالو کا ہوں اس شخص نے کہا کہ  
 سبحان اللہ استاذ الہند کے اگر تم بیٹے ہوتے تو مسند پر صدر میں ہوتے یا بیان بیٹری کی  
 کا باب ہاتھ میں لیے ہوئے ہوتے مولانا کی حیثیت جوش میں آگئی کا باب نہ مان ہی توڑ ڈالی  
 اور بیٹری میں اڑا دین اور گھر آکر کتاب بغل میں لی اور پردہ بزرگوار کے مزار پر حاضر ہو کر  
 دیر تک گریبان سے اس کے بعد کتاب کھول کر مطالعہ شروع کیا جان ذرا بھی اشکال ہوتا  
 روحانیت پر پردہ بزرگوار سے مرد پاتے یہاں تک کہ فاضل بے نظیر جامع معقول و منقول  
 عالم علوم ظاہر و باطن ہو گئے مدت تک فیض علم لکھنؤ میں جاری رہا اسکے بعد ایک قضیہ مذہبی

پوچھ سکتے تھے کہ کو خیر باد کہتا پڑا اولاً شاہجہان پور پھر رامپور تشریف لگئے وہاں سے  
 ہمارے ضلع بردوان تشریف لگئے اور بعد چندے مدراس رونق افروز ہوئے سو اسے  
 شاہجہان پور کے جس جگہ تشریف لگئے وہاں کے نواب یار بیس کی طلب ہی پر تشریف  
 لگئے۔ اور ہر جگہ عزت و احترام زائد ہی ہوتا مدراس پہنچے تو بیرون شہر سے علما و  
 اعیان دولت نے استقبال کیا آپ بالکل پر سوار اور تمام اعیان دولت پیادہ ہمراہ اس  
 شان سے نواب کرناٹک کے دولت خانہ پر پہنچے نواب دروازہ تک مع شاہزادوں کے  
 استقبال کو آئے آپ بالکل سے اترنے کا ارادہ فرمایا نواب نے کس طرح اترنے نہ دیا اور  
 خود بالکل کو کاٹھ پتھر صدر مقام تک لے گیا مولانا کو صدر میں بٹھایا اور خود مودبانہ سامنے  
 بیٹھا نواب کرناٹک اصل میں اودھ ہی کے قصبہ گوبامو کے رہنے والے تھے وہ مولانا اور  
 آپ کے والد ماجد کی عزت و احترام سے خوب واقف تھے۔ غرض کہ مولانا کا اگر انقدر مشاہرہ  
 اکبر اور وہ پیمہ باہور مقرر کیا اور آپ کے داماد ملا ازہار الحق کا بھی سو روپیہ ماہوار و تہنیت  
 مقرر کیا مولانا کمال عزت و احترام سے مدراس میں رونق افروز ہوئے نواب نے مولانا کیلئے  
 ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرایا اسی میں مولانا درس دیتے تھے نواب صاحب عمر بھر پہلے ہی  
 کس طرح حضرت کی آمد پر احترام کرتے اور دروازہ تک خدمت کرنے جاتے ملک العلماء کا  
 خطا بظاہر ہی دیا تھا۔ اطراف و اکناف سے لوگ سفر کر کے مدراس تحصیل علم کرتے جاتے  
 مولانا تالیف و تدریس میں برابر زیادتی فرماتے جاتے آپ کے زمانہ ہی میں آپ کی تصانیف  
 ہندوستان میں مشہور ہو گئے تھے علم باطنی گو اپنے والد ماجد سے بطریق روحانیت حاصل  
 کیا تھا مگر آپ کو اجازت سلاسل اپنے والد ماجد سے بالمشافہ بھی تھی اور دیگر سلاسل کی بھی  
 اجازت شاہ امین اللہ سید پوری سے تھی علاوہ اسکے حضور رسالت کی روحانیت  
 پاک سے اس قدر مناسبت نہ آتی تھی کہ عالم بیداری میں زیارت شریف سے سرفراز ہوئے  
 اور اس زیارت میں واسطہ چو نہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا اسلئے اس سلسلہ  
 میں جس کی کو داخل فرماتے اسی ایک سلسلہ سے منجہ عنایت فرماتے اور مرید سے فرماتے  
 کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ سے شغف اعتقاد تھا اور کتب

شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی کا کثرت مطالعہ فرماتے اور تشاہدات کی تائید صحیح فرماتے  
آپ کے تصانیف و تالیفات بھی کثرت سے ہیں اور حق یہ ہے کہ ملا سبین رحمۃ اللہ علیہ  
تک فرنگی محل میں کوئی عالم آپ کے تالیفات و تصنیفات کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگر کوئی کثرت  
تالیفات و تصنیفات جملہ علوم میں آپ کے بعد آپ کی یادگار ہوتا ہے تو وہ ملا سبین اور مولانا  
دلی اللہ اور مولانا عبدالحی ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین آپ کی تالیفات میں وہ متعلقین و  
دقائق ملتے ہیں اور شروع و حواشی میں اصل کتاب کا اسطرچ حل اختصار کے ساتھ ہوتا ہے  
کہ اسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ آپ کے تصانیف میں سے بعض کے نام سب ذیل میں ہدایۃ البصر  
شرح فقہ اکبر فارسی میں یہ دونوں طبع ہو چکی ہیں۔ سلم و سلم کی شروع و شروع اور متداولین  
نور و ہدایت پر آپ کے حواشی مکمل ہیں۔ میرزا ہر سالہ کا حاشیہ مطبوع ہے۔ تحریر الاصول علامہ  
ابن ہمام صاحب نفع القدیری کی شرح آپ کے والد ماجد نے لکھنا شروع کی تھی آپ نے تکمیل فرمائی  
فتویٰ شریف مولانا دوم کی ہے مثل شرح ایسی لکھی کہ سابق و لاحق میں اسکی نظیر نہیں ہے۔  
اپنی شرح سلم پر مہنیاں بھی تحریر فرمائے ہیں یہ دونوں طبع ہو چکی ہیں۔ میرزا ہر شرح موقف  
پر تین حاشیہ تحریر فرمائے ہیں۔ صدر پر حاشیہ مکمل مطبوع ہے تقریباً اکثر کتب درسیہ پر حاشیہ  
میں منار کی فارسی میں شرح تحریر فرمائی تھی و حدیث الوجود میں تین رسالے ہیں۔ احوال نبی  
میں ایک سالہ تحریر فرمایا ہے فقہ میں دکان اربعہ یا رسالہ لارکان مجتہدانہ کتاب ہے جو مطبوع  
ہے۔ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم مجتہد فی المذہب کے مرتبہ پر  
پہنچ چکے تھے اور اگرچہ تادبا مقام العلماء اصاغر کا اکابر سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہے  
مگر بلا کاظ و ملامت حائز حق امر کہنے سے میں باز نہیں رہ سکتا کہ مولانا اپنے اکابر پر تو کیا ابن ہمام  
و جلال دوانی و صد شیرازی سے کی طرح کم نہ تھے۔ ارکان اربعہ لکھنے کا باعث میں نے  
بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ ملا حسن جب لکھنؤ سے ترک وطن فرما کر راسخ و ہدی گئے اور کچھ مدت  
دہلی میں قیام فرمایا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگردوں کو خبر ہوئی وہ بھی  
ملا حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسی بحث علی پر بحث کرنے لگے ملا حسن نے جوابات  
معقولہ سے انکی تشفی کر دی وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس آئے اور ملا حسن کی تعریف

کرنے لگے حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کہ ان معقولیوں کو حدیث و قرآن سے بالکل بھری  
 ہوتی ہے یہ پہلے عمر بھر قال لشیخ وقال لرازی میں پڑھ رہے ہیں ملا حسن اس  
 عرصہ میں رامپور واپس ہو چکے تھے کسی نے بحر العلوم تک یہ واقعہ پہنچا دیا بحر العلوم نے  
 جواب میں ارکان اربعہ لکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجی حضرت شاہ صاحبؒ اس کے  
 جواب میں جو خط بھیجا اُس میں نہایت توصیف میں مولانا کی لکھی اور خط کے عنوان میں مولانا  
 کو بحر العلوم کے لقب سے ملقب فرمایا خدا کی قدرت کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے قلم سے نکلا ہوا  
 خطاب آج عالم میں شہرت پا گیا اور اب ہل علم کے حلقہ میں نام اور شاہی خطاب کے زائد  
 حضرت شاہ صاحبؒ کا عطیہ خطاب ہی مشہور ہے اس حقیقی بحر العلوم اور آسمان فضل و کمال  
 نے ۱۲۲۵ھ کو مدراس میں بچہ ۸ سال انتقال فرمایا اور مسجد والا شاہی میں  
 دفن ہوئے مزار اب تک زیارت گاہ غلامی ہے وہاں کے لوگ اب تک مولانا کی عظمت و  
 احترام کو جانتے ہیں اور مولانا کے احفاد میں سے جو کوئی وہاں پہنچ جاتا ہے اُس کی  
 عظمت کرتے ہیں۔ مولانا کا عقد کا کوری محلہ جزیہ گڑھی میں خیر شیخ محمد شرف بن محمد غوث بن  
 شیخ اجبالی بن ابو المعالی بن عبد الملک بن قاضی عبد الوہاب بن قاضی بیاد الدین بن  
 قاضی شیخ بن قاضی بہاری بن قاضی شیخ کلان عباسی کے ساتھ دسب نامہ چشمہ فیض مولانا  
 شمس فیض بخش کا کردی ہوا ہے تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے پیدا ہوئے  
 صاحبزادہ یونین سے ایک کا عقد ملازمہ راجح بن ملا عبد الحق سے ہوا جسے اب کوئی اولاد  
 پوری باقی نہیں ہے دوسری کا عقد مولانا عزیز اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ کے  
 ساتھ ہوا چولا ولد فوت ہوئیں تیسری کا عقد مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق سے  
 ہوا جسے بفضل خدا اب تک ولادہ ہے اور حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب انھیں  
 صاحبزادگی کے واسطے سے مولانا بحر العلوم تک پہنچتا ہے مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے  
 جانشین اُنکے ہی داماد ہوئے جیسا کہ مفضل اوپر مذکور ہوا صاحبزادے کے نام سب ذیل ہیں  
 مولانا عبد الاعلیٰ مولانا عبد النافع ان دونوں کا انتقال مولانا کی حیات میں ہو گیا۔  
 اور ان دونوں سے اب کوئی اولاد پوری باقی نہیں ہے تیسرے صاحبزادے مولوی عبد الرحیم

مولوی عبدالاعلیٰ ابوالفتح بن بحر العلوم مولانا عبدالعلیٰ محمد کتب درسیہ آپ نے اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک والد ماجد کے پاس مدراس میں قیام فرمایا سلسلہ درس و تدریس بھی ایک زمانہ تک جاری رکھا مدراس میں علالت شروع ہوئی جب علالت نے طول کھینچا والد ماجد سے باہر اجازت لیکر وطن واپس ہوئے راستہ میں مدراس سے چند منزل کے فاصلہ پر ۲۸ شعبان ۱۲۸۵ھ میں دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ آپ کا عقد اولاً دختر ملاحسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد سے ہوا جو لاہور فوت ہو گئیں دوسرا عقد شیخ نواب صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جس نے اولاد نہ دیکھ سکی۔ صاحبزادی کا عقد مولوی قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید کے ساتھ ہوا صاحبزادہ کا نام مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالواحد بن۔ مولانا عبدالاعلیٰ کو بیعت اور اجازت حضرت شاہ شاکر اللہ سندھ ولوی خلیفہ حضرت میر اسماعیل بلگرامی ثم المسولوی سے تھی۔ آپ کے تصانیف میں سے رسالہ قطبیہ در محاسن مذاتیہ اور شرح فقہ اکبر اور ایک سالہ جواز تعزیر میں مولوی عبدالواحد بن مولوی عبدالاعلیٰ بن بحر العلوم کتب درسیہ مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالاحق سے پڑھیں اور فاتحہ القرائن مدراس جہاں کہ اپنے نامور عید بحر العلوم سے پڑھا اسکے بعد فکر معاش فرمائی کلکتہ گئے پھر پنجاب کوشش بلین کے بعد رتھکڑ پنجاب میں بمشاہرہ دھانی سو درہم ماہوار عمدہ افتا پر مقرر ہوئے اسکے بعد تبدیل ہو کر پانی پت میں قیام کیا۔ ۲۹ محرم ۱۲۹۱ھ میں انتقال ہوا۔ عقد آپ کا کاکوری میں شیخ غلام قادر کی دختر سے ہوا ایک صاحبزائے مولوی عبدالوحید پیدا ہوئے۔ دوسرا عقد آپ نے کلکتہ میں کیا تھا جس نے اولاد کا حال معلوم نہیں۔

مولوی عبدالوحید محمد بن مولوی عبدالواحد دہلوی مولانا عبدالاعلیٰ بن مولوی عبدالاحق مذکور۔ کتب درسیہ آپ نے اپنے چچا مولانا عبدالرب اور مولانا قدرت علی اور مولانا سراج الحق بن مولانا نور الحق اور مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ سے پڑھیں علم فرائض میں خاص ملکہ تھا۔ تدریس کی ذہنیت بہت کم ہوئی عقد آپ کا اپنی چچا زاد بن مولوی عبدالواحد کی دختر سے ہوا صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صغریٰ میں وفات پا گئی اور آپ نے ۲۹ شعبان ۱۲۹۱ھ میں

لا ولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالواحد بن مولانا عبدالاعلیٰ بن بکر العلوم۔ صغریٰ مین اپنے جہاں کے پاس چلے گئے اور مختصرات اپنے چچا مولانا عبدالرب سے اور متوسطات دوسروں سے اور مطولات جہاں کے پڑھے عالم دانا منل ہوئے وطن واپس آکر مولانا علاؤ الدین بن محمدا نوار کتب رحمۃ اللہ علیہا کی دفتر سے عقد کیا وطن ہی مین تھے کہ مولانا بکر العلوم کا انتقال ہو گیا۔ اپنے چچا مولوی عبدالرب کے ہمراہ مدراس واپس ہوئے ذاب کرنا ملک نے مدرسہ خرید کر وہ بکر العلوم مولوی عبدالرب کے حوالہ کیا اور سرکاری مدرسہ مین بکر العلوم کا قائم مقام اور بکر العلوم کا خط شاہی ملک العلماء مولانا کے داماد مولانا علاؤ الدین کو دیا اور تنخواہ بکر العلوم دونوں پر ادھی ادھی تقسیم کر دی مولوی عبدالرب صاحب نے اپنے اور بھتیجے کی بسر اوقات اس تنخواہ مین نہ دیکھی اپنا محنت ادا کر جانشین اپنے بھتیجے مولوی عبدالواحد کو کر کے وطن واپس ہوئے۔ مولوی عبدالواحد مدت تک مدراس مین درس دیتے رہے یہاں تک کہ وفات پائی دو صاحبزادیاں آپ کی تھیں ایک صاحبزادی جو آپ کے بھتیجے مولوی عبدالواحد صاحب کو منسوب تھیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا وہ آپ کے سامنے فوت ہو گئیں دوسری صاحبزادی کا عقد جناب مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی اصغر سے ہوا مولانا عبدالاعلیٰ کی یادگار اب بھین صاحبزادی سے باقی ہے جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

مولوی عبدالنافع بن بکر العلوم عبدالاعلیٰ محمد کتب رسلیہ ابتدائی مدراس جا کر اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر وطن واپس ہو کر بقیہ کتب مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز اور ملا دل بن قاضی غلام مصطفیٰ سے پڑھ کر فاضل عالم ہوئے ذہن رسا رکھتے تھے مگر عسرت کی وجہ سے تلاش معاش پر مجبور ہوئے مدراس والد ماجد کے پاس تشریف لیگے جب بان صورت نہ پیدا ہوئی تو وطن واپس آکر تھوڑے دنوں کے بعد لشکر نواب امیر خان رئیس مین ملازمت کر لی اثنائے راہ مین امیر خان نے کنوینین زہر ملا دیا تھا مولانا نے نادانستہ کنوین کا پانی پی لیا تو زہر نے افر کیا ادعلیل ہو گئے ذاب صاحب سے رحمت لیکر وطن واپس ہوئے مرض نے طویل کھینچا اور دم معده اور استسقا ہو گیا آخر اسی مرض مین

۲۸ شعبان ۱۲۲۳ھ یا ۱۲۲۴ھ کو والد ماجد کی حیات میں انتقال کیا عقد آپ کا اولاد کا کوری میں اپنی مامون زادہ بن شیخ محمد حسین بن شیخ مشرف بن شیخ محمد غوث کا کوری کی دختر سے ہوا اولاد میں انتقال کر گئیں دوسرا عقد فقہور ضلع بارہ بنگی میں شیخ محمد غوث بن شیخ محمد رضا صدیقی کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الجامع اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی سرراج الحق بن مولوی نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد سپنے چا زاد بھائی مولانا عبد الحکیم بن ملا عبد الرزاق کے ساتھ ہوا دونوں صاحبزادوں میں مولوی عبد النافع کا اہم گرامی رسالہ قطبیہ اور اعضاں ربیعہ اور اعضاں الانساب میں مجرب نافع لکھا ہے اور سب طرح مولوی عبد الجامع کا نام مولوی جامع لکھا ہے مگر میں نے حضرت استاد کی اتباع میں عبد الجامع اور عبد النافع نام تحریر کیا ہے۔

مولوی عبد الجامع بن مولوی نافع بن بحر العلوم۔ کتب درسیہ پانچ عجا مولانا عبد الرزاق اور مولانا نور الحق اور مولوی قدر علی سے پڑھیں فارغ التحصیل ہوئے ذہبت تدریس انہیں آئی حیدرآباد تلامش معاش میں تشریف لگئے اور دہلی میں بیعت ۲۳ شوال ۱۲۸۱ھ کو وفات پائی عقد آپ کا ملا سہین بن ملا محمد شکر کی صاحبزادی سے ہوا جسکا انتقال ۱۲۸۱ھ میں ہوا اسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدر علی پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں ایک مولوی ابوالحسن محمد صالح جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے دوسرے مولوی عبد الرحمن تیسرے مولوی عبد الغفار چوتھے مولوی عبد العلی ابوتراب۔ مولوی عبد الجامع کی صاحبزادی کا اولاد انتقال ہو گیا۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی عبد الجامع مذکور بالا کتب درسیہ آئینہ مولوی ظہور علی بن ملک علی اور مولانا عبد الحکیم بن مولوی امین الدین سے پڑھیں ذہبت تدریس انہیں آئی حیدرآباد میں قیام اختیار کیا اور وہاں ہر روزی کچھ سنت لکھہ کو انتقال ہوا۔ مولوی عبد الرحمن حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور دہلی کے علماء سے بھی اجازت حاصل کی۔ آپ مدۃ العمر ناکھڑا رہے۔

مولوی عبد الغفار بن مولوی جامع مذکور نے کتب درسیہ حضرت مولانا عبد الرزاق

بن ملا جمال الدین اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے پیر و مرشد  
 حضرت مولانا عبد الوالی سے پڑھے اور انھیں اور زاد و اشغال کی تعلیم پائی مدت تک پیر و  
 مرشد کی خدمت کرتے رہے پیر و مرشد کے درس میں شہنوی شریف کا پڑھنا آپ ہی کے متعلق  
 تھا نہایت خوش خان تھے بعد پیر و مرشد کے انتقال کے بھاگلپور تشریف لے گئے اور  
 دکانت کی سند حاصل کر کے وہاں دکانت شروع کی۔ مگر درس کا سلسلہ وہاں بھی بند نہیں  
 کیا درس شہنوی شریف جاری تھا مدت العمر وہاں ہی قیام رہا آخر میں انھوں نے معذرت ہو کر  
 قلعہ چشم کیلئے لکھنؤ واپس آئے قلعہ چشم ہونے پر علیل ہو گئے اور ۲۴ شعبان ۱۳۳۲ھ کو  
 وفات ہوئی چوتراہ استاد الہند پر مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔  
 آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ رسالہ در احوال حضرت استاد الہند رسالہ در احوال حضرت  
 ملا احمد عبدالحق بن ملا سعید اور رسالہ در احوال حضرت میر سید ہما عیل بکرامی ثم مولوی  
 خلیفہ حضرت سید اسادات آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حالات میں ایک کتاب موسومہ بہ  
 الاسرار العالیہ نے لکھا اب لوالیہ بھی لکھی ہے جو اب تک طبع نہیں ہوئی۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد سے  
 اجازت اخذ بیعت بھی تھی۔ آپ کے مریدین بھاگلپور صوبہ بہار میں بکثرت تھے۔ انھیں کے ایک صاحب  
 ابھی حال میں ملاقات ہوئی تھی۔ مولوی عبدالغفار کا عقد کا گوری میں نواب  
 اکرام اللہ خان کی سالی سے ہوا تھا جسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے تولد ہوئے  
 صاحبزادی کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی حسن یا درخان بن کو اب اکرام اللہ خان کے  
 ساتھ ہوا جو لا ولد اپنے والدین کے سامنے وفات پا گئیں۔ صاحبزادہ کا نام عبدالستار تھا یہی  
 شباب میں ناکندہ اپنے والدین کی حیات میں فوت ہو گئے۔ اب مولوی عبدالغفار کی کوئی اولاد  
 نہیں ہے۔ جب مولانا عبد الغفار آخر میں لکھنؤ تشریف لائے تھے میں نے بھی شہنوی شریف کے  
 پندرہ بیس اسباق اُن سے پڑھے تھے کہ اس درمیان میں مولانا علیل ہو کر وفات پا گئے۔  
 مولانا نہایت خوش طبع پاکیزہ صورت و سیرت صاحب دل اور پرتاثر بیان داسے تھے۔ اُنکے  
 پاس بیٹھ کر انسان کو فرحت و روحانی حاصل ہوتی تھی۔  
 مولوی عبدالستار بن مولوی عبدالغفار مذکورہ بالا کتب درسیہ آپ نے اپنے والد اور



حضرت مولانا شاہ محمد حسین الدہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذاتنا ذوالا ساتھ سے پڑھیں انگریزی  
ایک سال تک حاصل کی نہایت قابل و سمجھدار اور متین اور مہذب روشن خیال تھے فلسفہ  
جدید سے شغف تھا یا وجود اسکے نہایت خوش اعتقاد تھے بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق  
رحمۃ اللہ علیہ سے تھی والدہ آبادی کو رٹ میں ملازم تھے وہاں ہی آپ کی وفات عالم شباب  
میں واقع ہوئی اور حضرت شیخ محمد عبداللہ آبادی کی درگاہ میں دفن ہوئے آپ کا عقد نہیں  
ہوا تھا آپ کی تالیفات میں سے لارڈ بیکن کی سوانح عمری مطبوعہ میں نے دیکھی ہے اسکے  
تبصرہ سے آپ کی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

مولوی عبدالعلی ابوتراب بن مولوی جامع بن مولوی نافع مذکورہ بالا حفظ قرآن  
بعد ابتدائی کتب آپ نے مولانا نعیم بن ماحد احکیم سے پڑھیں اسکے بعد عظیم آباد پٹنہ چلے گئے  
اور وہاں مولانا لطف مرزا پوری اور مولانا معین الدین سے بقیہ کتب پڑھے اسکے بعد  
فاتحہ الفرائض کو مکمل کیا مولانا لطف اللہ سے پڑھا نہایت ذکی اور ذہین تھے اہل خاندان  
کو اسے بہت کچھ امیدیں تھیں نہایت قابلیت سے درس بھی دیتے تھے انیسویں صدی کے  
میں مبتلا ہو کر عین شباب میں ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں یوم دوشنبہ کو وفات  
ہوئی عقد کی توبت نہیں آئی تھی بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ تھی  
ابنسل مولانا نافع میں سولہ آنکلی صاحبزادیوں کی اولاد کے اور کوئی باقی نہیں ہے۔  
مولوی عبدالحرب بن بکھر العلوم آپ کی کنیت ابو یحیٰی تھی بچپن سے اپنے والد ماجد کے  
ساتھ رہے اور شاہیمانپور اور رامپور اور بولہار اور مدراس میں اپنے والد ماجد ہی سے جملہ  
علوم کی تحصیل فرمائی اور بعد فراغت تدریس پر توجہ فرمائی والد ماجد کو آپ کی تعلیم کی جانب  
خاص توجہ تھی کچھ زمانہ تک مدراس میں قیام کے بعد وطن شادی کیلئے واپس ہوئے اور  
شیخ عزیز اللہ سہالوی کی دفتر کے ساتھ نکل گیا سیر و سیاحت کی جانب توجہ فرمائی کئی مرتبہ  
مدراس تشریف لیگئے اور مالک دکن کی سیاحت فرمائی کلکتہ میں کچھ دنوں قیام فرمایا صاحب  
انصاف الانساب لکھتے ہیں کہ آپ بڑے فیاض تھے بالآخر ۱۳۵۳ھ کو وفات  
پائی۔ اولاً آپ کا عقد شیخ عزیز اللہ بن قاضی حامیہ اللہ انصاری سہالوی کی دختر سے

ہوا جسے ایک صاحبزادے مولانا ابوبقاء محمد عبدالکلیم پیدا ہوا۔ دوسرا اور تیسرا عقد آپ نے لکھنؤ اور  
 مدراس میں زنانہ انیس سے فرمایا ہر ایک سے ایک ایک صاحبزادے تولد ہوئے جنکے نام ابوسعید  
 محمد عبدالرحیم اور مولوی عبدالکریم تھے مولوی عبدالکریم کی مدراس میں اولاد بھی تھی جنکے  
 حالات میرے علم میں نہیں ہیں۔ مولانا عبدالرب کو نواب کرناٹک کے سلطان العلماء کا خطاب تھا  
 اور دوسرے دو پمپشن مقرری تھی اور سرکار انگریزی سے بھی پونے دوسرے دو پمپس جو عرض جاگیر ملتا تھا  
 مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالرب بن بھرا العلوم۔ آپ کی کنیت ابوبقاعتی نہایت  
 قابل اور عالم مستند صاحب صلاح و تقویٰ صاحب تصانیف متذہ تھے۔ کتب رسد اولاً  
 اپنے والد ماجد اور مولانا محمد دایم مرید مولانا انوار الحق سے پڑھے اور مطولات حضرت  
 مولانا انوار الحق بن مولانا انوار الحق سے پڑھی ختم کتب بعد تدریس کی جانب توجہ فرمائی آپ کا  
 جامعہ درس بیت و سیح تھا طلبہ کی کفالت بھی آپ نہایت فراخ و صلگی سے فرماتے  
 باوجود عسرت خدمت طلبہ کے دریغ نہ فرماتے بیعت اجازت آپ کو حضرت شاہ غیاث الدین  
 کرموی مرید حضرت شاہ شاکر اللہ سند دہلوی سے تھی مدت اچھتر برس تا بیعت کا سلسلہ  
 جاری رکھا آپ کا انتقال ۲۴ صفر ۱۲۸۸ھ کو ہوا عقد آپ کا آپکی چچا زاد بن دختر مولوی  
 نافع سے ہوا دو صاحبزادے مولوی عبدالکلیم اور مولوی محمد نعیم اور دو صاحبزادیان  
 یادگار چھوڑیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی ابوالحسن محمد صالح کے ساتھ ہوا اولاد نہ انتقال  
 کر گئیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی حمیدی بن مولوی مفتی  
 محمد یوسف بن مفتی اسفر کے ساتھ ہوا جو صاحب ولاد ہو میں مولانا نعیم صاحب کا ذکر صرف  
 نون میں آئیگا۔ مولوی عبدالکلیم صاحب کے تصانیف حسب ذیل ہیں شرح ہدایۃ الصلوات  
 حواشی حمد اللہ کلن مسیر الدائر شرح دائرہ شرح منار عاصیہ ہدایۃ الفقہ حواشی حمد اللہ سے میں نے  
 بھی استفادہ کیا ہے۔ سن ہے کہ بعض درفتقا بھی ہیں جنکا جھکو علم نہیں ہے۔  
 ابوالحمیا مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالرب مذکورہ بالا۔  
 ولادت آپ کی یکم چاندی ۱۲۸۷ھ میں ہوئی مظہر الدین تالپچی نام ہے۔ بد حفظ  
 قرآن کتب رسد اپنے والد ماجد اور مولانا انوار کریم دریابادی سے پڑھے اور فائزۃ القران

مولوی قدر علیؒ ذوالسہ مفتی محمد یعقوبؒ سے پڑھا۔ بہت اجازت آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی  
 اذکار و اشغال کی حاجت زیادہ توجہ رہی نوبت تدریس و تالیف کم رہی آپ کے چھوٹے صاحبزادے  
 نے آپ کا تذکرہ مدونۃ النعم فی خوارق مولانا عبدالحکیم لکھا ہے جو طبع ہو چکا ہے منشا و فایز المیر اس  
 تذکرہ میں مولوی عبدالحکیم کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے۔ اثنائے درس میں سبقاً سبقاً چنگیز  
 مثل شجر و قایہ در شرح عقائد نسفی و شرح جامی وغیرہ کی تحفی فرمائی اور فیض تدریس جاری کیا  
 لیکن بلحاظ اخلاص تصنیف کی جانب التفات نہ فرمایا آخر زمانہ میں حسب ضرورت مترشدين کتاب  
 و مسائل لیرکاتے اور دواصلوات علی سید الکائنات تصنیف فرمائی اور اثنائے وعظ میں تفسیر  
 بیضاوی کو محشی فرمایا۔ انتہی بلطفہ۔ آپ کی وفات بمرض ہیضہ شب براءت شب ۵ اشربان  
 کو بوقت نصف شب سنہ ۱۰۷۹ میں ہوئی۔ عقد آپ کا مولوی قدر علیؒ ذوالسہ مفتی محمد یعقوبؒ کی  
 دختر سے ہوا جسے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں دونوں صاحبزادیوں کا  
 نکاح مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن مولوی عبدالحکیم کے ساتھ یکے بعد دیگرے جیسا کہ مولوی  
 اکرم صاحب کے حالات میں مذکور ہو چکا ہے ہوا صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی  
 عبدالخالق۔ مولوی عبدالغنی۔ مولوی عبدالمجید۔ مولوی عبدالحمید۔

مولوی عبدالخالق بن مولوی عبدالحکیم بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ  
 اپنے چچا اور والد سے پڑھے منتظم اور ہو شیار تھے نوبت تدریس نہیں آئی حسن العمل تالیف  
 فرمائی محل اور ایک سالہ علم غیب میں آپ کی تالیفات میں سے تھا۔ آپ کی وفات جب  
 ۱۰۷۹ میں واقع ہوئی۔ آخر میں آپ نے گھر میں رہنا ترک کر دیا تھا اور حضرت شاہ دوسی  
 رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر رہتے تھے آپ کی متعدد اولادین ہوئیں اور سب نے  
 آپ کے رو بردار انتقال کیا جسکے بعد سب نے گو آپ پر بہت اثر کیا تھا مگر نہایت صبر و سکون سے  
 اسکو برداشت کیا۔ پہلا عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولانا نعیم سے ہوا جو ایک  
 لڑکی خرد سال چھوڑ کر انتقال کر گئیں یہ لڑکی بھی تھوڑے عرصے کے بعد فوت ہوئیں دوسرا عقد  
 آپ کا مولوی ہمدی بن مفتی محمد یوسف کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ  
 مولوی عبدالقادر اور دو صاحبزادیاں خرد سال چھوڑ کر وفات پا گئیں اور بعد کو ان سب

کیے بعد دیگرے انتقال ہو گیا۔ غرض کہ مولوی عبدالحق صاحب کا اب عقب نہیں ہے۔  
 مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالحق مذکورہ بالا نے کتب درسیہ مولوی محمد اسلم  
 صاحب بن مولوی اکرم اور اپنے چچا سے پڑھنا شروع کیے تھے نہایت تیز و ذکی تھے  
 افسوس کہ عمر نے وفاتین کی ۲۲ صفر ۱۲۸۷ھ میں بمرض طاعون جوانی کے قریب انتقال کیا  
 عقد کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا۔ ابتدا سے مرض ضعف مانع میں مبتلا  
 تھے نوبت تحصیل نہیں آئی نہایت بذلہ سنج اور قوی الکافہ مرخان مرنج اور نیک بزرگ تھے  
 مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحباب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلقات دوستی تھے  
 حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت شفقت بزرگانہ فرماتے تھے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ  
 علیہ بھی انکا بہت خیال فرماتے تھے۔ عقد کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ  
 اپنے چچا مولانا یقیم سے اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور فاتحہ الفراعہ استاذ الائمہ  
 سے پڑھا۔ عالم مستعد و فاضل حیدر ہوئے۔ معقولات میں خاص ملکہ تھا مولوی فضل اللہ بن  
 مولوی نعمت اللہ کے انتقال کی وجہ سے جب کیننگ کا کچ میں مدرس عربی کی جگہ خالی ہوئی  
 تو اس جگہ پر مولوی عبدالمجید صاحب کا تقرر ہوا اور آخر عمر تک ان ملازمت ہی حکما  
 میں نہایت اعزاز پیدا کر لیا تھا شمس العلماء کا خطاب ملا تھا۔ باوجود مصروفیت ملازمت  
 مدرس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ کے چند اسباق بھی آپ کے متعلق تھے  
 مولوی صبغت اللہ صاحب اور مولوی ایوب صاحب نے بھی آپ سے معقولات پڑھے ہیں  
 جمادی الاول ۱۲۸۷ھ میں بمرض جمع البصر انتقال ہوا اور اسی شب کو دفن واقع ہوا  
 آپ کے بعد دیگرے تین عقد ہوئے اول عقد آپ کا مولوی فخر الدین حمید مولوی  
 قدرت علی کی دختر کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی عبدالرشید صاحب کو چھوڑ کر وفات  
 پانکھن دوسرا عقد کا گوری میں حافظ حمید الدین بن ناظر علی الدین نمبرہ حاجی امین محدث  
 کا گوری کی دختر سے ہوا جو ایک خرد سال صاحبزادے عبدالمجید کو چھوڑ کر وفات پانکھن

اور لڑکے کا بھی خرد سالی میں انتقال ہو گیا۔ تیسرے عقد آپ کا مولوی احمد قندیں مولوی نعمت اللہ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر بمبض طاعون انتقال کر گئیں اور لڑکی بھی چند دن کے بعد مر گئی، مولوی عبد المجید صاحب نے صرف ایک صاحبزادی سے پہلی بی بی سے چھوڑ کر انتقال کیا آپ کی تصنیفات کی محکومہ اطلاع میں، حضرت استاد نے تحریر فرمایا ہے کہ مولوی عبد المجید صاحب ہدایۃ الصوفیہ کی شرح تحریر فرماتے ہیں۔

مولوی عبد الرشید بن مولوی عبد المجید بن مولوی عبد کلیم مذکورہ بالا آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور چچا سے پڑھے اور سرکاری امتحان بھی دیا اسکے بعد بعدہ مدرس عربی سرکار لاہور میں ملازم ہو گئے اب حسین آباد لڑائی اسکول میں مقرر ہیں۔ عقد آپ کا شیخ عبد الرحیم ساکن دکانوان کی دختر سے ہوا اس وقت تک ماشاء اللہ سات صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ابوالقاسم محمد اور احمد موجود ہیں ابوالقاسم حفظ قرآن کریم ہیں لڑکیاں ناکتخدا ہیں صرف دو کا عقد ہوا ہے ایک کا عقد مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد کلیم کے فرزند مولوی محمد عتیق سے ہوا دوسری لڑکی کا عقد مولوی مشیر احمد بن مولوی امیر احمد کا کوردی سیشن جج منج کے ساتھ ہوا جنکے ایک لڑکا ماشاء اللہ موجود ہے۔

مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد کلیم مذکورہ بالا آپ مولوی عبد کلیم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ آپ کو بھی شمس العیلا کا خطاب سرکار سے ملا ہے حکام میں آپ کا خاں عزادہ آپ نے فرنگی محل کے باہر کھال عقب چوک میں مکان لیکر سکونت اختیار فرمائی ہے اور وہاں ایک مدرسہ بنام مدرسہ قدیمہ عرصہ بارہ سال سے جاری کیا ہے اسکے لیے زمین سرکار لاہور میں نے عطا کی ہے اسی عمارت ہی سن ہے کہ یہاں ہی ہے سرکار سے بھی مدرسہ کو امر ملتی ہے اور اعلیٰ حضرت سلطان دکن بھی امداد دیتے ہیں۔ حفظ قرآن کے بعد آپ نے کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے چچا مولانا نعیم سے پڑھے آپ کا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر ملا نعیم سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی محمد عتیق اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں ایک صاحبزادی ناکتخدا ہیں بڑی صاحبزادی کا عقد وہ دکانوان میں شیخ سلیم الدین بن حکیم شمس الدین فتح پور سے ہوا جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے

سید میری صاحبزادی کا عقد بھائی کے ساتھ ہوا ہے سید محمد صالح الحسن کے ساتھ ہوا ہے ۱۲۴ھ

مولوی محمد عتیق بن مولوی عبد الحمید شمس العلماء بن مولوی عبد الحکیم مذکورہ بالا سے  
تعلیم اپنے والد اور بعض دیگر اساتذہ سے پائی ہے اور امتحان ناسرکاری میں کامیابی حاصل  
کی ہے، عقد آپ کا مولوی عبدالرشید بن مولوی عبد الحمید کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی  
خود سال موجود ہیں مولوی عبد الحمید صاحب کے حسب ذیل تالیفات میں نے شے ہیں۔  
انکے علاوہ بھی تالیفات ہیں ایک رسالہ طاعون کے متعلق شرعی حکم اور تحقیق میں روضۃ النہیم  
سرباغہم سوانح ان معظّم رسالہ سرغم۔ والہدایہ علم (بالابی الفاظ مولوی عبد الحمید صاحب کے حوالے سے)  
بن شمس سرباغہم بن محمد بن عبد الحمید

اولاد ملا رضا بن قطب شہید

آپ کے دو عقد ہوئے پہلا عقد... سے ہوا جسے ایک صاحبزادے مولوے کمال الدین پیدا ہوئے جبکہ ذکر آگے آویگا۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد اپنے نانہال میں شیخ زحیب بن شیخ رستم علی کی صاحبزادی سے کیا جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبدالکریم اور ایک صاحبزادی زوجہ اولیٰ مولوی حمید الدین مولوی حفیظ الدین ملا حبیب اللہ پیدا ہوئیں۔ یہ صاحبزادی لاؤلف فوت ہوئیں۔ مولوی عماد الدین کی وفات ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۲ رمضان ۱۲۸۵ھ کو ہوئی۔

مولوی عبدالکریم بن مولوی عماد الدین مذکورہ بالا۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے سبب میں مقیم رہے اور وہاں ہی عقد کیا زمیندارانہ شان رکھتے تھے عمر بہت پائی میرے بچپن میں یہ اور انکی بیوی صاحبہ لکھنؤ میں تشریف لائی تھیں اور میرے گھر میں قیام کیا تھا۔ ابراہیم قریب عمر تھی انکے صاحبزادے ابراہیم بن جیگا ذکر حرث الف میں ہو چکا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سبب ہی میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد عنایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین مذکورہ بالا۔ یعنی مولف رسالہ ہذا میری لاؤلف ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ کو ہوئی۔ قرآن شریف میں نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ نواب حافظ عبدالوہاب صاحب نیرۃ نواب ظہیر الدولہ سے پڑھا کتب ابتدائی متفرق اساتذہ سے پڑھے فارسی کچھ مولانا عبدالعزیز صاحب در کچھ مولوی نجیب اللہ سے پڑھے مشرق حروف خواجہ حسام الدین صاحب لکھنؤی اور منشی محمد علی صاحب مشہور خوشنویس سے کی اور املا حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا حساب در جغرافیہ اور اقلیدس اپنے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ مرحوم سے سیکھا کتب درسیہ اول سے لیکر ختم درس تک سولے بعض کتابوں کے سبب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ابتدائی کتب صرف، نحو، منطق کے مولانا عبدالباقی صاحب در مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا عظمت اللہ صاحب در حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے اور میڈی، رشیدیہ، فقہ الہین اور کچھ ابتدائی اسباق ہر ایک کے مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم نیرۃ مفتی محمد یوسف صاحب

اور شرح مسلم ملا سہین اور بعض اسباق میبذی کے مولانا عبد العزیز پنجابی شاگرد مولانا عبد الرحمن خیر آبادی  
 سے پڑھے اور حمد اللہ اور میرزا ہد ملا جلال مولانا عظمت اللہ صاحب کے اور شرح وقایہ اور قطبی مولانا  
 عبد العزیز صاحب فرنگی محلی سے پڑھی باقی سب کتب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے  
 اول سے لے کر آخر تک مولانا مولوی محمد قاسم عبد القیوم بن مولوی عبد العزیز صاحب  
 بہادر سے اور مولوی شیخ حاجی الطاف الرحمن صاحب بن شیخ عبد الرحمن مرحوم بھی متوسطات سے  
 لیکر ختم تک بہادر سے ۱۲ ربیع الاول غالباً ۱۳۲۵ھ کو فائزۃ الفرائض حضرت استاذ رحمۃ اللہ  
 علیہ سے پڑھا۔ شہزی شریف کے ۲۰ یا ۲۵۔ اسباق میں نے جناب مولانا عبد الغفار صاحب نیر  
 ناز بحر العلوم سے پڑھے ہیں اور فصول حکم اور بقیۃ شہزی شریف حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے  
 پڑھی اور علم طب میں نے استاذی فخر الاطباء حاذق الوقت حکیم حافظ عبد الولی صاحب بن  
 حکیم حافظ عبد العلی صاحب شہرچی حاصل کیا اور عرصہ تک اُنکے مطب میں نسخہ نویسی بھی کی۔  
 کتب حدیث میں بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف اور مؤطا امام محمد و شمائل شریف سبقاً بشقا  
 حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غایت فضل و کرم  
 سے دوسرے تلامذہ کے مانند مجھ کو بھی اجازۃ حدیث الثقلین المختار پر مہر و دستخط ثبت فرما کر  
 بلا میری طلب کے عنایت فرمایا جب اول مرتبہ سفر حج میں تشریف لینگے تو شیخ الدلائل سے  
 اجازۃ دلائل اور سید احمد برزنجی سے اجازۃ حدیث میرے واسطے ہمراہ لائے چونکہ یہ  
 دونوں سندین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت میں درج ہیں اسلئے میں انکو درج نہیں  
 کرتا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثبت میں تحریر فرمایا ہے کہ سید احمد برزنجی کے  
 اسناد سے عالی ہیں یہ سند حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے اتنے ہی واسطوں پر مجھ حاصل ہے  
 جتنے واسطوں سے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی ۱۳۲۵ھ میں حضرت پر سید عبدالقادر  
 عوی گیلانی زادہ جب لکھنؤ تشریف لائے تو مجھ کو اجازت حدیث مرحمت فرمائی جسکی نقل بلفظ  
 تحریر کرتا ہوں۔ ۹۔ حوائج الاولیٰ ۱۳۲۳ھ کو جسدِ مدرّسہ عالیہ نظامیہ کا افتتاح حضرت  
 صاحبزادہ ذالاتباع میان شاہ سید خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید سادات کے  
 دست مبارک پر ہو چکی حضرت استاذ الوقت مولانا عین الفقار رحمۃ اللہ ہو تو میں نے تبرکاً مشکوٰۃ شریف



حدیث انما الاعمال بالنیات حضرت مولانا عین القضاة رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور اسکو  
 میں اپنے واسطے باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ مسئلہ سے مدرسہ نظامیہ میں درس لے رہا ہوں  
 درمیان میں ایک سال کیلئے مدرسہ حنفیہ جو پور میں افسر درسی کے عہدہ پر مقرر ہو کر گیا تھا۔  
 وہاں سے حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۳۰۷ھ میں استعفا دیکر مدرسہ میں  
 چلا آیا اور اسوقت سے اسوقت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں بعدہ افسر درسی خدمات  
 انجام لے رہا ہوں ہمیشہ سے خاصکر معقولات سے مجھکو دلچسپی رہی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ  
 علیہ کے وصال کے بعد سے منقولات اور خاصکر علم حدیث کی جانب پوری توجہ کر رہا ہوں  
 خداوند تعالیٰ سے صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا ہے کہ وہ خلوص اور  
 علم نافع عطا فرمائے۔ تصانیف کا ذوق ابتداء تعلیم سے تھا مگر کاپلی نے کبھی اسے  
 اتمام کو نہ پہونچنے دیا۔ تشریفیہ اور سلم العلوم کا اردو میں ترجمہ مع حل مطالب کے تحصیل کے  
 زمانہ میں شروع کیا تھا مگر نا تمام رہا۔ زمانہ تدریس میں سلم کی شرح عربی میں کافی محنت سے  
 لکھنا شروع کی تھی اور بحث تشکیک تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک سعادتمند شاگرد نے  
 دیکھنے کے واسطے لی اور اب تک اس پر نہ کی۔ اسوقت تک علاوہ تعلیمات متفرقہ کے حسب  
 ذیل تالیفات ہیں جو مکمل ہو کر طبع ہو چکے ہیں۔ زبدۃ المنطق منطق کے مسائل ضروریہ کو  
 بصورت متن عربی میں تحریر کیا ہے۔ ہدایۃ المنطق منطق ساوہ کے تمام مسائل مع حل و وضاحت  
 اردو میں لکھے ہیں۔ ارتقون حدیث سلطنت و امارت کے متعلق جمل حدیث جابر اسلام سلطان  
 افغانستان کی خدمت میں تحفہ بھیجنے کے واسطے لکھی تھی۔ الانصاف نے فسخ انکاح بالارتراد۔  
 ترجمہ آلا و لیا من انکاح الصغائر فی الصبا۔ یہ دونوں فقہ میں رسائل لکھے ہیں۔ رسالہ  
 تدوین حدیث۔ علاوہ انکے جو فی الحال غیر مکمل ہیں انہیں سے ترتیب مسند امام احمد صنیل  
 مع رسالہ المربا ہے جسکو اب لکھنا شروع کیا ہے۔ اور رسالہ احوال حضرت غوثیت میں تقریباً  
 ایک جزو کے قریب لکھا ہے اور ایک کتاب شمول الفوائد المتفرقة من الکتاب المتشذبه لکھی ہے جو  
 تقریباً ختم کے قریب ہے اگر خداوند تعالیٰ نے تو فیق دی تو اسکو ترتیب دیکر شائع کر دینگا۔ جسپر  
 میں نے بہت کچھ محنت کی ہے۔ رسالہ ہذا (تذکرہ علماء فرنگی محل) چند دن کی مدت قلیل میں

اس تذکرہ کی حالیہ تکمیل کے بعد ذیل تالیفات کیے ہیں  
 الاغانی بوفاء مرجع الاطلاق و تہذیب شائستہ و دست لکھنے کے حالات میں  
 اساتذہ کا حافظہ اور انکی علمی کمزوری کے تذکرہ کی حالیہ تکمیل کے بعد ذیل تالیفات کیے ہیں

لکھا ہے میرا عقد اول میری خالہ زاد بہن دختر حکیم محمد رشید صاحب فچپوری کے ساتھ ۳۲ ربیع الثانی ۱۲۰۲  
کو ہوا جو اولاد ذیقعدہ ۱۲۰۳ میں انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد ۳۹ ربیع الثانی ۱۲۰۳ کو کاکوری میں دختر  
مولوی عبدالغفار بن مولوی عبدالستار کے ساتھ ہوا جسے ماشاء اللہ اس وقت تین لڑکے  
اور دو لڑکیاں موجود ہیں لڑکیاں ناکندہ آہن۔ لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ بڑا لڑکا  
محمد حامد منجھلے کا نام احمد حسین چھوٹے کا نام احمد حسن ہے۔ حامد سلمہ بعد ختم قرآن الکریم پڑھ  
رہا ہے احمد حسین سلمہ قرآن شریف حفظ کر رہا ہے احمد حسن سلمہ خرد سال ہے رب ادن معنی  
ان اشکر نعمتک لقی نعمت علی وعلی والدی وان اعل صالحا تواضعا واصلم لی  
فی ذریعتی اتی تبت الیک وانی من المسلمین رب اجعل ولادی قرۃ اعین واجعلہم  
للمتقین اماما دینی اعزلی ولوالدی ولاستادی ومویشدی دلا ولا دی واولادی  
ابی داؤد اجہو وذر یا ہمو واحشرنا تحت لواء سید المرسلین وانفعنا بشفاعتہ  
واسقنا من حوضہ وانما فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عن اہل النار  
بعیت میں نے غالباً سے پہلے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر محرم  
۱۲۰۳ء میں کی۔ اور تجدید بعیت وفات شریف کے وقت کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جن  
لوگوں کو اجازت ارشاد دینا اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا ہے اس میں غایت ذرہ نواز سی  
میرا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔ ذیقعدہ ۱۲۰۳ء میں جب مولانا عبدالرؤف صاحب بن حضرت  
مولانا عبدالوہاب صاحب بسلسلہ علالت بانہ شریف میں مقیم تھے جس شب کی صبح کو مولانا  
کا انتقال ہوا اس شب میں حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے میں نے بھی جناب  
مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے بعیت کی تھی۔ حضرت سید عبدالقادر محوی گیلانی زادہ  
کا اجازہ حسب ذیل ہے حضرت موصوف کا ۵ ربیع الاول ۱۲۰۳ء روز جمعہ کو بمقام میٹھ  
بحالت مسافرت وصال ہو گیا۔ حضرت موصوف نہایت متقی پرہیزگار عالم فاضل تھے ہندوستان  
کا سفر محض مدارس اسلامیہ ملاحظہ فرمانے کے واسطے کیا تھا دیوبند سے واپس آکر سیرتہ میں  
۵۵۰ روپے کا کتاب ہذا میں بڑی لڑکی کا نکاح شیخ وکیل احمد بن شیخ فقی احمد قدوائی زمیندار دادوہ ضلع بارہ بکھی  
ساتھ ۲۷ شوال ۱۲۰۳ء مطابق ۸ اپریل ۱۹۲۹ء کو ہوا رمضان ۱۲۰۳ء میں اس کی کو ایک چھوٹی بیوی جو کچھ نام تھا احمد  
شیر احمد صاحب کی ۲۰ عیادت۔

عبد محمد صادق زعفرانی نے ۱۳۰۱ھ کو لکھی اس میں ۱۰ تاریخ الاول سنہ ۱۳۰۱ھ کو کچھ اور جو کچھ اس کی تاریخ ۱۲۰۱ھ

شیخ الخی خلیل کے بیان قیام پذیر تھے کہ جبکہ شریک وقت دج القلب میں انتقال فرمایا  
انا لله وانا الیه راجعون ۛ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي رفع بصيحي السند مقام العلماء الاعلام وجعلهم ائمة  
عظمى ياخذونهم يقتدى الخاص والعام كيف لا وهم ورثة الانبياء العالمون  
بقول سيد المرسلين ولا تفتياء الواحدين يرخصهم الرحمن ارحموا من الارض  
يرخصهم من في السماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان  
سيدنا محمد عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله البررة الاطهار واصحاب  
القادة الاخيار والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين وسلم تسليما وبعد  
فقد طلب مني الاخ في الله العالم التقى والعامل النقي الاجازة في علو الحديث  
كما هو معمول به بين العلماء في القديم والحديث وهو مولانا محمد عنایت الله  
صاحب بن شرفه الله صاحب بعل بنة حسن في فقه فكان له بذلك المنزلة ثابته  
الله تعالى الجنة لنفسه ولولد به محمد حامد واحمد حسين وجمال الدين عبد الوفا  
بن مولانا محمد عبد البارز صاحب رحمه الله تعالى ومحمد سعيد عبد الوفاق  
ومحمد نور عبد العلى ولدى مولانا قطب الدين عبد الوالى صاحب فاجزته اجازة  
تخير له ان يجيز من شاء بالشرط المعتبر واجزتهم بالشرط المعتبر عند علماء  
الاشرف رانى اوصيه واوصيههم بتقوى الله تعالى وملازمة خدمة العلم الشرعي  
ونشره وخدمة العلماء ولائمة الاسلامية وان لا ينسبون من دعواهم  
انهم باحثون كما اجازنى العلامة المفضال امام الحديثين في هذا العصر  
والمحققين سيدى مولانا السيد يدالدين الحسنى المغربي لد مشفق  
متم الله تعالى المسلمين بطول حياته واعاد علينا من صالح دعواته امين  
وصلى الله تعالى على النبي وآله وصحبه وسلم - قال بقمه ورقمه بقلمه خادم العلماء  
والفقراء السيد عبد القادر ابوالفضل الكليلاذنى المحوى - ٢٢ ربيع الثانى سنة ١٣٣٥

## حرف الغین

مولوی قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید آپ کی ولادت سہالی میں ہوئی۔ قطب شہید کی شہادت کے وقت آپ کا سن سات سال کا تھا اپنے چچاؤن کے ہمراہ فرنگی محل میں سکونت اختیار فرمائی کتب درسیہ اپنے چچا استاذ المندر سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ فکر معاش میں دہلی تشریف لگئے اور قصبہ ملاوان میں سند قضاوت حاصل فرما کر خدمات انجام دیتے رہے جس قاضی کی جگہ پر آپ کا تقرر ہوا تھا اُس کو ملا صاحب سے عداوت ہو گئی اور کوشش کر کے اُسے دوبارہ سند قضاوت دلانے کے لیے حاصل کر لی قاضی غلام مصطفیٰ نے کوشش کر کے پھر اپنا تقرر کر لیا قاضی معز دل نے پھر کوشش کر کے قاضی صاحب کو معز دل کر دیا جب بار بار یہ سطرچ واقعہ ہوا تو قاضی مصطفیٰ نے خیال کیا کہ اس کا تدارک مستقل طور پر دہلی ہی سے ہو سکتا ہے اپنے بڑے صاحبزادے ملا محمد علی کو ساتھ لیکر دہلی کا سفر اختیار کیا قاضی معز دل کو اس کی خبر ہو گئی اُس نے خفیہ چند لوگوں کو راستہ میں مقرر کر دیا جنہوں نے اچانک حملہ کر کے راہ میں قاضی غلام مصطفیٰ اور اُن کے صاحبزادہ کو شہید کر دیا جس کے بعد یہ خبر فرنگی محل میں معلوم ہوئی حکام وقت سے چارہ چوری کی گئی مگر ثبوت شرعی نہیں ہو سکا سو جسے مجرموں کو سزا بھی نہیں ملی۔ آپ کا عقد ملا کمال الدین سہالوی ثم التفجوری کی ہمیشہ یعنی قاضی دولت انصاری کی صاحبزادی سے ہوا جسے تین صاحبزادے ہوئے بڑے ملا محمد علی جو آپ کے ہمراہ لاؤں شہید ہوئے دوسرے ملا حسن جن کا ذکر اوپر گذرا تیسرے ملا دلی جن کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی قاضی غلام دوست محمد بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ مذکورہ بالا۔  
 اصناف میں ہے کہ ملا حسن کی پسری اولاد نہیں ہوتی تھی وہ حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ دوستی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا فرماتے حضرت موصوفی کے اولاد فرزند کی بشارت ہوئی اسی وجہ سے جب صاحبزادے پیدا ہوئے تو غلام دوست محمد نام رکھا گیا کسی میں اپنے نان مال یعنی پورے قیام و پاس سال کے سن میں فرنگی محل میں آئے اور اپنی سوتیلی ماں یعنی دختر ملا احمد عبدالحق کی زیر تربیت رہے اور حبلہ

علوم کی تحصیل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد قرآن شریف حفظ کیا ولولہ ایمانی اور جوش  
حق پرستی آپ پر غالب ہوا اور جہاد فی سبیل اللہ کا شوق پیدا ہوا۔ ہندوستان کے امرکو  
آبادہ جہاد نہ دیکھا سفر حج کے ارادہ سے ترک وطن فرما کر سورت روانہ ہوئے راستہ میں کسی  
قزاق کے ہاتھ سے مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور بمقتضائے ومن یخرج من بیتہ  
مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ مرتبہ شہادت کے  
ساتھ ثواب حج و زیارت بھی پایا عقد آپ کا ملک محمد فضل بن ملک محمد عاشق ہاشمی ساکن  
گڑھی بھلول ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جسے تین صاحبزائے تولد ہوئے مولوے  
غلام بیگ خان اور مولوی غلام محمد اور مولوی غلام نکر یا۔

مولوی غلام بیگ خان بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا آپ نے کتب درسیہ  
مفتی غلام اللہ بن ملاولی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی قابل اور ذہین تھے جدی جاننا اور  
چند وجوہ سے ضبط ہو گئی اسکے بعد عسرت سے مجبور ہو کر فکر معاش کیطرت متوجہ ہوئے اور  
بعدہ صدر لحد و بنارس میں مقرر ہوئے باوجود ملازمت کی مصروفیتوں کے خدمت علم  
مدت العمر کرتے رہے اور تدریس کا سلسلہ بنارس میں بھی جاری رکھا۔ نہایت عزت و احترام  
کیساتھ عمر بسر فرمائی آخر بنارس ہی میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دو عقد ہوئے پہلے عقد سے  
چار صاحبزائے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئے یہ بیوی آپ کی نانہالی عزیزہ اور  
گڑھی بھلول کی تھیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی خلیل اللہ اور مولوی  
حبیب اللہ جنکے ذکر اور پر گزر گئے۔ تیسرے مولوی قطب الدین چوتھے مولوی نظام الدین۔  
صاحبزادیوں میں سے ایک کا نکاح اُنکے چچا زاد بھائی مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد  
کیساتھ اور دوسری کا مولوی غلام محمد کے دوسرے صاحبزائے مولوی غلام قادر کے ساتھ  
ہوا۔ دوسرے عقد سے جوڑن اجنبیہ تھیں اُنسے تین صاحبزائے مولوی الکی بخش اور مولوی  
محمد رضا جنکے ذکر اور پر گزر گئے اور مولوی ناظر نبی تھے جنکے حالات مجھ کو معلوم نہ سکے۔  
مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ مولانا غلام اللہ کی  
خدمت میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کیے بعد فکر معاش کیطرت متوجہ ہوئے اور بعدہ

صدر الصدوی ضلع باندہ حاصل کیا نہایت اعزاز و احترام سے برسر کی۔ باندہ ہی میں وفات کی۔ آپ کے دو عقد ہوئے دونوں بیویاں گڈھی بھلول کی تھیں دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکی ہوئی جو قصیدہ انوتا میں منسوب ہوئیں پہلی بیوی سے تین صاحبزائے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا سے ہوا۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی غلام علی و مولوی غلام قادر اور مولوی غلام مجتبیٰ۔

مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ عقد ان کا اپنی چچا زاد بہن دختر مولوی غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی غلام حسن اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد پیدا ہوئے۔ مولوی غلام علی کا انتقال بمقام ناگپور ۲۹ صفر ۱۲۹۶ھ کو ہوا۔ آپ نہایت فیاض اور سیر حشم تھے۔ متروکہ پردی سے جو کچھ پایا تھوٹے زمانہ میں خربا اور محتاجوں پر تقسیم کر دیا۔

مولوی غلام حسن بن مولوی غلام علی مذکورہ بالا۔ سکونت وطن ترک کر دی تھی اور نصیب بھلول میں سکونت اختیار کی تھی اس لیے اس کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا تحصیل کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی اور فکر معاش میں متوجہ ہوئے باندہ ہی میں سکونت ہی اور وہاں ۲۶ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولوی غلام یحییٰ خان کی دوسری دختر سے ہوا جسے دو صاحبزائے مولوی غلام ستار صاحب اور مولوی غلام حسین صاحب پیدا ہوئے۔ آپ نہایت ذکی و ذہین عالم تھے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر زندگی و فاکرتی تو اپنے اجداد کا نام روشن کرتے۔ عالم شباب میں انتقال فرما گئے۔

مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ سکونت اکثر وطن سے باہر رہی۔ آپ کا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر مولوی غلام علی سے ہوا ایک صاحبزادی زوجہ مولوی حفیظ اللہ بن مولوی غلیل اللہ چھوڑ کر

دونوں میان بیوی نے عرصہ ۵۱ سال کا ہوا کہ انتقال کیا۔ مولوی غلام سار صاحب آخر عمر میں وطن تشریف لائے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی۔ حسن اخلاق اور وضع عالمانہ میں اگلے علما کا صحیح نمونہ تھے۔

مولوی غلام حسین بن مولوی غلام قادر مذکورہ بالا۔ انکے حالات مجھے معلوم نہ ہو سکے مولوی خلیل الدین بن مولوی الہی بخش کا بیان ہے کہ موصوفات فاضل علما میں سے تھے ہمیشہ وطن کے باہر سکونت رہی اور ۳۲ سالہ میں بمقام ناگپور (غالبا) انتقال ہوا۔

مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ آپ نے بھی کتب درسیہ متوسطات تک تحصیل کیے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ میں ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ عقد آپ کا گڑھی بہلول ضلع بارہ بنکی میں ہوا۔ ایک صاحبزادے مولوی احسن اللہ جن کا ذکر حرفت الف میں گذر چکا۔ اور ایک دختر زوجہ مولوی غلام محی الدین یادگار بھوٹے۔

مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ کتب درسیہ مفتی ظہور الدین ملا دلی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے عالم فاضل تھے مگر عسرت نے مجبور کیا فکر معاش کی جانب توجہ فرمائی اور بنارس میں بھدہ منصفی مقرر ہو گئے۔ تین فرزند چھوڑ کر بے ام بنارس وفات پائی۔ صاحبزادے مولوی غلام نبی دوست محمد مولوی غلام رسول تیسرے مولوی غلام مرتضیٰ۔ مولوی غلام زکریا کا عقد انکے ناہال گڑھی بہلول میں ہوا تھا مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ عقد آپ کا جگہ ضلع بارہ بنکی میں ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی عبد العزیز اور مولوی عبد الفتور اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے۔ صاحبزادوں کے اذکار اور پگڑی چکے صاحبزادی کا عقد مسولی ضلع بارہ بنکی میں شیخ نواب علی سے (غالبا) ہوا جو صاحب اولاد ہیں۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا۔ عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست کی لڑکی سے ہوا آپ نے لا ولد بمقام بنارس ۱۲۹۱ھ میں انتقال کیا۔

مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد۔ آپ کو فارسی میں  
 اچھی مہارت تھی مولانا عبدالکلیم بن مولانا امین اللہ سے تلمذ تھا۔ فکر معاش کی وجہ سے فوت اتمام  
 کتب نہیں ہو سکی مدت تک فالسی اردو انگریز دن کو پڑھا۔ تے رہے بڑے بڑے انگریز  
 آپ کے شاگرد نہیں سے تھے اور آپ کا نہایت احترام کرتے تھے آپ خوش خلقی میں بھی  
 بلکہ رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ میں ۱۲۶۵ھ میں ہوا۔ عقد آپ کا حضرت مولانا امین  
 عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی اور تین صاحبزائے مولوی  
 غلام محی الدین اور مولوی عنایت الدین اور مولوی غلام جیلانی صاحب چھوڑ کر وفات  
 پاگین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ کے ساتھ ہوا جو ۱۲۶۵ھ  
 کو وفات پاگین۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کی بیوی کا انتقال جب ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔  
 مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نے اپنے ابتدائی کتب پڑھ کر امتحان  
 وکالت دیا اور سند وکالت الہ آباد اور حیدرآباد دونوں جگہوں کی حاصل کی اور حیدرآباد  
 میں وکالت شروع کی ہزاروں کیا بلکہ دائرہ یہ ہے کہ لاکھوں روپیہ پیدا کیا فیاض اس قدر  
 تھے کہ کسی سال کو کبھی خالی واپس نہیں کیا۔ اس وجہ سے کبھی مولوی سرایہ بھی آپ جمع  
 نہ کر سکے۔ نہایت نیک مرئیان مرتجع طبیعت تھی۔ آخر عمر میں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا  
 تھا اور متعدد مرتبہ محراب بھی سنائی۔ اخیر میں وکالت ترک کر کے لکھنؤ میں سکونت اختیار کی  
 تھی ۱۲۸۵ھ میں بمرض فالج انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی  
 غلام محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو اب تک حیات ہیں اور حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ آپ کی دو  
 صاحبزادیاں تھیں اولاً بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ کے  
 ساتھ ہوا جب ۱۲۸۵ھ میں لاہور وفات پاگین تو دوسری صاحبزادی کا بھی عقد  
 مولوی صاحب موصوف ہی سے ہوا جو اپنے شوہر کے ساتھ حیدرآباد میں مقیم ہیں تاہنوز  
 کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ مولوی غلام محی الدین کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق  
 رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد۔ آپ کو فارسی میں اچھی مہارت تھی مولانا عبدالکلیم بن مولانا امین اللہ سے تلمذ تھا۔ فکر معاش کی وجہ سے فوت اتمام کتب نہیں ہو سکی مدت تک فالسی اردو انگریز دن کو پڑھا۔ تے رہے بڑے بڑے انگریز آپ کے شاگرد نہیں سے تھے اور آپ کا نہایت احترام کرتے تھے آپ خوش خلقی میں بھی بلکہ رکھتے تھے۔ آپ کا انتقال لکھنؤ میں ۱۲۶۵ھ میں ہوا۔ عقد آپ کا حضرت مولانا امین عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی اور تین صاحبزائے مولوی غلام محی الدین اور مولوی عنایت الدین اور مولوی غلام جیلانی صاحب چھوڑ کر وفات پاگین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ کے ساتھ ہوا جو ۱۲۶۵ھ کو وفات پاگین۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کی بیوی کا انتقال جب ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نے اپنے ابتدائی کتب پڑھ کر امتحان وکالت دیا اور سند وکالت الہ آباد اور حیدرآباد دونوں جگہوں کی حاصل کی اور حیدرآباد میں وکالت شروع کی ہزاروں کیا بلکہ دائرہ یہ ہے کہ لاکھوں روپیہ پیدا کیا فیاض اس قدر تھے کہ کسی سال کو کبھی خالی واپس نہیں کیا۔ اس وجہ سے کبھی مولوی سرایہ بھی آپ جمع نہ کر سکے۔ نہایت نیک مرئیان مرتجع طبیعت تھی۔ آخر عمر میں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا اور متعدد مرتبہ محراب بھی سنائی۔ اخیر میں وکالت ترک کر کے لکھنؤ میں سکونت اختیار کی تھی ۱۲۸۵ھ میں بمرض فالج انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی غلام محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو اب تک حیات ہیں اور حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں اولاً بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ کے ساتھ ہوا جب ۱۲۸۵ھ میں لاہور وفات پاگین تو دوسری صاحبزادی کا بھی عقد مولوی صاحب موصوف ہی سے ہوا جو اپنے شوہر کے ساتھ حیدرآباد میں مقیم ہیں تاہنوز کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ مولوی غلام محی الدین کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ مذکورہ بالا۔ ابتدائی کتب پڑھ کر



وکالت کی سند حیدر آباد میں حاصل کی اور حیدر آباد میں وکالت کے سلسلہ میں مقیم رہے نہایت کامیاب وکلاء میں سے تھے وکالت کے ذریعے سے اپنے لاکھوں روپیہ کی جائیداد پیدا کی نہایت عزت و وقار سے زندگی بسر فرمائی حیدر آباد میں قانونی کونسل کے آپ ممبر بھی رہے تھے میں نے مولوی غیاث الدین صاحب کا ایسا سمجھدار متین اور سخت ہیجان و غصہ کے وقت بھی طبیعت پر قابو رکھنے والا کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔ غالباً کسی شخص کو بھی کلمہ سخت نہ کہا ہوگا۔ آپ نے حیدر آباد میں ربیع الثانی ۱۳۲۲ء میں بیمار شدہ ورجع القلب انتقال کیا آپ کے تین عقد ہوئے پہلا عقد مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام بیچے خان کی دختر سے ہوا جو لا ولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد آپ نے نگوام ضلع لکھنؤ میں چودھری نظیر احمد کی دختر سے کیا جو دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر محرم ۱۳۲۲ء میں انتقال کر گئیں۔ ان کے بعد آپ نے دختر مولوی محمد اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیچے خان کیساتھ عقد کیا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔ یہ بیوی حیدر آباد میں بحالم بیوگی مقیم ہیں۔ مولوی غیاث الدین کے دونوں صاحبزادوں مولوی معین الدین اور مولوی فرید الدین کا ذکر آگے آئیگا۔ مولوی غیاث الدین کی صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن جگوری سے ہوا جو ایک لڑکی اور دو لڑکے چھوڑ کر اپنے والد کے رد ہوا ۱۳۲۲ء میں وفات پانگین انہیں سے لڑکی کا خرد سالی میں انتقال ہو گیا اور بقیہ خرد سال ہیں۔ لڑکوں کے نام محمد حسن اور احمد حسن ہیں۔ مولوی غیاث الدین کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ مولوی غلام جیلانی بن مولوی غلام مرتضیٰ مذکورہ بالا۔ مولوی غلام مرتضیٰ کے سب سے چھوٹے فرزند آپ نے ابتدائی کتب پڑھ کر انگریزی پڑھی اور یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا اسکے بعد حیدر آباد چلے گئے اور وہاں وکالت کی سند حاصل کر کے وکالت شروع کی اب تک حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ عقد آپ کا جگوری ضلع بارہ بنکی میں شیخ علی حسن صاحب کی دختر سے ہوا کوئی اولاد اس وقت موجود نہیں ہے۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی غضنفر بن ملک العلماء حیدر بن ملا حسین بن ملا محب اللہ بنیر ملا سعید بن قطن

تحصیل علوم آپ نے اپنے چچا ملا معین بن ملا معین اور مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اور بعد فراغت ایک زمانہ تک تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد کے سفر حج میں ہمراہ تھے وہاں اجازت حدیث بھی حاصل کیا اور حیدرآباد میں اپنے والد کے ساتھ مقیم رہے اسکے بعد وطن ایس آکر مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نمبرہ ملا رضا کی دختر سے عقد کیا جسے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اپنے والد کی وفات کے بعد مولوی غضنفر صاحب پھر حیدرآباد چلے گئے اور اپنے بھائی مولوی ظہور علی کے ساتھ خدمت علم میں مصروف رہے آخر حیدرآباد ہی میں ۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ کو انتقال فرمایا اور مولوی ظہور علی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مولوی غضنفر صاحب اور ان کے دونوں بھائیوں مولوی خادم احمد اور مولوی ظہور علی کو بیعت و اجازت اپنے والد ماجد ملک العلماء ملا حیدر سے تھی۔ مولوی غضنفر صاحب کی جھوٹی لڑکی کا عقد مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علی کے ساتھ ہوا جو لا ولد ۸ ربیع الثانی ۱۲۸۳ء کو فوت ہو گئیں بیٹی لڑکی کا عقد مولوی علی محمد بن ملا معین کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مولوی غضنفر صاحب شاعر بھی تھے اور صنمِ خالص فرماتے تھے زیادہ تر نعت میں فرماتے تھے۔ کلام نہایت بہتر ہوتا تھا۔ فارسی میں تہذیب کی شرح آپ نے تحریر فرمائی تھی۔

### حرف الفاء

مولوی ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کا ذکر حرف الف میں گزر چکا ہے۔ مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد کتب درسیہ آپ نے مطولات تک حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولوی جمال الدین اور مولوی عبد الوہید نمبرہ بحر العلوم اور مولوی عبد کلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھیں اور مطولات اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم و فاضل تھے آپ کا حلقہ درس وسیع تھا۔ مطولات اور خاص کر داہرہ ثلثہ میں نہایت کامل ملکہ تھا۔ مولانا عبد الرحمن خیر آبادی بھی مطولات میں آپ کی قابلیت کے بہت مداح تھے۔ اور اکثر مولانا کہتے تھے۔ ایک عرصہ تک کیننگ کلرج میں مدرس دینیات رہے رامپور میں نواب کلے خان نے آپ کو ذائد مشاہرہ پر روکنا چاہا مگر آپ نے گھر پر مقیم رہ کر خدمت علم کو نہایت زیادہ پسند کیا اور آخر تک کیننگ کلرج ہی میں مدرس رہے۔

فرنگی محل میں بھی آپ کے بہت شاگرد تھے۔ باوجود معقولی ہونیکے بزرگوں سے اور غاصد کر لینے  
 پیرو مرشد حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کی  
 مولفہ ٹھمریان اپنے پیران سلسلہ کی شان میں اور بعض دوسری غزلیات اب تک عراس کے  
 موتیہ پر گائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہ آپ کو اپنے تعانیف کے محفوظ رکھنے سے بہت زائد ہے تو جی بھی  
 میرزا بد ملاجلال اور میرزا بد شرح موافقت پر متعدد مرتبہ عاشقے لکھے مگر ہر مرتبہ ضائع ہو گئے۔  
 میرزا بد رسالہ کے اور کچھ تقریرات عین جو اتفاقاً محفوظ رکھیں اور وہ مطبع پورسفی میں میرزا بد  
 رسالہ کے ساتھ طبع ہو گئی ہیں۔ سلسلہ میں آپ نے حج بھی فرمایا تھا۔ انتقال آپ کا ۱۳۱۱  
 بیجہ الثانی سلسلہ کو ہوا۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی رحمت اللہ کے ساتھ  
 ہوا۔ دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں بڑی کا عقد مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کے ساتھ  
 ہوا۔ دوسری کا عقد مولوی مصباح الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا جو لا ولد ۲۲ محرم  
 سلسلہ کو فوت ہو گئیں۔ مولوی فضل اللہ کی زوجہ اور دختر دن کا ذکر اُنکے باپ اور  
 شوہر دن کے تحت میں گذر چکا ہے۔

مولوی فرحت اللہ بن مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نیرہ  
 ملا اسعد آپ کے مدرسہ عالیہ نظامیہ میں قرآن شریف حفظ کیا اسکے بعد اپنے چچا زاد بیٹے مولوی  
 عزت اللہ صاحب کے پاس غازی پور چلے گئے اور چشمہ رحمت کالج میں علوم ابتدائیہ حاصل کیے  
 اب انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ ذہین اور تیز ہیں ہنوز ناکتھڑا ہیں۔

مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نیرہ ملا اسعد۔  
 آپ نے کتب ابتدائی پڑھ کر انگریزی حاصل کی۔ عقد آپ کا مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق  
 بن مولوی نظام الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو لا ولد انتقال کر گئیں۔ دوسری جنبیہ بیوی  
 زندہ موجود ہیں جسے اب تک لا دل نہیں ہے۔ شعر شاعری بھی کچھ کلام شیریں اور کچھ ہوتا ہے۔  
 مولوی ضیغ اللہ بن مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ نیرہ ملا صاحب اللہ نیرہ ملا صاحب  
 کتب درسیہ آپ نے مفتی محمد یوسف کے پڑھیں فکر عبثت کی وجہ سے نوبت تدریس نہیں ہوئی  
 آپ شاعر بھی تھے اور میرزا بد علی عباسی تلمذ تھا دو دیوان آپ کے مطبوع موجود ہیں تیسرے

دیوان کے طبع کی نوبت نہیں آئی تھی مرتب ہو چکا تھا کہ آپ کا انتقال زلیقہ سلسلہ میں ہو گیا۔ سمیت آپ کو حضرت مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ تھی۔ آپ کی تالیفات میں سے خزانہ برکات ایک کتاب ہے حسین مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مذکورہ اعضان اربعہ کرار دین نظم کیا ہے۔ عقد آپ کا مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صفر کی صاحبزادی سے ہوا اولاد بہت ہوئی مگر زندہ صرف ایک صاحبزادی یحییٰ جنکا عقد مولوی عبدالحمید بنیرہ مولوی قدر علی کے ساتھ ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبدالصیر پیدا ہوئے تھے یہ صاحبزادہ مفقود ابھر ہیں۔ مولوی نصیح اللہ کی ان صاحبزادی کا بھی نچو والہ کے دیرویشیان سلسلہ میں مرض ہیضہ انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد عظیم اللہ کی نسل سپری میں اب کوئی باقی نہیں ہے مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن مولوی بہان الحق بنیرہ مولانا انوار الحق قدر اللہ علیہ کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ پڑھیں خاص کر حساب میں اچھی مہارت تھی فکر معاش میں حید آباد جانا پڑا اور سلسلہ ملازم حیدر آباد میں قیام رہا اور وہاں بجا رخصہ وجہ القلب سلسلہ میں انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم کی دختر سے ہوا جسے ماثرا اللہ پانچ صاحبزائے مولوی ذکا الحق مولوی وجیہ الحق مولوی حیدر الحق مولوی منظور الحق مولوی ظہور الحق اور دو صاحبزادیاں اس وقت موجود ہیں صاحبزادوں کے حالات اپنی جگہ پر ذکر ہیں چھوٹی لڑکی ناکتہزاس ہے بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ مہدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خرد سال چھوڑ کر وفات پا گئے۔ بیوہ۔

مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ نبیرہ ملا رضا کتب درسیہ پڑھنے کی  
نویت تین آئی فکر معیشت کی جانب توجہ کی تو اس بشارت لدولہ اور نواب حسن الدولہ کی سرکار  
میں مختار رہے دنیاوی عروج بہت زائد پایا غالباً اس کے زمانہ تک فرنگیوں میں اتنا عروج و زیادتی کسی  
دوسرے کو نہ ہوا ہو ہزاروں روپیہ کی جائیداد پیدا کی فقیر اللہ گنج واقع دولت گنج اپنے نام سے  
اور حسن گنج واقع بار حسن الدولہ کے نام سے آباد کیے گھنٹوں کی پلنی منڈی بھاگ پ ہی کی آباد کی ہوئی تھی  
غرض کہ نہایت زائد عروج و زیادتی ہوا میوہ پل کمشنر بھی عرصہ تک اسے حکام سے بھی بہت

۱۲۹۵ هـ کعبه بود ۱۳۰۱ هـ

عبد الباقی مولوی فضل الرحمن صاحب کرامت ۱۲ اردو پریس الدار علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ تعز و تعجب سے وقت بجا فرزند و جہاد شہید و شہداء بزرگ کیا ۱۲۱۲ھ

وسیع تعلقات تھے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ غرض  
اعتقاد تھے آپ کے متعلق صاحب خیر العمل نے لکھا ہے ولہو یزل فی عظمتہ وجاہہ دکان رجلا  
صبورا وقورا ذا خلق عظیم وفضل عظیم اللہ تعالیٰ کی عظیم کمیت ہو انھیں سرون سے بے نیاز کر دیا تھا۔  
عقد آپ کا دختر مولوی نیا احمد بن مولوی منیر علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز  
سے ہوا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جبکہ عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی بشارت اللہ بن  
مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا جو اپنے والد کی حیات میں لا ولد انتقال کر گئیں مولوی فقیر اللہ  
کا انتقال یوم شنبہ ۱۲۹۹ھ میں ہوا چونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور موصوف نے  
اپنے بھتیجے مولوی محمد حسین بن مولوی شائق کے حق میں اپنی اکثر جائداد کی وصیت کی تھی اور  
کچھ اپنے بھائی مولوی کرامت اللہ کے حق میں وصیت کی تھی مولوی کرامت اللہ کی بیامنی  
سے وہ جائداد مولوی محمد حسین صاحب کو ملی اور بعد انتقال مولوی محمد حسین صاحب کے  
پوہ انکی اولاد نہ ہوئی سب جائداد حصہ چارم زوجہ کا چھوٹا کر میرے والد مولوی شرافت اللہ  
بن مولوی کرامت اللہ کو ملی زوجہ مولوی فقیر اللہ کا انتقال ۱۲۹۲ھ میں ہوا۔  
مولوی فخر الدین بن مولوی ظفر احمد بن مولوی قدر علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کے  
والد اور دادا اور دیگر خاندان والوں کا تذکرہ بطور ضمیمہ آخر میں کیا جائیگا۔

## حرف القاف

قطب الملتہ والدین حضرت قطب شہید کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا۔  
مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملاحسن  
نیرہ ملا احمد کتب درسیہ مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صفراور مولانا عبدالحمید بن مولوی عبدالرب  
اور مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ اکابر علما میں سے تھے۔  
مدت العمر تدریس و تالیف و خدمت علم میں بسر فرمائی۔ نہایت ذکی اور قابل جامع معقول اور  
منقول عالم تھے۔ بنارس میں سکونت اختیار فرمائی تھی وہاں تدریس و افتاء میں مصروف تھے  
اسکے بعد حیدرآباد شریف لیگئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کو جمعیت حضرت مولانا

عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کے تصانیف میں سے معارج العلوم اور مدارج العلوم مصنفہ ملا حسن کی شرحیں اور زواہر ثلاثہ کے حواشی اور ضابطہ تہذیب کا حل اور سورہ یوسف کی تفسیر آپ کا عقد اول گڈھی بہلول ضلع بارہ بنکی میں ہوا جسے تین صاحبزادے مولوی اسحاق اور مولوی الیاس اور مولوی یوسف پیدا ہوئے۔ بنارس میں آپ نے دن اجنبیہ سے عقد کیا۔ جسے چار صاحبزادے مولوی حیدر اور مولوی سلیمان اور مولوی عیسیٰ اور مولوی محمد عمر پیدا ہوئے۔ ان سب کے حالات اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہیں۔

مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد مہدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صغیر بن ملا سعید کتب درسیہ اپنے دادا سے پڑھیں حفظ قرآن بھی کیا۔ فکر معیشت میں حیدر آباد تشریف لیگے آپ کا عقد حیدر آباد ہی میں مولانا ظہور علی کی صاحبزادی یعنی حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی خالہ سے ہوا جسے اولادین متعدد ہوئیں مگر صرف ایک صاحبزادے مولوی محمد یوسف نے ذرہ ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیوی کا ان صاحبزادے کی پیدائش کے سلسلہ میں انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب نے حیدر آباد میں بیرون فرنگی محل عقد کیا تھا جسے اولاد موجود ہے مگر چونکہ ان کے حالات معلوم نہیں ہیں اس لیے نہیں لکھے گئے۔ مولوی محمد قاسم صاحب اکثر حیدر آباد میں مقیم رہے اپنے صاحبزادے کے عقد میں شرکت کیلئے لکھنؤ آئے تھے اسکے بعد آخر عمر میں تشریف لائے تھے جب میں نے بھی زیارت کی تھی نہایت ضعیف اور سہلہ در ہو چکے تھے بالآخر سترہ دین انتقال کیا انکی بی بی مولوی محمد یوسف صاحب کی وفات ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ میں مولانا قیام الدین محمد عبدالباری اور مولوی قطب الدین عبدالوالی اور مولوی محمد قائم عبدالقیوم کے حالات حرف میں میں مذکور ہو چکے ہیں

## حرف الکاف

مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان خیر پور ملا اسعد آپ نے بعد تحصیل کتب ابتدائی انگریزی کی تعلیم حاصل کی اسکے بعد حیدر آباد تشریف لیگے اور سند و کالت حاصل کر کے حیدر آباد ہی میں اپنے ماموں کے ساتھ وکالت شروع کی اب بھی مع بیوی کے حیدر آباد میں مقیم ہیں پہلا عقد آپ کا آپ کی ماموں زاد بہن دختر کلان

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ کے ساتھ ہوا جو لاولد فوت ہو گئیں دوسرا عقد  
مولوی غلام محی الدین کی چھوٹی دختر سے ہوا جسے اب تک کوئی اولاد نہیں ہے۔ بیعت  
آپ کو حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم بن مولوی علی محمد بن ملا معین نبیرہ ملا سعید۔  
اپنے والد ماجد کے ساتھ حجاز میں ہے بعد والد ماجد کے انتقال کے لکھنؤ واپس آکر کتب ابتدائی  
اپنے چچا مولانا عبد الباقی صاحب سے پڑھے تقریباً دس برس ہندوستان میں مقیم رہے اسکے  
بعد ہجرت کر کے مدینہ شریف میں قیام کر لیا وہاں عقد بھی کیا مگر اولاد نہیں ہوئی مدینہ منورہ  
ہی میں لاولد سہ میں انتقال کیا۔

مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے حالات حرفت الف میں مذکور ہو چکے۔  
مولوی محمد کامل بن مولوی محمد اسلم بن مولوی محمد اکرم بن مولانا نعیم نبیرہ بکھر العلوم  
کتب ابتدائی اپنے والد ماجد سے تحصیل کر کے کچھ زمانہ تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں  
تعلیم پائی اب نیورسی کے امتحانات کی تیاری کو رہے ہیں۔ ہنوز ناکتذا ہیں۔ خدا علم نصیب  
مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین نبیرہ ملا رضا تحصیل علم کی بالکل نوبت  
نہیں آئی مدت اعر اپنے ناہمال سچہ ضلع بارہ بنگی میں قیام رہا زمیندارانہ بسر کی اور سچہ ہی  
اپنے والد کی زندگی میں انتقال کیا عقد آپ کا اولاد مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق کی  
صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غضنفر بن مالک العلماء پیدا ہوئیں ان  
بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد آپ کا سچہ ضلع بارہ بنگی میں چودھری رحیم علی بن چودھری  
رستم علی کی صاحبزادی سے ہوا (جو آپ کی سوتیلی ماں کی بہن تھیں) یہ بیوی شوہر کے بعد  
لاولہ وفات پا گئیں۔ اب فرنگی محل میں مولوی کمال الدین کی نسل صرف اُنکی نوای زوہرہ  
مولوی علی محمد بن ملا معین سے باقی ہے۔

مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبد الرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین نبیرہ ملا احمد  
یعنی میرے جد امجد صغریٰ میں اپنے والد کے ناہمال ہی میں سکونت رہی اسلیے نوبت فوت  
خواندہ ہو سکی جب لکھنؤ آئے تحصیل علوم شروع کی مولانا امین اللہ بن مولوی اکبر اور مولانا

عہ ان نبوی صاحب کلا بن سید محمد بن انتقال ہوا ۱۲۸۵ھ

نعت اللہ بن مولانا نور اللہ اور مولانا قدرت علی زائسہ مفتی محمد یعقوب کے علم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے تھوئے زمانہ تک مدرسین میں مصروف رہے اسکے بعد فکر معیشت کی ریاست منکا پور ضلع گوڑہ میں منیجر ریاست مقرر ہوئے اسکے بعد انانائین جہان ایک عقد بیرون فرنگی محل کر لیا تھا اسی سلسلہ میں وہاں بابر دہلی خرید کی تھی مستقل قیام کر لیا اور ۳۳ صفر ۱۳۱۷ھ کو انانائین انتقال کیا انکے لکھنؤ لاکر باغ مولانا نور الدین دین کی گئی۔ آپ کا عقد اول دختر مولانا محمد حامد نبیرہ مولانا نور الحق سے ہوا جنسے دو صاحبزائے مولوی بشارت اللہ اور میرے والد مولوی شرافت اللہ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد مولوی مہم صام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا۔ مولوی بشارت اللہ اور صاحبزادی کا انتقال اپنے والدین کی حیات میں ہو گیا سب کے حالات ادھر گزر چکے ہیں۔ مولوی کریم اللہ صاحب کو بیعت حضرت حاجی شاہ دارث علی دیوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

## حرف اللام

مولوی لمعان الحق بن مولانا بابر ہان الحق نبیرہ مولانا نور الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم نبیرہ بکھر العلوم اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھ کر فرغت حاصل فرمائی کبرنی تک خدمت علم ظاہری فرماتے رہے آخر عمر میں علوم باطنیہ کی جانب زیادہ توجہ ہو گئی تھی مثل اپنے بزرگوں کے مدت البصر مسجد باغ مولانا نور الدین ظہر سے لیکر عشا تک ہدایت خلق میں مصروف رہتے آخر شعبان سے ختم رمضان تک اعتکات فرماتے نہایت فرشتہ خصلت اور وجہ بزرگ تھے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ میں انتقال فرمایا اولاً آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الہی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جولا ولد فوت ہو گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا سید محمد مرتضیٰ بخوری کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزائے مولوی شمس الحق اور حکیم مولوی دہاج الحق اور حکیم مولوی امتیاز الحق اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہیں لڑکیوں میں سے بڑی صاحبزادی کا عقد کاکوری محلہ قاضی گڑھی میں ہوا جولا ولد والدین کی حیات میں فوت ہو گئیں۔ دوسری کا عقد محمود میان زمیندار بانسہ شریف کے ساتھ ہوا جولا ولد فوت ہو گئے۔



بیوہ اب تک اپنے والدین کے گھر میں موجود ہیں۔ تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ خورشید حسن صاحب  
بجنوری کے ساتھ ہوا۔ اور چوتھی صاحبزادی کا عقد شیخ قطب الدین فخری کے ساتھ یہ دونوں  
اپنے والد کے بعد انتقال کر گئیں دونوں کی اولاد بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ پانچویں صاحبزادی  
کا عقد شیخ ریاض الدین احمد برادر زادہ مولوی نظام الدین حسن وکیل نیوتوی کے ساتھ ہوا  
جو ماشاء اللہ صاحب اولاد اور حیات ہیں اور خوجہ ضلع بلند شہر میں اپنے شوہر کے ہمراہ  
مقیم ہیں مولانا المعان الحق کی زوجہ اب تک حیات ہیں۔

## حرف المیم

مولوی مراد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نیر، ملا اسد کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے  
والد ماجد سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے نہایت قابل اور مستعد اور نیک نفس متقی پرہیزگار تھے  
والد ماجد کی موجودگی ہی میں حلقہ درس بہت وسیع ہو گیا تھا اور تلامذہ آپ کے طریقہ تدریس سے  
نہایت خوش رہتے تھے باوجود اسکے آپ نہایت متواضع اور متکسر المزاج تھے والد ماجد کو اپنی  
اطاعت اور سعادت میں سے اس قدر خوش رکھا کہ میرے والد متذکرہ کرتے تھے کہ مولانا نعمت اللہ  
صاحب ان صاحبزادے پر فخر کرتے تھے ایک عرصہ تک بروڈہ میں خدمت علم میں مصروف رہے  
جب مولانا عبد الحلیم بن مولوی امین اللہ جو مولوی مراد اللہ صاحب کے چھوٹے بھائی تھے  
سفر حج کو جانے لگے تو مولوی مراد اللہ صاحب اُن سے ملنے بروڈہ سے بھی گئے اور اسکے بعد اُن کی  
ہمراہی میں حج و زیارت کو چلے گئے۔ سفر حج میں قرآن فیسیر حفظ کیا۔ اس سفر میں مولانا کو  
اس سال کی شکایت ہو گئی تھی وہی پر کھنڈ میں پوری کوشش سے علاج ہوا مگر مرض بڑھتا  
گیا چون دوا کی میرے والد بیان کرتے تھے کہ انتقال سے ایک دن پیشتر جبکہ حالت  
بہت خراب تھی مولانا کے ہوش و حواس درست تھے تمام اعزہ و تلامذہ جمع تھے مولوی فضل اللہ  
صاحب آپ کے منجھلے بھائی نے پاس آکر فلسفہ اور حکمت کے کچھ اہم مباحث کے متعلق درسیہ  
کرنے شروع کیا تمام اسزہ کو ایسے وقت میں دماغ پر بار ڈالنا نہایت ناگوار تھا مگر مولانا  
مراد اللہ نے تھوڑا سا سکوت کر کے ان مباحث کے متعلق بیان کرنا شروع کیا اور اس قدر

خوبی سے بیان کیا کہ حاضرین علم اسب قابلیت علیہ کے تعریف کرنے لگے مولوی فضل اللہ صاحب نے  
 نہایت درد سے رو کر کہا کہ انہوں نے ایسا بے مثل اور قابل عالم خدمت ہو رہا ہے اور ہم کچھ نہیں  
 کر سکتے۔ تمام حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا۔ بالآخر ہر جیب سلسلہ کو لا کر انتقال کیا والد ماجد  
 کو ایسے قابل اور لائق صاحبزادے کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا۔ مولانا مراد اللہ کا عقد آپ کی  
 چچا زاد بہن دختر مولوی اسد اللہ کے ساتھ ہوا تھا جو شوہر کے بعد ۲۳ سال حیات رہیں اور  
 ۲۵ رجب ۱۳۰۷ھ کو انتقال کیا۔ مولانا مراد اللہ کے سلسلہ تلمذ میں مولانا حبیب الرحمن مدنی  
 بھی داخل تھے۔

مولوی معین الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نمبر ۱۷۱ ملا اسعد۔  
 آپ نے کتب رحمہ حاصل کرنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرس پاس کر کے ولایت  
 گئے اور وہاں امتحان بیرٹری اور بی۔ اے کا پاس کیا سلسلہ ۱۳۰۷ھ میں ولین واپس گئے  
 اور کھنویسین وکالت شروع کی کامیابی سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا عقد شیخ  
 رضی الدین احمد پوری بیرٹری گونڈہ کی دختر سے ہوا دو لڑکے اور دو لڑکیاں اس وقت بفضلہ  
 تعالیٰ موجود ہیں یہ سب خود سال ہیں۔ لڑکوں کے نام جلال الدین اور مشیر الدین ہیں  
 خدا سب کو زندہ و سلامت رکھے ملا حسن کا سلسلہ نسل فرنگی محل میں اب بھی سچ قائم ہے۔  
 مولوی محمد بشیر بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ حضرت  
 استاذ السند کی خدمت میں پڑھ کر فارغ التحصیل اور حید عالم ہوئے قوت علمی آپ کی بہت  
 زبردست تھی اکثر ایسا ہو کہ ملا حسن اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے اور آپ سے تفسیر ضیاء  
 یا ہر ایہ کے متعلق کسی امر میں مذاکرہ علمیہ ہوتا اور آپ دلائل قویہ سے ایسے مطالب بیان فرماتے  
 کہ دونوں صاحب تحسین کرتے۔ فکر معیشت کی وجہ سے اتفاق تدریس نہ ہو سکا اولاً اکبر یا خان  
 ہمراہ سوار دہن ملازمت کی اسکے بعد تھوڑے زمانہ تک باندہ میں میر باقر قلندر کیطرت کے  
 تفسیلدار رہے۔ باوجود ملازمت مطالعہ کتب میں ہمیشہ مصروف رہتے اور خاص کر ضیاء دی اور  
 ہر ایہ میں ہمارت کاملہ حاصل کی تھی۔ مولانا اعزہ کے ساتھ نہایت سلوک فرماتے اپنے  
 سوتیلے بھائی بن مولانا انوار الحق اور مولانا اذہار الحق کی باپ کیطرت سے نہایت شفقت سے

پرورش فرمائی جو ابھی چیز آپ کو ملتی وہ بیٹوں کے بجائے بھائیوں کو دیتے ملا محبت اللہ عرض ائیں  
 میں مبتلا تھے بھائیوں نے بیٹوں سے زائد خدمت کی جب انتقال ہوا تو مولانا انوار الحق  
 نے ارشاد فرمایا کہ آج میں یتیم ہو گیا۔ مولانا محبت اللہ کا انتقال ممرض اسہال عالم شاہ کے  
 عہد میں ہوا۔ آپ کے دو عقد ہوتے پہلا عقد شیخ خلیل الرحمن بن شیخ فیض اللہ بن شیخ طاہر صدیقی  
 لکھنوی کی دختر سے ہوا جس سے دو صاحبزائے ملا مبین اور ملا حبیب اللہ پیدا ہوئے۔ ان  
 بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا عقد شیخ محمد شاہ شیخ صدیقی لکھنوی کی دختر سے کیا جسے ایک  
 صاحبزائے مولوی محمد اسحاق اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں صاحبزادی کا عقد مولانا نور الحق  
 بن مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا۔ سولے ملا مبین کے سب کے اذکار مذکور ہو چکے ہیں۔ فیض  
 مولوی محمد مبین بن ملا محبت اللہ مذکورہ بالا مولانا بھر العلوم کے بعد سب کے زائد تشریف لے گئے  
 اور بے مثل حل مطالب کر نیوائے جامع معقول اور منقول عادی فروع و اصول واعظ و  
 محدث تھے۔ کتب درسیہ اول سے لیکر ختم تک ملا حسن سے پڑھیں اور فاتحہ الفرائض بھی انھیں  
 سے پڑھا زمانہ تحصیل ہی سے آثار ذکاوت و جودت طبع نمایان تھے استاد اپنے لائق شاگرد کی  
 قابلیت کو دیکھتے اور خوش ہوتے۔ تحصیل سے فراغت کے بعد تدریس و تالیف کا سلسلہ  
 شروع ہوا۔ حلقہ درس استاد کے سامنے وسیع اور مشہور ہو گیا ملا حسن جب راسخو تشریف  
 لیکر ملا حسن کے تلامذہ اور اکناف و اطراف کے طلبہ علم نے آپ کی خدمت میں تحصیل علم  
 شروع کیا اور آپ کا شہرہ علم دور دور ہو چکا تلامذہ کی کثرت آپ کے حلقہ درس میں سب  
 بے محسوروں سے زائد ہو گئی۔ عوام و خواص سب کی نظر و توجہ آپ محبوب اور معزز و محترم  
 ہو گئے امر مال و دولت قدموں پر بچھا کر آتے اور آپ کے جانب توجہ بھی نہ فرماتے  
 ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل میں وعظ فرماتے ایسا شیریں بیان اور پرتا شیر و عظم ہوتا کہ ہر وعظ  
 میں سیکڑوں آدمی موجود ہوتے اور جیسے ہی وعظ شروع ہوتا لوگ زار و قطار رونا  
 شروع کرتے میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ مولانا مبین کا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ  
 جیسے ہی وہ فرماتے کہ اللہ جل شانہ فرماؤ تمہارا حاضرین بے قرار ہونے لگتے۔ ہزار ہا  
 احادیث اپنی یاد سے وعظ و تہن بیان فرماتے جس سے علم حدیث میں کمال و وسعت نظر

معلوم ہوتی تھی خود بھی نہایت رقیق القلب تھے اکثر وعظ میں خود بھی بہت روتے اور حاضرین روتے  
 روتے بے حال ہو جاتے۔ مزاج میں نخوت اور تکبر نام کو نہ تھا اپنے زمانہ کے علما کی عزت و احترام  
 فرماتے باوجود بڑے معقولی ہونیکے بزرگان دین سے نہایت خوش عقیدہ تھے مولانا شاہ حقانی  
 رحمۃ اللہ علیہ بہت زائد اعتقاد تھا حضرت شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اکثر حاضر  
 ہوتے۔ ملا حسن جب رامپور گئے ہیں تو ملا مبین نے حضرت شاہ شاکر اللہ سے ملا حسن کے جانکا  
 حال بیان کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملا مبین اب تمہارا ہی نام ہم نے ملا حسن  
 رکھ دیا جاؤ خدمت علم کرو اور کچھ تردد نہ کرو۔ حضرت مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ  
 اعتقاد تھا شاہ حقانی صاحب نے سب عامہ عنایت کیا تھا جبکہ متعلق آپ نے صاحب زادو کو وصیت  
 فرمائی تھی کہ قبر میں ساتھ رکھ دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ایک تاج درویشانہ بھی آپ کو شاہ  
 صاحب نے عنایت کیا تھا جو اب تک محفوظ ہے اور ملا مبین کے نمبر مولوی عبدالہادی صاحب کے  
 پاس ہے۔ ملا مبین کے تصانیف بہت ہیں اور سب میں طلبہ اور مدرسین دونوں کیلئے اس میں فلاح ہے  
 اہل معارف کیا گیا ہے کہ بیاختہ زبان سے نکلتا ہے کہ لا عطر بعد العروس پھر اسکے ساتھ نوا لہ  
 تنفرہ اور مضامین متناسبہ اس کثرت سے آپ کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کہ بعض علمائے کما  
 کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (بالنوصیف والاضافۃ) علاوہ ہر درسی کتاب پر تعلیق کے  
 متعلقات لایفات حسب ذیل ہیں۔ شرح سلم العلوم کامل۔ شرح مسلم الثبوت تا ختم مبادی کلیمہ حشری  
 وادہ ثلثہ۔ حل بحث ثناتہ بالتکریر مذکورہ صدر۔ رسالہ فی الزکوۃ کنز الحسنات فی مسائل الزکوۃ  
 شرح اسمائے حسنہ۔ ترجمہ حکایات اصالحین۔ شرح تبصرہ نفوس میں۔ وسیلۃ النجاة احوال  
 ثلثہ عشر میں۔ رسالہ مسائل مومنین جو اہل الفوائد۔ انجمن سے شروع سلم وسلم اور حواشی  
 وادہ ثلثہ اور وسیلۃ النجاة سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ وسیلۃ النجاة کسی شیعہ دوست کی  
 رایش و بحث کے نتیجہ میں لکھی گئی ہے۔ فضائل رجال میں گوروایات ضمیمہ پر بھی اعتماد  
 یا جاسکتا ہے مگر بعض روایتیں اس کتاب میں مد منفع سے بھی متجاوز ہو گئی ہیں۔ ملا مبین  
 انتقالی ۶ سال کی عمر میں ۳۲ ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔ ملا مبین کے دو عقد ہوئے  
 الاول دختر ملا حسن سے عقد ہوا جو ملا مبین کی پھوپھی زاد بہن تھیں اُن سے جب کوئی اولاد

نہیں ہوئی تو ملاسین سے متعلق بارہنگی میں شیخ غلام محمد بن شیخ عبداللہ بن شیخ خلیل الرحمن  
 من احمد محمد و غلام الدین فقہوری کی دختر سے دوسرا عقد کیا جسے تین صاحبزائے ملاسین اور  
 اکبر العلما ملا حیدر اور مولوی صفدر اور دو صاحبزادیاں زوجہ مولوی عبدالکامع نبیرہ بھجر العلوم  
 اور زوجہ اولیٰ ملا نعیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ تولد ہوئے۔ ملا حیدر اور ملا صفدر کا ذکر اوپر  
 کر گیا۔ بارہنگی والی گلی میں مشرقی محکمہ پر جو مسجد ملاسین کی مسجد کے نام سے مشہور ہے وہ  
 ملاسین کی پہلی بیوی کی بنوائی ہوئی ہے اور اُس کے شمالی مشرقی حجرہ میں بیوی صاحبہ موسوی کی  
 قبر بھی ہے۔

۵۔ آدم مولوی عبدالکامع کا انتقال ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔

مولوی محمد معین بن ملاسین مذکورہ بالا صاحب خیر اعلیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے  
 والد نے ملا معین کو خاتم الفقہاء والحمدین تحریر فرمایا ہے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پرستار  
 فارغ التحصیل اور فقیہ و محدث و واعظ ہوئے۔ نہایت متقی پرہیزگار زاہد شب زندہ دار تھے  
 باوجود شغل تالیف و تدریس اور اذکار و عطا و فتاویٰ مصروف رہتے۔ بعض صفات میں  
 تو مولانا اپنے زمانہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً علم حدیث اور اُس کے متعلقات کا کثرت  
 مطالعہ اور علم فقہ اور اصول اور علم ادب میں ہمارے کاملہ کثرت فتاویٰ۔ کثرت مطالعہ کتب  
 ان امور میں مولانا بی نظیر تھے۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ ایک رسالہ ان محدثین کے حالات  
 میں ہے جنکا یا انکی کتاب کا رمز احسن حصین میں حوالہ ہے۔ نہایت البیان فی مابیل و محرم من  
 الحیوان۔ حاشیہ صدر اور تفسیر آیات میراث اور رسالہ قرۃ خلف الامام اور رسالہ معینہ فی تحریم  
 المقتہ اور مجموعہ خطب مولانا معین ہی اہل فرنگی محل کے عالم ہیں جنہوں نے فرق مبتدعین کی  
 کفر کا مطلقاً فتوے دیا ہے۔ ملا معین کا انتقال جبرانی میں ۲۰ رجبی الثانی ۱۲۵۲ھ میں ہوا۔  
 آپ کا عقد مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو  
 صاحبزائے مولوی علی محمد اور مولوی محمد امین تولد ہوئے جنکے تذکرے گذر چکے۔ مولوی  
 معین کی بیوی کا انتقال ۲۹ محرم ۱۲۸۵ھ کو ہوا۔

۱۷۵۲

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ اور مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر کا تذکرہ حضرت  
 میں ہو چکا اور مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق اور مولوی محمد حسن بن مولوی افضل حسن

ذکر حضرت حارث بن کزاد۔

مولوی محمد مقیم بن مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد برہم خیرہ ملا معین مذکورہ بالا کتب  
بہر مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر مولوی کی سند حاصل کی اسکے بعد فکر معاش کی جانب توجہ کی  
بھی کچھ حاصل کی مگر اسکو ترک کر کے بمبئی چلے گئے وہاں تجارتی کاروبار کر رہے ہیں تاہنوز  
مذہب میں ہوا ہے۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ خیرہ مولانا عبد اللہ  
مذکورہ بالا کتب درسیہ آپسے مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولوی فضل حسن  
مولوی ظہور علی سے پڑھے فکر معیشت میں حیدر آباد تشریف لیگئے اور سند و کالت  
مل کر کے حیدر آباد میں وکالت کر رہے ہیں۔ آپ نہایت نیک نفس اور مرخبان مریخ  
یت رہتے ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جنہیں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ منہج البیان شرح  
ابن الاقادہ فی باب شہادۃ۔ رسالہ جہاز خرق و النیام فلک۔ آپ کا عقد اولاً مولانا  
الرزاق بن مولانا جمال الدین کی صاحبزادی سے ہوا اور انکے انتقال کے بعد دوسرا  
مولانا عبد الباقی بن مولانا عبد الرزاق کی صاحبزادی سے ہوا ان دونوں بیویوں کے  
پہلی نگہ زندہ نہیں رہی اور یہ دونوں بیویاں انتقال کر گئیں اسکے بعد تیسرا عقد آپ کا  
علی علیہ السلام شیخ غلام احمد ذکیل کی دختر سے ہوا جو ایک فرد سال لڑکے کو چھوڑ کر  
گئے میں انتقال کر گئیں لڑکے کا نام نعیم اللہ ہے اور اپنے والد کے ہمراہ حیدر آباد میں  
ہے۔ مولوی حبیب اللہ کو سمیت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہو۔

ی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ مذکورہ کتب درسیہ آپسے مولانا عبد الحی  
اللہ علیہ السلام مولانا انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ سے پڑھے اور طب بھی حاصل کی فکر معیشت  
مذکورہ بالا چلے گئے اور وہاں سند و کالت حاصل کر کے اپنے بھائی کے ہمراہ وکالت کر رہے ہیں  
۱۳۳۸ھ میں حیدر آباد میں انتقال کیا آپ کا عقد دختر مولوی فخر الدین بن مولوی  
خیرہ مولوی قدر علی سے ہوا جو دو صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے چھوڑ کر بھڑکھڑ  
۱۳۱۸ھ روز چہار شنبہ فوت ہو گئے۔ دونوں لڑکیاں ناگزیر فوت ہو گئیں صاحبزادے

نام مولوی حافظ روح اللہ اور مولوی نور اللہ اور مولوی ثناء اللہ ہیں جنکے حالات اپنی جگہ پر  
 مذکور ہیں۔ مولوی محب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔  
 مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بنیرہ ملا محب اللہ نے کورہ بالا۔  
 کتب رحیمہ پڑھنے کے بعد بوجہ محنت عسرت کے فکر معیشت کی جانب توجہ کی۔ پٹنہ میں مولوی  
 خدابخش خان کے مشہور کتب خانہ کے مہتمم مقرر ہو گئے اور مدت العزیمین قیام رہا اور وہاں  
 غالباً سترہ مہینے انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا  
 عقد اولاً مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ کی دختر خرد سے ہوا جو دو صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات  
 پا گئیں۔ دوسرے عقد اپنے مولیٰ ضلع بارہ بنکی میں کیا جسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی  
 پیدا ہوئے ان میں سے ایک کا بھی بزم طاعون و محرم ۱۳۲۷ء میں انتقال ہو گیا۔ مولوی مسیح اللہ  
 صاحب کی پہلی دون صاحبزادیوں کا عقد کاکوری میں ہوا بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ عزیز حسن  
 سے ہوا۔ شیخ عزیز حسن کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ شیخ عزیز حسن صاحب  
 کا سترہ مہینے میں انتقال ہو گیا اور ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی یا دو چھوٹے صاحبزادے  
 کا نام مولوی کریم حسین تھا اور صاحبزادی اپنے خالہ زاد بھائی شیخ مشکور علی بن شیخ حکیم محمد علی  
 کو منسوب ہوئیں۔ مولوی کریم حسین نے کتب عربیہ ختم متوسطات تک میرے ساتھ پڑھے اور مدرس  
 عالیہ نظامیہ میں ملازم ہو گئے مدت کے بعد حیدرآباد چلے گئے وہاں ملازمت کر کے سترہ مہینے  
 ایک خرد سال لڑکا چھوڑ کر بھارنہ طاعون انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کے اس خرد سال  
 لڑکے نے بھی بعد کو انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کا عقد انکی چچا زاد بہن شیخ اعجاز حسین  
 کا کوروی کی ہمیشہ سے ہوا تھا بیوہ ایک حیدرآباد میں اپنے بھائی کے پاس مقیم ہیں۔ مولوی  
 مسیح اللہ صاحب کی چھٹی صاحبزادی کا عقد حکیم شیخ محمد علی کے کاکوری کے ساتھ ہوا انکے شوہر  
 کا سترہ مہینے میں انتقال ہو گیا۔ ان صاحبزادی کے چار صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں تھیں  
 جن میں اس وقت بفضلہ تعالیٰ پانچ صاحبزادیاں اور چاروں صاحبزادے حیات ہیں۔ صاحبزادہ  
 نام حسب ذیل ہیں: منشی منظور علی منشی مشکور علی منشی عزیز علی منشی سعید احمد نے تعلیم  
 انگریزی حاصل کی منشی منظور علی محکمہ زراعت میں ملازم ہیں ان کا عقد اولاً منشی اطہر علی

وکیل کا کوردی کی چھٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مشہود علی کو چھوڑ کر انتقال کر گئیں۔  
 مشہود علی مسلم پوٹو رٹی میں پڑھ رہے ہیں۔ منشی منظور علی صاحب کا دوسرا عقد دختر منشی  
 عبد العلی کا کوردی کے ساتھ ہوا جسے تین لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ منشی مشکور علی  
 کا عقد انکی خالہ زاد بہن دختر شیخ عزیز حسن کے ساتھ ہوا جسے تین لڑکے محمد حسین احمد اور محمد  
 معین احمد اور محمد حسین احمد اور دو لڑکیاں اسوقت ہیں منشی حسین احمد طب پڑھ رہے ہیں۔  
 اور معین احمد انگریزی اٹاوا میں پڑھ رہے ہیں بقیہ خرد سال ہیں۔ منشی عزیز علی کوٹہرا ٹو  
 بنک میں ملازم ہیں اور بسلسلہ ملازمت ہر دو بی بی میں مقیم ہیں اور تانہو ز عقد نہیں ہوا ہے  
 محمد سعید احمد کٹس اسکول میں پڑھ رہے ہیں اور ابھی عقد نہیں ہوا ہے مکیم صاحب صاحب کی  
 لڑکیوں میں سے ایک لڑکی منشی محمد خلیل کا کوردی کو منسوب ہوئی دوسری منشی نور الحسن کا کوردی  
 کو منسوب ہوئی اور دونوں لادلفوت ہو گئیں تیسری لڑکی ناکتہ اذفوت ہو گئی چوتھی کا عقد  
 اپنے چچا زاد بھائی مولوی وصی علی کا کوردی کے ساتھ ہوا ہنوز کوئی اولاد نہیں ہو یا پنجویں  
 کا عقد اپنے چچا زاد بھائی منشی بشیر علی کے ساتھ ہوا جسے خرد سال لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں  
 چھٹی کا عقد مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ فرنگی محلی کے ساتھ اور ساتویں کا  
 مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ فرنگی محلی کے ساتھ ہوا ان دونوں کی اولاد کا ذکر ادھر  
 ہو چکا ہے۔ ربیع چھٹی صاحبزادی کا عقد منشی احترام علی بن منشی اقصیٰ علی بن منشی  
 اقبال علی وکیل کا کوردی کے ساتھ ہوا جسے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ مولوی  
 مسیح اللہ کی چھٹی صاحبزادی کا عقد اپنے خالہ زاد بھائی شیخ عبد المنعم بن شیخ غلام نبی مولوی  
 ساکن حیرا کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔ پسران مولوی مسیح اللہ کے حالات  
 اپنی جگہ پر مذکور ہیں۔ مولوی مسیح اللہ کی اولاد میں تین لڑکے صاحبزادے مولوی حبیب اللہ کے  
 سب خدا کے فضل سے حیات ہیں بڑی صاحبزادی فرنگی محلی ہی میں مقیم ہیں۔

عبد اللہ بن علی صاحب کا پانچواں عقد دختر منشی حسین احمد

مولوی منہاج الحق بن مولوی امان الحق مذکور اپنے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم  
 دینیہ پر محکم فکر معیشت کی جانب توجہ کی ایک عرصہ تک مطبع یوسفی میں کام کرتے رہے شوال ۱۲۳۸  
 میں بواسطہ ہیبتہ انتقال کیا آپ کا عقد شیخ رزاق بخش عرف امیران ساکن سرحد اٹلی بارہ بکلی کی دختر سے ہوا جو اپنے شوہر کے



تھوڑے زمانہ کے بعد انتقال کر گئیں۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا دس سال یا دو گارہوڑے لڑکیاں صغر  
سنی میں انتقال کر گئیں۔ لڑکا جسکا نام مصباح الحق ہے اور دائم المرض ہی مدرسہ عالیہ نظامیہ  
میں اپنے چچا مولوی ضیاء الحق کی زیر تربیت تعلیم پا رہا ہے خدا اسکوزندہ وسلامت لکھے۔  
مولوی ممتاز الحق بن مولوی ایمان الحق نبیرہ مولوی انوار الحق۔ کتب عربی متوسلے کے  
ختم تک مولوی عبدالباقی صاحب اور مولوی عبدالحمید صاحب اور حضرت استاذ رحمۃ اللہ  
علیہ سے پڑھے اسکے بعد علم طب حکما رجھوالی ٹولہ سے حاصل کیا۔ ایک مدت تک بارہ بنکی  
میں کامیابی سے مطب کرتے رہے ۱۲ رمضان مسئلہ کو بجارضہ ہیفہ انتقال کیا۔ نقش لکھنؤ  
لاکھ مولوی انوار صاحب کے بلغ میں دفن کی گئی۔ عقد آپ کا اولاد تیرہ ضلع بارہ بنکی میں حکیم  
عبدلغفور مولوی کی دختر سے ہوا جو بجارضہ طاعون انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا مولوی  
الیاس بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیگ خان کی دختر سے ہوا جنکی ان شوہر سے  
کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

مولوی منظور الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی ایمان الحق مذکور۔ نے ابتدائی کتب  
عربی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھے اسکے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں تعلیم ادب حاصل کی۔  
اور سرکاری امتحانات میں کامیابی حاصل کی اسکے بعد گورنمنٹ اسکول میں مدرس عربی  
مقرر ہوئے۔ فی الحال لکھنؤ جوہلی ہائی اسکول میں مدرس ہیں۔ عقد آپ کا ۲۹ رشتبان  
۱۳۲۵ھ میں سدھوڑ ضلع بارہ بنکی میں شیخ شاد احمد کی دختر سے ہوا ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔  
مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم و ہاج الحق بن مولوی لعل الحق مذکور۔  
حرف لام۔ کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھکر مولوی کی سند حاصل کی طب اپنے والد ماجد  
محل کر کے سب بھی حاصل کی اور اب اپنے والد ماجد کے قائم کردہ کالج و ہاجیہ نظامیہ طبیہ میں  
درس اور سرجری کا کام انجام دے رہے ہیں۔ عقد انکا حضرت استاذ رحمۃ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی  
سے ۱۳۲۵ھ میں نکاح ہوا ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اللہم امددہ و لذرا صالحا۔

مولوی محمد ہمدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صغیرہ ملا سعید۔ آپ کی کنیت ابو بخش تھی  
کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھکر ذرا عنایت حاصل کی ایک زمانہ تک اپنے

عبدلغفور مولوی کی دختر سے ہوا جو بجارضہ طاعون انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا مولوی  
الیاس بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیگ خان کی دختر سے ہوا جنکی ان شوہر سے  
کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

والد کی قائم مقامی میں متولی اٹتا ہے۔ عہدہ رجسٹری سرکارانگریزی سے آپ کے سپرد ہوا تھا  
نوبت تدریس نہیں آئی اتنا سفر میں مسئلہ میں مقام فیض آباد دریا میں غرق ہو کر وفات  
پائی۔ عقد آپ کا مولانا عبدالحکیم نمبرہ مولانا بحر العلوم کی دختر سے ہوا جسے دو صاحبزادے  
مولوی محمد قاسم اور مولوی ابو محمد اور دو صاحبزادیان پیدا ہوئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت  
مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنکا مکہ مکرمہ میں اپنے شوہر نامہ دار کی وفات کے بعد مسئلہ  
میں انتقال ہوا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی عبدالحق بن مولوی عبدالحکیم نمبرہ بحر العلوم سے  
ہوا جس کے اذکار اور پیر ہو چکے ہیں۔

## حرف النون

استاذ الہند العارف الکامل المولیٰ المحقق الصدوق المدقق ابو حنیفہ زمانہ جنید اوانہ دارت علوم  
سید المرسلین حسنہ من جنات حبیب رب العالمین مولانا نظام الشریع والملت والدین۔ تمام  
علمائے فرنگی محل کے باعتبار علم کے ابوالآباد۔ درس نظامی کے بانی اور طریقہ تعلیم کے موسس  
اعظم نظام الملک کے درخت نظامیہ کو غور ہے کہ اُس نے غزالی اور امام الحرمین اور ابوالسحاق اور  
اور سعدی کے ایسے اساتذہ اور شاگرد پائے تھے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو نظام الملک کے  
مدرسہ کے پڑھے ہوئے یا اس درس کے فیضیاب بھی اگلے بزرگوں کے مساوی نہ سہی تو کم از کم  
غزالی وقت اور امام الحرمین دوران اور ابوالسحاق زمانہ حقیقتاً تھے علمائے فرنگی محل سے قطع نظر  
کہتے ہوئے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اس درس اور اسکے مدرسین و اساتذہ سے فیض  
پائے ہوئے علما اس وقت بھی نظر آئینگے اور باوجود اُس کی مخالفت کے تمام مکن تدریس کے اس  
مدرسہ کے موسس اعظم کے بنائے ہوئے نصاب تعلیم کو ہندوستان کا حلقہ اہل علم نہ بھول سکا  
اور بھلا سکتا ہے۔ یہ آفتاب عزت و کمال سہالی کے قصبہ میں قطب شہید کے گھر سے طلوع ہوا  
اور تمام ہندوستان پر روشنی ڈال گیا۔ آپ کی ولادت کب ہوئی یہ کسی تذکرہ میں بصراحت  
نظر سے نہیں گذرا البتہ سب تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہیں کہ آپ والد ماجد کی شہادت کے  
وقت ۳۱ سال کے تھے اور ملا قطب الدین کی شہادت یقیناً سن ۱۱۷۷ھ میں ہوئی اس لیے غالباً  
ولادت مسئلہ یا مسئلہ میں ہوئی۔ بہر حال کتب درسیہ والد کی حیات ہی میں پڑھنا شروع

کر دیے تھے اور شرح جامی پڑھ رہے تھے کہ والد ماجد کی شہادت ہو گئی۔ جن ظالموں نے شہید کیا  
 تھا وہ حضرت قطب کی نعش کے ہمراہ آپ کو بھی قید کر کے لینگے تھے۔ بڑی کوششوں کے بعد  
 چار دن قید میں رہ کر رہائی ہوئی۔ آپ کے بڑے بھائی ملا سعید سب کو لیکر جب فرنگی محل آئے  
 اور اطمینان سے بیٹھا نصیب ہوا تو طلب علم کی فکر ہوئی جہاں جہاں چشمہ علم بتایا یا اُس سے  
 فیضیابی کی پوری کوشش کی اولاد یہ اور دیگر قصبات میں مختصرات پڑھے پھر ملا امان اللہ  
 بناری کی خدمت میں جو آپ کے والد ماجد کے شاگرد تھے حاضر ہوئے اور اکثر علوم وہاں حاصل  
 کیے کچھ ملا علی قلی جاسی سے بھی پڑھا اور فاتحہ الفراع ملا غلام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے  
 پڑھا۔ سالہ قطبیہ میں ہے کہ اکثر علوم ملا علی قلی سے اور فن امور عامہ ملا امان اللہ بناری سے  
 اور سالہ توحفہ ملا غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھا واللہ اعلم۔ پچیس سال کی عمر میں تحصیل سے  
 فراغت ہوئی اسکے بعد فرنگی محل واپس تشریف لائے اور خدمت علم شروع کی بھتیجیوں سے  
 ابتدا سے تدریس فرمائی تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ میں شہرہ ہو گیا۔ کثرت  
 و اطراف ملک سے لوگ طلب علم کیلئے خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے مقصد میں کامیاب  
 ہو کر واپس جاتے۔ آخرین حلقہ درس کی شہرت و عزت اس قدر زائد ہو گئی تھی کہ غالب علم نے  
 کہیں بھی کتابیں ختم کی ہوں مگر فاتحہ الفراع پڑھنے حضرت ہی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ علامہ  
 آزاد بلکہ امی تحریر فرماتے ہیں۔ اعتبار و اشتہار عظیم یافت امر و زعماء اکثر قطر ہندوستان  
 نسبت تلمذ بہ مولوی دارند و کلاہ گوشہ نقاخری کشند و کیسکہ سلسلہ تلمذ با و میر ساندین الفضلا  
 علم امتیازی افراد و مردم بسیار را دیدہ شد کہ تحصیل جاہاے دیگر کردند و بر اے اعتبار  
 فاتحہ الفراع از مولوی گرفتہ لے ان قال۔ تقریبہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ ہمدہ لکھنؤ  
 یک صحبت مولوی لودیم طریقہ سلف صاحبین داشت و ششہ تقدس ازنا صیہ ہمایون میثاقیت  
 انتہی۔ باوجود اس شہرت و عزت کے حضرت نہایت متواضع و متکسر المزاج تھے کسی ایک  
 شخص پر بھی کسی اعتبار سے اپنے تقوق کو پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی حضرت کی طرح کمر ہمت  
 بر سکوزہ فرماتے۔ تو کل عی اللہ ایسا تھا کہ مدت العمر کبھی کسی سے اپنی حاجت روائی نہیں چاہی  
 بعض اوقات متعذراتے ہو جاتے مگر سولے صبر و شکر کے کسی کے سامنے شکر ابرو سے بھی تکلیف

کو ظاہر نہ ہونے دیتے ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھ کر درس دیتے۔ انعام پر ہیزگاری ایسی کہ ہر دم شکر کی خدمت میں حاضر ہوتے تو غالباً نہ ارشاد ہوتا کہ خبر دیت خیر دیتے کہ ان الذین آمنوا وعلوا الصالحات آتت ہین۔ غرض کہ یہ مستغنی عن الاوصاف ذات تحصیل علم کے بعد تقریباً پچاس سال خدمت علم کرتی رہی بالآخر نعم جہادی الادب نے سلا اللہ علیہم چہار شنبہ کو بعارضہ قمرہ منانہ رحمت فرمائی۔ اور بارغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کے مغرب جانب اپنی ملوکہ زمین پر دفن ہوئے۔ قبر مبارک اس وقت بھی مفید خاص و عام اور خاص کر مرصیان علم کیلئے نفع شفا ہے۔ مشہور ہے کہ جس کو مطلب کتاب کا سمجھ میں نہ آتا ہو کتاب کھول کر مزار اقدس پر حاضر رہے اور روحانیت حضرت کے توجہ کے نوراً مطلب سمجھ میں آجائیگا (وہو مجرب) مدت العمر درس علوم معقولہ کا شغل رہا جو آخر تک رہا مگر خوش اعتقادی ایسی کہ کوئی بزرگ اور بزرگ ذاتے حاضر خدمت ہوتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور انکو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ ۴۰ سال کی عمر تھی کہ نبی امی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ایک امی صاحبزادے کی خدمت میں یہ آفتاب فضل و کمال حاضر ہوا اور اپنے فضل و کمال کو اس کے مبارک قدموں پر نشانہ کر کے دولت کو نین حاصل کی۔ فرنگی محل کا ایک بچہ کہتا ہے کہ علم کی یہ دولت اس کے خاندان کو اسی سید اسادات کے بعد امجد کی متبرک دعاؤں سے اور اس سید اسادات کی خدمت کی برکتوں سے حاصل ہوئی ہے۔ سوئے چند افراد کے سب کے سب علمائے فرنگی محل کا جسطرح سلسلہ نسب قطب شہید سے ملتا ہے اسی طرح سلسلہ اسادات سید اسادات قطب لا قطاب شہید فی المحبت تک پہنچتا ہے بڑے بڑے منطقی فلسفی محدث مفسر مکمل اسی بارگاہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ استاذ السند کے بعد مولانا احمد عبدالحق ملا ریضا ملا احمد حسین مولانا بکھر العلوم ملا حسن ملا حسین ملا ولی اللہ ملا ولی فخر المتاخرین مولانا عبدالحی ملک العلماء امام الوقت مولانا عبد الباری رحمہم اللہ سب اسی خرم کے خوشہ چین تھے۔ حضرت استاذ السند کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔ شرح مسلم الثبوت۔ شرح تحریر الاصول لابن الہمام۔ صحیح صادق شرح منار الاصول۔ حاشیہ شرح عقائد بلالی۔ حاشیہ حواشی قدیمہ دو انبیہ۔ حاشیہ صدر را۔ حاشیہ غنم باز غنہ۔ شرح رسالہ مبارزہ۔ مناقب رزاقیہ یعنی ملفوظ حضرت سید اسادات۔ رسالہ در بیان دعوت و حضور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے کرامات و مفصل حالات عمدة الوسائل میں مولانا ولی اللہ نے تحریر فرمائے ہیں ایک مختصر مضمون

تھوڑا زمانہ ہوا علامہ شبلی نعمانی مرحوم و مغفور نے بھی حضرت کے حالات پر مشتمل لکھا تھا۔ آپ کا عقد اولاً سہالی مین شیخ محمد آصف کی صاحبزادی سے ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی اسکے بعد حضرت میر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ و علیہ وسلم نے بھیجے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ کے مطابق دوسرا عقد شیخ محمد کریم بن شیخ محمد عظیم بن ملا شاہ دلی محمد عثمانی حشتی سترکھی کی دختر سے کیا جسے ایک صاحبزادہ کاملہ لوجود مولانا عبدالحق بھر العلوم یادگار بلکہ فخر خاندان جبکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے صاحبزادی کا عقد سہالی مین اپنے بھوپھو زاد بھائی شیخ سیف الدین کے ساتھ ہوا۔ ملا صاحب کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں ارباب فرنگی محل مین سے آپ کے تینوں بھائیوں کے سب صاحبزائے ملا احمد عبدالحق و ملا عبدالحق و ملا عبدالحق پسران ملا سید قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد ملا احمد حسین و ملا عبدالحق پسران ملا رضا۔ آپ کے بڑے بھائی کے پوتے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ آپ کے دوسرے بھائی کے پوتے ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عبدالحق مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالحق خود آپ کے صاحبزادہ مولانا بھر العلوم آپ کے شاگرد خاص ملا کمال الدین پنجپوری جو آپ کے ابن عم تھے۔ مولانا شاہ حقانی ٹانڈوی ملا محمد علی مولوی عبدالرشید جو پوری حضرت شاہ شاہ کرا اللہ سندھ مولوی سید ظریف عظیم آبادی مولوی غلام محمد برہمچوری مولوی محمد و حمید دہلوی مولانا محمد مغربی تلمسانی مولانا غلام عمر شمس آبادی سید کمال الدین۔ مولوی عبداللہ ایٹھوی۔ مولوی احمد کھٹوی مولوی غلام فرید محمود آبادی۔ قاضی مولوی قل احمد سترکھی۔ ایک کتاب کی پشت پر مین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اساتذہ اہل سنت حدیث کی سند اپنے شاگرد ملا محمد مغربی تلمسانی سے حاصل فرمائی تھی واللہ اعلم۔

مولوی نور الدین ملا دلی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے والد ماجد ملا دلی سے کی اثنائے تحصیل مین ملا دلی کی وفات ہو گئی بقیہ علوم کی تحصیل خیر آباد جاکر مولانا عبد الوہاب خیر آبادی تلمیذ ملا دلی سے کی اور فاتحۃ القراغ بھی انھیں سے پڑھا علاوہ دیگر علوم کے علم ریاضی کے اکثر شعبے خیر آباد ہی مین حاصل کیے۔ وطن واپس آکر خدمت علم شروع کی اور عموماً تمام کتب معقولہ و منقولہ اور فاضلہ فن ریاضی مین تبحر خاص پیدا کر لیا ریاضی مین جقدر ملکہ مولانا نور اللہ کو حاصل تھا آپ کے معاصر و نہیں کسی دوسرے کو نصیب نہ تھا۔ بلکہ علمائے

ملا دلی کے ایک بھوپھو سے فرزند ہیں اور ایک بڑے مولانا عمر بن محمد انور تلمیذ مولوی نور الدین

فرنگی محل میں آپ اور آپ کے صاحبزادے مولانا نعمت اللہ کو جو تجربہ فزون ریاضیہ میں حاصل تھا وہ کسی دوسرے عالم کے حصہ میں نہیں آیا۔ اس طرح یہ دونوں بزرگ اور ان کے بھائی مفتی ظہور اللہ طرز تدریس کے ماہر فرد تھے جس کسی نے کتب مطولہ کے چند اسباق بھی پڑھ لیے اسکو پھر کسی دوسرے سامنے زانو سے ادب نہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کتابوں کے مطالب کے متعلق تعادیر اس قدر عادی جامع و مانع حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھیں کہ میں نے معتبر بزرگوں سے سنا ہے کہ ان تقریریں دین کے بعد طلبہ کو کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا تھا اور اگر اس تقریر میں سے کوئی لفظ ہٹا دیا جاتا تو کوئی نہ کوئی اہم خرابی پیدا ہو جاتی جو طلبہ آپ کے پڑھنے کو کیسے ہی غبی ہوتے مگر انہیں کافی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ آپ کے متعلق سرکارِ دادہ کی جانب سے لکھنؤ اور فیض آباد کی خدمت افتا بھی تھی۔ آخر میں تدریس کا سلسلہ کم کر دیا تھا اور زیادہ تر یاد الہی میں بسر فرماتے یہاں تک کہ ۲۹ جمادی الآخر ۱۲۸۵ ھ یومِ دو شنبہ کو انتقال فرمایا یہ سنہ وفات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ الطاہر الرحمن قدوائی نے احوال علماء فرنگی محل میں اور خود مولانا نور اللہ کے نبیرہ مولوی برکت اللہ مرحوم نے رسالہ نعمت میں لکھا ہے لیکن خبر العمل میں مرقوم ہے کہ مولانا نور اللہ کی وفات شوال میں ہوئی سنہ وفات مذکور میں ہے اسکے بعد خیر العمل میں تحریر ہے کہ مولانا نور اللہ کی ایک دختر میری دادی تھیں جنکی وفات ۲۹ جمادی الآخری ۱۲۸۵ ھ یومِ دو شنبہ کو ہوئی۔ غالباً حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں کاتب کی غلطی ہے درمیان عبادت رہ گئی اور احوال علماء فرنگی محل اور رسالہ نعمت میں اُسی غلطی کی تباہ کی گئی ہے اعضاء الانساب میں مولانا کا سنہ وفات ۱۲۸۴ ھ تحریر ہے وہو بصواب واللہ اعلم۔ مولانا کی تصانیف میں سے ایک رسالہ جبر و مقابلہ میں ہے اور کتب درسیہ پر متفرق تعلیقات ہیں۔ آپ کا عقد ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ زوجہ مولوی امین اللہ بن مولوی اکبر بیٹے جدہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور تین صاحبزادے مولانا نعمت اللہ اور مولانا رحمت اللہ اور مولانا اعتد اللہ یادگار ہوئے سوائے مولانا نعمت اللہ کے اور بکے حالات گزر چکے۔ مولوی نور اللہ کی زوجہ کی وفات ۲۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ ھ کو ہوئی۔ مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ مذکورہ بالا اپنے والد ماجد اور اپنے چچا مفتی

۱۲۸۵ ھ یومِ دو شنبہ کو ہوئی اور مولانا نور اللہ کی وفات ۲۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ ھ کو ہوئی۔

علمورائے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی عالم و فاضل ہوئے آپ کے حالات میں آپ کے پوتے  
 مولوی بکرت اللہ بن مولوی احمد اللہ نے ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے جسکو مولانا کے مفصل  
 حالات دیکھنا ہوا سکو دیکھے۔ میں خیر اعلیٰ اور دوسرے تذکرہ وں سے مختصر حالات مولانا کے لکھنا  
 بعد تحصیل علوم مولانا نے اپنے والد ماجد کی حیات میں خدمت علم شروع کر دی اور تمام علوم مغلیہ  
 میں تبحر کامل حاصل فرمایا خاصکر غنون ریاضی میں تو مولانا آئید۔ عظمیٰ تھے۔ مولانا میں چہر  
 خصوصیات ایسے تھے کہ ان کے اوصاف کا جامع بقول صاحب خیر اعلیٰ علمائے فرنگی مل میں  
 کوئی دوسرا نہیں ہوا آپ کا طرز تعلیم اور تقریر ایسی خوب ہوتی کہ بید سے بلید طالب علم بھی  
 کتاب کو سمجھ لیتا مجھ سے حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری مدظلہ العالی نے پرسون  
 بتایا کہ ۲۲ محرم ۱۲۸۴ یوم جمعہ بیان فرمایا کہ میں نے مولانا کو دیکھا ہے آپ جب بتیا صوبہ  
 بہار میں تشریف رکھتے تھے تو کسی شخص کو آپ کے چند اسباق سے زائد نہیں پڑھائے مگر  
 اتنے ہی پڑھانے سے آپ کے طالب علم کو وہ قوت حاصل ہو جاتی کہ انکو پھر کسی دوسرے  
 استاد کی حاجت نہ رہتی انتہی۔ مولانا نعمت اللہ کثیر المطالع تھے جس کتاب کو پڑھاتے ان کے  
 تمام حواشی کو مطالعہ فرماتے اور ان کے مضامین آپ کی یاد میں رہتے۔ علاوہ کتب علمیہ کے  
 لا تعداد اشعار و قصہ آپ کو ایسے یاد تھے کہ جب آپ کسی صحبت میں تشریف لے رہے ہوتے تو  
 بڑوں اور چھوٹوں سب کو آپ ہی کی باتوں سے دلچسپی ہوتی اور کس طرح اس صحبت کے ختم  
 ہونے کا دل نہ چاہتا۔ ایک کمال آپ میں یہ تھا کہ مدت العمر کبھی خود آپ کسی کی غیبت  
 نہیں کی اور جو کوئی دوسرا غیبت کرتا تو آپ اسکو روک دیتے ہمیشہ سچائی کے عادی تھے اور  
 اور دیانت اور امانت آپ کا شعار خاص تھا۔ لکھنؤ اور حیدر آباد کا عمدہ انتادون آپ کے  
 سپرد رہا اور آپ نے نہایت دیانت سے فرائض کو انجام دیا۔ عمدہ افتاء سے عذر کے بعد جب آپ  
 کنارہ کش ہوئے تو ریاست برودہ تشریف لے گئے اور دہان حکیم محمد ہاشم موہانی کے یہاں  
 تدریس کی خدمت پر مامور ہوئے اسکے بعد ریاست بتیا میں راجہ بتیا کے یہاں مدرس  
 ہو گئے اور آخر تک دہان قیام رہا اس عرصہ میں رامپور سے آپ کو نواب کلب علیخان رحمۃ  
 اللہ علیہ طلب کیا مگر آپ نے تشریف لے جانا منظور نہیں کیا بتیا سے رخصت ہو کر وطن پر

آئیے تھے کہ بنارس میں ہو چکر فالج میں مبتلا ہوئے اور ۳۲ محرم ۱۲۹۰ء کو بنارس ہی میں انتقال ہوا اور حضرت شاہ طیب بناری رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے میں یا علی حزمین شاعر کی قبر کے قریب دفن و ریح ہوا۔ میں نے بھی مزار کی زیارت مسئلہ یا اسکے قبل کی ہے جو نہایت شکستہ حالت میں تھا اور صرف ایک صاحب کا بیان تھا کہ یہ مراد مولانا نعمت اللہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔  
 مولانا نعمت اللہ کی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں ہے۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب بھولاری مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ آپ کے حور و اپنے ہاتھ سے اپنے تالیفات تلف فرما دیے تھے۔ تمام کتب درسیہ پر خاص کر کتب ریاضی پر تعلیقات متفرقہ ہیں۔ جو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ اور چشمہ رحمت کالج نازیمپور کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ آپ کا عقد مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بنیرہ ملا احمد عبدالحی کی صاحبزادی سے ہوا جس نے تین صاحبزادے بڑے مولوی مراد اللہ مولوی فضل اللہ مولوی احمد اللہ یادگار ہوئے سب کے اذکار اور گزرجکے۔  
 مولوی نظام الدین بن مولوی غلام بیگ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن کتب درسیہ مولانا عبدالحکیم بن مولوی امین اللہ سے باندہ میں پڑھے اور فراغت تحصیل کے بعد مدرس مقرب ہو کر ناگپور تشریف لینگئے اور وہاں قیام کر لیا نہایت خوش مذاق و خوش صحبت عالم تھے۔ ناگپور ہی میں جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ء میں دفعۃً انتقال کیا۔ رات کو آرام کیا صبح کو مردہ پائے گئے۔ عقد آپ کا کوری میں شیخ محمد حسین ولد شیخ عبدالحسین حاجی کی دختر سے ہوا تھا جس نے صرف دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ انہیں سے ایک کا عقد مولوی محمد الیاس بن مولوی قطب الدین بن غلام بیگ خان کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حرفت الفین میں گزرجکا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری میں شیخ شریف حسین کی دختر سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہو گئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد کاکوری ہی میں شیخ حسن احمد کے ساتھ ہوا۔ اولہ اسے صرف ایک صاحبزادہ تھی احمد موجود ہیں۔

مولوی نور المرحضے بن ملک العلماء ملا حیدر۔ آپ ملا حیدر کے حیدر آبادی اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولوی ظہور علی صاحب سے پڑھ کر فالج سے انتقال فرمے۔ میں جو انی میں لا ولد مسئلہ میں اپنے والد کے سامنے انتقال کیا۔



مولوی نور الدین بن ملک العلماء حیدرہ آپ نے صغریٰ میں انتقال کیا۔  
 مولوی نور الدین بن ملک العلماء حیدرہ آپ کتب درسیہ مولانا عبدالحکیم بن مولانا  
 امین الدین مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سے اور اپنے سوتیلے بڑے بھائی  
 مولانا ظہور علی سے بڑھکر فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے غیر العمل میں  
 انکے اور انکے چھوٹے بھائی مولانا نور الدین کے متعلق لکھا ہے دینا رتبۃ الکمال و اقصا  
 بحسن الاخلاق و السخاۃ و عظم جاہہما و اعتبارہما بین امراء ملک بلوچہ۔ الغرض مولانا نور الدین  
 صاحب عالم جدید تھے نوبت تدریس کی بوجہ مشاغل زیادہ نہیں ہوئی پھر بھی دو ایک سبقوں کا  
 سلسلہ جاری رہتا تھا اور وعظ و ارشاد خلایع میں مصروف رہتے تھے۔ حج و زیارت بھی  
 شرف ہوتے تھے اور وہ انکے علماء سے سند حدیث حاصل کی تھی اور ملک العلماء مولانا حیدر کو  
 جو سند علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی اُس میں انکی تمام اولاد کو جو علامہ  
 عابد سندھی کا زمانہ پائے سب کو اجازت تھی اس لیے مولانا نور الدین کو عابد سندھی رحمۃ اللہ  
 علیہ بھی اجازت حدیث تھی اور انکی سند دیگر انکے تمام معصرون سے عالی تھی۔ کذا  
 سمعت عن حضرت الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ مولوی نور الدین کی عزت و وقار انکے تمام  
 معاصرین سے زائد اہل حیدر آباد اور دہانکے امراء بلکہ خود سابق حضور نظام خدائیان کی  
 نظر میں تھا۔ اعلیٰ حضرت کبھی کبھی خود بنفس نفیس انکے مکان پر قدم رنجہ ہوتے اور انعامات  
 و اکرامات سے سرفراز فرماتے۔ پاینگاہ کے امراء اکثر شہر پر ملاقات کیلئے آتے۔ تقریبوں اور  
 غنی کے موقع پر تمام مذہبی مور مولانا ہی کے ہاتھوں انجام پاتے۔ باوجود اسکے نہایت  
 متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے اور اہل حاجت کی حاجت برداری کیلئے بعض  
 اوقات پاپیادہ بڑے بڑے امراء کے یہاں جانے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔ آپ کا  
 انتقال غالباً ۱۳۳۵ھ کے بعد ہوا آپ کا عقد اولاد حیدر آبادی میں ہوا تھا جو صرف ایک صاحبزادی  
 چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی افضل حسن بن  
 مولوی ظہور علی سے ہوا۔ مولوی افضل حسن کی تمام اولاد انھیں سب سے ہے یہ بفضلہ  
 تعالیٰ اب تک حیات ہیں۔ مولوی نور الدین نے دوسرا عقد بھی حیدر آبادی میں کیا

جسے ایک صاحبزادہ مولوی نور المزدان عرف مولانا میان الدین صاحبزادیاں تولد ہوئے۔ یہی صاحبزادی کا عقد احمدیاد شاہ صاحب حیدر آبادی سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی نور الرسول خیرہ مولوی نورالاصغیاء کے ساتھ ہوا جسے دو صاحبزادے اور متعدد صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ ان میں سے ایک صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور بقیہ صاحب ولادین مولوی نور الرسول صاحب معذو کے بقصد تعالیٰ حیات ہیں۔ مولوی نور الحسنین کی تیسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نورالحسید صاحب کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی نور الحسنین صاحب کو سب سلسلہ قادریہ میں حضرت صاحبزادہ والاتبار سید شجاعت علی خیرہ حضرت سید اسد اللہ علیہ السلام اور سلسلہ چشتیہ میں بہت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا صاحب اپنے پوتے میانجانی کی تقریب میں تشریف لائے ہیں تو میں نے مولانا کا وعظ سنا تھا نہایت دلچسپ وعظ فرماتے تھے۔

مولوی نور المزدان عرف مولانا میان بن مولوی نور الحسنین مکررہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ اشرفیہ و الدیاعید سے پڑھے تفسیر قرآن مجید تحریر فرماتے ہیں نہایت خوشخط ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ عقد آپ کا قاضی حیدر آبادی دختر سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نور الرحمن عرف محمد میان اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ دختر کا عقد حیدر آباد میں ہوا اور ماٹار اللہ صاحب ولاد ہیں۔

مولوی نور الرحمن عرف محمد میان۔ کتب ابتدائی کچھ حیدر آباد میں پڑھے اور کچھ مکھنڈ میں۔ مگر فکر معاش اور پریشانیوں نے حلت ختم کتب کی نہ دی۔ نہایت ہوشیار اور مجتہد اور اولیٰ مہذب صاحبزادے ہیں۔ عام طور پر صنعت اور خاص طور پر بنانے میں خاص دلچسپی ہے اگر زمانہ موافق ہوتا تو نہایت درجہ ترقی کرتے مگر افسوس قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم۔ انکا عقد حیدر آباد میں ہو چکا ہے جسے ایک لڑکا اور لڑکی خرد سال موجود ہیں۔

مولوی نورالصدیق بن ملک العلما علی حیدر۔ اپنے بھی تحصیل کتب درسیہ سے اپنے بھائی کے ساتھ انھیں راستہ سے فراغت پائی جنکا اد پر ذکر ہو چکا ہے اور ماٹار اپنے بھائی کے عزت و احترام جاہ و منصب حاصل فرمایا لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے آپ نہایت مجتہد اور عظام

زمانہ میں سے تھے۔ نوبت تدریس نہیں ہوئی۔ آپ کا عقد سابق نواب نصیر جنگ بہادر کی صاحبزادی یعنی موجودہ نواب نصیر جنگ مولوی ظہور اللہ کی خالہ سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نور الحیدر عرف مولوی میان اور چارہا صاحبزادیان بھوپڑ کے وفات پا گئیں۔ مولوی نور الصدیق کو بیعت مثل اپنے بھائی کے حضرت سید شاہ شجاع علی اور حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے تھی۔ مولوی نور الصدیق کا انتقال ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۸ھ کو ہوا۔ صاحبزادیان حیدر آبادی میں منسوب ہوئیں اور صاحب اولاد ہوئیں طرف دو صاحبزادیان اب باقی ہیں دو کا انتقال ہو گیا۔ ایک صاحبزادی کی صاحبزادی مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بن مولوی ظہور الحسن بن مولوی ظہور علی کی بیوی ہیں بقیہ کے حالات مجھ کو مفصلاً معلوم نہیں ہیں مولوی نور الحیدر عرف مولوی میان بن مولوی نور الصدیق مذکورہ بالا۔ آپ کے کتب درسیہ اپنے چچا اور دیگر بزرگوں سے پڑھے اور سالہ جواہر الفردتالیف فرمایا۔ آپ بھی بہت غلیظ منکسر المزاج ہیں آپ ہی کی ذات اب اس خاندان کی عزت حیدر آباد میں قائم ہے۔ نیز اب حیدر آباد میں ایک آپ ہی کا دم ہے کہ جنگی وجہ سے تمام اعزائے فرنگی محل اور اعزائے حیدر آباد سے تعلقات قائم ہیں۔ دو تین سال کے بعد آپ ضرور فرنگی محل عزت سے ملاقات کرتے تشریف لاتے ہیں۔ اور کسی نہ کسی بچے کی نہایت تزک و احتشام سے تقریب کرتے ہیں۔ اپنے صاحبزائے مولوی نور الحق عرف میانجانی کی تقریب میں تو آپ مولانا حیدر کی تمام اولاد کو ہمراہ لائے تھے اور اعزائے خاص کو حسبِ راج قدیم جوڑے بھی تقسیم فرمائے تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک سلسلہ تقریب ہا تھا۔ اپنے دوسرے صاحبزادہ کی بھی تقریب بسم اللہ فرنگی محل ہی میں کی۔ اپنے نواسہ پسر مولوی محمد محسن کی تقریب بسم اللہ بھی آپ نے لکھنؤ ہی میں کی۔ دو سال ہوئے جب فرنگی محل اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے۔ اور اس زمانہ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ کو اپنے پوتے نور لہاب بن میانجانی کی تقریب بسم اللہ بیان ہی ادا کی تھی۔ غرض کہ فرنگی محل کے تعلقات اعزائے حیدر آباد سے آپ کی وجہ سے بہت کچھ قائم ہیں۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کا عقد آپنی چچا زاد بہن دختر مولوی نور الحسن سے ہوا جسے دو صاحبزائے مولوی نور الحق

عرف میا نجانی اور مولوی نور احمد بن عرف دہاب میان اور چارہا جزادیان تولد ہوئے۔  
 بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی محمد حسن بن مولانا وحید الزمان  
 لکھنوی سے ہوا جسے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے اولاً بیوی کا اُسکے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا  
 لڑکا چچکے پاس پرورش پا رہا ہے مولوی نور احمد کی دوسری صاحبزادی ناکتخداخت  
 ہو گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی انوار الدین عرف چاند پادشاہ بن مولوی ظہور اللہ  
 نصیر جنگ کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب دلا دہن چوتھی صاحبزادی ابھی ناکتخداخت  
 مولوی نور الحق عرف میا نجانی بن مولوی نور احمد عرف مولوی میان زکوة بال  
 کتب ابتدا فی فرنگی محل میں پڑھے اور حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بھی پڑھی مثل اپنے  
 والد ماجد کے نہایت ملنا اور خوش اخلاق اور نیک مزاج جوان صالح ہیں فرنگی محل کے  
 ہمسدین سے اُنکے تعلقات بہت زیادہ ہیں۔ اعزہ فرنگی محل کو اُنکے والد ماجد اور اُن سے  
 ملنے کا اشتیاق رہتا ہے۔ ان کا عقد نواب قدار یار جنگ کی صاحبزادی سے ہو جسے اس وقت  
 ایک صاحبزادے نور الوہاب و دو صاحبزادیان خرم سال موجود ہیں۔

مولوی نور احمد بن عرف دہاب میان بن مولوی نور احمد زکوة آپ تحصیل  
 علم کر رہے ہیں ہنوز ناکتخداخت ہیں۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب غلہ العالی فرماتے ہیں کہ اس  
 خاندان کو ہم لوگ نوری خاندان کہا کرتے تھے۔

مولوی نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ بنیر ملا سید تیر موین صدی کے شروع میں  
 یعنی مسئلہ کے بعد پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھے  
 بیٹا دی شریف اور دیگر کتب مطولہ اپنے چچا ملا مبین سے پڑھ کر فراغت حاصل کی تدریس  
 و خدمت علم میں مصروف ہوئے مگر فکر معاش کی وجہ سے دائر تدریس کی نہیں ہوئی۔  
 حساب علم الغرض میں خاصہ مہارت تھی قدر کے زمانہ تک ملازم مسٹر کارا اور دھ میں رہا  
 عرب و جرمت کے ساتھ سیر فرمائی قدر کے بعد خانہ نشین ہو گئے اور بیمار سرطان ۱۶ ارشوال  
 شب ثنبہ ۱۲۸۲ کو وفات پائی آپ کی تالیفات میں سے علم الغرض میں ایک سالہ موعوم  
 بخلاصۃ الغرض مطبوع موجود ہے آپ کا پہلا عقد آپ کے چچا ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا

۱۳  
 مولانا صاحبزادی ناکتخداخت مولانا وحید الزمان سے

جولاء انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد بطلول ضلع بارہ ٹکی میں کیا جو ایک دختر زوجہ مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ تیسرا عقد آپ کا قصبہ فتحپور ضلع بارہ ٹکی میں مولوی اکبر علی بن راجہ دھندوم سام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی احسان اللہ اور دو صاحبزادیوں ایک زویہ مولوی احمد حسین بن ملک العلماء جید ر اور دوسری زوجہ مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد علی بن مولوی یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کو چھوڑ کر ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ کو انتقال کر گئیں۔

مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نسیم اللہ مذکورہ بالا کتب رسمہ ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں تحصیل انگریزی شروع کی انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور ملازمت حاصل کی دو سال ہوئے کہ وکالت کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی ہے اور اب حیدر آباد میں وکالت کر رہے ہیں۔ عقد آپ کا مولوی عبدالمادی صاحب بن مولوی علی محمد بن ملا معین کی دختر کلان سے ہوا جن سے اس وقت ایک لڑکی حسد سال موجود ہے۔

مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن ملا محب اللہ آپ کتب رسمہ استاد الا سائذہ مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالباقی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور درس فارسی کی تکمیل و تحصیل جناب خواجہ عزیز الدین عزیز سے جو فارسی کے زبردست قائل تھے کی۔ ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس فارسی دیتے رہے اسکے بعد مشغلہ علمی چھوڑ دیا اور طریقہ تصوف اختیار فرمایا نہایت خوش مزاج و خوش فکر ہیں شاعری بھی فرماتے ہیں۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں کلام بہتر ہوتا ہے۔ وارستگی و بفکری مزاج میں بہت زائد ہے۔ اکثر مجالس عراس میں حاضر ہوتے ہیں۔ بحیث آپ کو متعدد ہندو گون سے ہے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب بن حضرت مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے مابرت سلاسل حقیقیہ و قادریہ حاصل ہے عقد آپ کا آپ کی غامہ زادہ بن دختر شیخ غلام نبی مولوی شمس چٹراوی سے ہوا جسے اس وقت

مولوی غلیل اللہ بن مولوی نور اللہ بن مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد علی بن مولوی یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ بن مولوی نور اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نسیم اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن مولوی اکبر علی بن راجہ دھندوم سام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادے مولوی احسان اللہ اور دو صاحبزادیوں ایک زویہ مولوی احمد حسین بن ملک العلماء جید ر اور دوسری زوجہ مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد علی بن مولوی یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محب اللہ کو چھوڑ کر ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ کو انتقال کر گئیں۔

ایک صاحبزائے حبیب اللہ اور ایک لڑکی موجود ہیں۔

مولوی نصیر الدین مولوی حمید الدین مولوی حفیظ الدین ملا حبیب الدین ملا حبیب اللہ  
 صاحب رحمہ مولانا عبد الباقی بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر وطن میں فکر معیشت  
 فرماتے رہے اسکے بعد حیدرآباد تشریف لگے اور بسلسلہ فکر معیشت حیدرآباد میں مقیم رہے  
 ۱۳۱۹ھ میں علیل ہو کر وطن واپس آئے اور شوال ۱۳۱۹ھ میں اپنی والدہ کے دروہر انتقال  
 کیا آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد محلہ دوگانہ ان  
 میں ہوا تھا جسے ایک صاحبزائے انوار اللہ تولد ہوئے۔ انوار اللہ مولوی عبد الحمید صاحب سے  
 تفصیل علوم ابتدائی کر رہے تھے کہ ۱۳۲۰ھ میں بمرض طاعون انتقال کیا انکی والدہ اب تک  
 زیات ہیں۔

مولوی نور الدین بن مولانا انوار الدین بن مولانا احمد عبد الحق جیسا کہ مولانا انوار الدین بن  
 مولانا احمد عبد الحق کے احوال میں گزرا آپ در آپ کے چھوٹے بھائی مولانا علاؤ الدین اپنے چچا کے  
 ساتھ سفر کر کے رامپور اور پورہ مولانا بحر العلوم کی خدمت میں گئے اور تحصیل علم فرما کر فائزہ فرنگی  
 مولانا بحر العلوم سے پڑھا۔ وطن واپس آکر مدت العمر خدمت علم میں مصروف رہے نہایت بڑے  
 عالم حیدرآباد فاضل کامل تھے آپ کے تلامذہ بڑے بڑے باکمال بزرگ علما میں سے ہوئے مشہور  
 عالم بزرگ حضرت مولانا فضل رسول بھائی اور حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی  
 جی چشمہ علم کے بیضیا تھے حضرت مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث اسی خرمین  
 مان کے خواشہ چہین تھے۔ آپ کے بعد اکثر علمائے فرنگی محل کا سلسلہ تلمذ آپ تک پہنچتا ہے  
 فقہ درس بہت وسیع ہوتا تھا۔ باوجود معقول و منقول میں تجربہ کے نہایت ذرا متواضع منکر المراء  
 و خوش خلق تھے۔ علم ظاہری کے علاوہ علم باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا تھا اور والد  
 بیڑ سے بیعت کر کے اُسے اذکار و اشغال سکھائے تھے اور اجازت ارشاد بھی والد ماجد سے حاصل  
 کی۔ علم باطن میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ خود آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے کہ میان نور نور ہی  
 ہیں۔ آپ کی وفات کی خبر سنا کر مولانا شاہ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور میان  
 کے پانوں تک نور ہی نور تھے۔ آپ کے کشف و کرامات بہت ذرا تھے۔ یتیم خانہ و کمالیہ سیاتھا

مولوی نور الدین بن مولانا انوار الدین بن مولانا احمد عبد الحق صاحب سے تفصیل علوم ابتدائی کر رہے تھے کہ ۱۳۲۰ھ میں بمرض طاعون انتقال کیا انکی والدہ اب تک زیات ہیں۔

کہ آپ کے زمانہ بین کوئی آپ کی نظیر نہ تھی۔ جب آپ کے والد ماجد کی وفات ہوئی تو باوجودیکہ آپ فرزند اکبر اور تمام عاجز اور نہیں سبک زیادہ ہر حقیت سے قابل و مستحق جانشینی تھے مگر آپ نے اپنے چچے کو سونپ دیا۔ مولانا محمد احمد کو جو صرف ۱۹-۲۰ ہی سال کے تھے اپنے والد ماجد کا سجادہ نشین کیا اور دوسرے مریدوں کی طرح خود بھی چھوٹے بھائی کو تندرستی۔ باوجود عسرت و تکلیف کے ہمیشہ اسرا کی صحبت سے پرہیز فرماتے کسی میر کے دروازہ پر جانے کا کیا ذکر۔ لیکن اگر کوئی صاحبزادہ حاضر ہوتا کسی امیر سے سفارش کا طلبکار ہوتا یا اس کے پاس چلکر سفارش کرتا تو غلامی نہ کرتا اور حضرت صاحبیت والی میں دبیق نہ فرماتے گو امین آپ کو کیسی ہی رحمت کیون نہ برداشت کرنا پڑتی۔ مریدین آپ کے بکثرت تھے والد ماجد کی حیات ہی سے یہ سلسلہ والد ماجد کے حکم سے شروع ہو گیا تھا۔ بوجہ کثرت تدریس و ریاضت اکثر آپ کو درو کمر کی شکایت رہتا لگی تھی۔ علاج سے کم ہو جاتا تھا مگر بالکل یہ دفع نہ ہوتا تھا۔ والد ماجد کے انتقال سے ۱۹ ماہ کے بعد اس مرض نے ایسا غلبہ کیا کہ آپ پر پہنشی طاری ہو گئی اور ۲۳ ربیع الاول شب یکشنبہ ۱۲۳۵ھ کو وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مزار سے تھوڑا ہٹ کر مغرب جانب جنن واقع ہوا مزار شریف کو حضرت ابنا رحمۃ اللہ علیہ نے بلند کر کے سنگ مرمر کا تھوڑا لگا دیا ہے در جلوہ نور و پیرست۔ مادہ تاریخ انتقال ہے۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن ملا محبت اللہ بن مولانا ابو سعید الرحمن کی صاحبزادی سے ہوا جس نے دو صاحبزادے مولانا سراج الحق اور مولانا بہار الحق اور دو صاحبزادیاں ایک تدبیر مولوی اسد اللہ بن مولوی نور اللہ بنیرہ قاضی غلام مصطفیٰ اور دوسری تدبیر مولوی علیہ اللہ بن مولوی حبیب اللہ پیدا ہوئیں۔ مولانا بہار الحق اور مولانا سراج الحق کے مطلق اول ہو کر گزر گئے۔ مولانا نور الرحمن کی تصانیف میں جس سے سورہ فاتحہ کی تفسیر حضرت مولانا عید الحق رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمائی تھی اور اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ طالعہ قویۃ نفیساً حسناتاً ہر ایک علی جلالتہ مولفہ اسکے علاوہ کتب درسیہ پر غنائی ہیں۔

(تسبیح) حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں مولوی غلام محمد پنجابی نے تحریر کیا ہے کہ مولانا نور الحق کو مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمایا۔

اور اس کے متعلق ایک قصہ بھی لکھا ہے یہ واقعہ اور قصہ بیعت بالکل غلط ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں ہے  
اعضائے اربعہ جسکے مولف سے مولانا نور الحق سے دوستی تھی اور جسکے سلسلے مولانا نور الحق کا انتقال  
ہوا تھا اس میں صاف موجود ہے بیعت ارادت در خدمت اللہ خود میداشت۔ خیر اصل اور  
تمام تذکرہ نہیں بھی ہے اعضائے الانساب جسکے مولف مولانا ولی اللہ کے معاصرین ان میں  
ہے مرید و عقیقہ پرورد خود بودند۔ معلوم نہیں مولف ملفوظ نے یہ روایت کیسے لکھی باوجود  
تلاش کسی دوسری جگہ اسکا ذکر میں نے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی نظام الحق بن مولانا سراج الحق بن مولانا نور الحق مذکورہ بالا حفظ قرآن کے  
بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق سے پڑھ کر فراغت حاصل کی آپ  
نہایت نیک نفس پاک فطرت خوش بیان و اعظمتھے۔ قرآن پاک نہایت خوش آوازی سے  
پڑھتے۔ کچھ زمانہ تک وطن میں خدمتِ علم کرتے رہے اسکے بعد کئی مرتبہ بلادِ پورب (بہار وغیرہ)  
تشریف لے گئے اور وہاں ارشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ بہت لوگ آپ کے سلسلہ بیعت میں  
داخل ہوئے۔ عالم شباب میں مرضِ دق میں مبتلا ہو کر ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ میں انتقال کیا۔  
بیعت و اجازت لینے چچا مولانا برہان الحق سے تھی پھر چچا کے ہمراہ حج و زیارت بھی سرفراہ  
ہوئے تھے۔ عقد آپ کا اپنی پھوپھی زاد بہن مولوی اسد اللہ بن مولوی نور اللہ کی صاحبزادی  
سے ہوا جس نے چار صاحبزادے مولوی حسام الحق اور مولوی مصام الحق اور مولوی عباد الحق  
اور مولوی زہاد الحق اور ایک صاحبزادی زادہ اور لڑے مولوی امان الحق بن مولوی  
برہان الحق پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اذکار گزچکے۔ صاحبزادی نے لاؤ لہر انتقال کیا۔  
مولوی نظام الحق کی زادہ کا انتقال ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ کو ہوا۔

مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق مذکورہ بالا۔  
ولادت ۱۲۹۹ھ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپ نے حضرت شاہ حافظ علی نور رحمۃ اللہ علیہ  
کا کوردی اور مولانا عبد الباقی اور اسٹاڈنٹ مولانا عین القضاۃ اور مولانا عبد الحمید سے  
تحصیل کر کے فراغت حاصل کی اور علم طب مکملے جو انی ٹولہ سے حاصل کیا ایک زمانہ  
تک مطب فرماتے رہے اسکے بعد لازم سرکاری ہو گئے اب آگرہ میں امدادی اسکول میں



مدرس عربی ہیں۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر خرد مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق کیساتھ ہوا جسے اولادین ہوئیں مگر صغر سنی میں انتقال کر گئیں۔ تین صاحبزادیاں بڑی ہو کر کچھڑا ہوئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالعزیز بنیرہ مولوی عبدالقدیر کیساتھ ہوا جو ہنوز صاحبِ دلا دہن ہیں دوسری صاحبزادی کا عقد منشی علی اختر تحصیلدار بن مولوی شیدا علی کاکوڑی کے ساتھ ہوا جسے دو لڑکے خرد سال اس وقت موجود ہیں۔

تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین بنیرہ مولوی غلام زکریا کے ساتھ ہوا۔ جو شکستہ میں لاد لدا اگرہ میں بمرضِ دق وفات پا گئیں۔

شمس العلماء مولانا محمد نعیم بن مولانا عبدالکلیم بن مولانا عبدالرب بن بحر العلوم یکتب درسیہ اذ دل تا آخر اپنے والد ماجد سے تحصیل فرمائے۔ ریاضی مولوی کمال الدین موہانی تمیز مولانا نعمت اللہ سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی اور تڑا ہر گناہ عالم زمانہ ہوئے آخر عمر تک سلسلہ تدریس و تالیف بند نہیں ہوا خاص کر علوم فقہیہ میں کمال و دستِ نظر حاصل فرمائی تھی آپ کے زمانہ میں آپ کا کوئی نظیر نہیں باقی رہا تھا۔ زہد و اتقا و احتیاط میں درجہ اولیٰ حاصل تھا۔ باوجود دستِ نظر و کمالِ علم معمولی استفتوں کا جواب بھی بغیر مکرر کتاب پر نظر کیے ہوئے نہیں تحریر فرماتے تھے۔ باوجود یکہ نہایت عسرت سے بسر ہوتی تھی مگر کبھی دنیا کی جانب رغبت نہیں فرمائی اور نہ کبھی امرا و حکام سے غلامدار کھاگو ٹنٹ کی جانب سے ملا آپ کے علم کے غیر دنیوی گوشش سے شمس العلماء کا خطاب ملا تھا مگر نہ کبھی اس سے ذرا بھی عزت و وجاہت کا قائلہ حاصل فرمایا اور نہ کبھی دربار میں تشریف لینگے اور نہ کبھی سرکاری حکام کی ملاقات کی تکلیف فرمائی۔ ہر جمعہ کو مولوی حیدر علی کی مسجد میں وعظ فرماتے تھے نہایت آہستہ گفتگو فرماتے شکل نہایت ندرانی اور پاکیزہ واقع ہوتی تھی۔ آپ کی صحبت میں حاضرین کو دنیاوی اشتغال سے غفلت اور یادِ خدا کی جانب رغبت پیدا ہوتی تھی۔ باوجود دربابِ دنیا سے قطع تعلق کے جو حاضرِ قدمت ہوتا اس سے اخلاقِ کریمانہ سے پیش آتے۔ میں کسی میں اکثر اپنے ناہمال قصبہ پنجوہ کے شیوخ اور اربابِ فخر کی محل کے نہایت چھنے کیلئے حاضر ہوتا جہاں آپ سب سے بڑے واقفکار تھے۔ آپ شفقتِ بزرگانہ سے باوجود میری کسی

نہایت وضاحت سے امور مستفسر کے جواب عنایت فرماتے ہیں نے جن بزرگوں کو دیکھا ہے  
 انہیں مولانا کے پایہ کو باعتبار علم و عمل باعتبار صورت و سیرت اکثر سے بڑھا ہوا پایا۔ اس کے  
 بزرگوں کے بعد مولانا کی ذات فرنگی محل کی اگلی سوا تو نکی حامل اور اگلے بزرگوں کا  
 نمونہ تھی۔ بیعت و اجازت ارشاد آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی تکریم خیر اعلیٰ میں ہے کہ  
 حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کو مکہ مکرمہ میں سلسلہ چشتیہ میں اجازت  
 حاصل ہوئی تھی۔ مولانا اسلم صاحب فرماتے ہیں کہ حاجی صاحب صوفی حضرت علامہ علیہ السلام بھی  
 آپ سے اجازت حاصل کی تھی جب مولانا حج و زیارت کے مشرف ہوئے تو مدینہ منورہ کے  
 مشہور عالم سید امین رضوان نے مولانا سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ آپ کے سلسلہ بیعت میں  
 ہزاروں اشخاص داخل تھے خاص کر جو اس کے بہت حضرات کو آپ سے بیعت تھی۔ تالیفات  
 آپ کے معلوم ہوا ہے کہ بہت ہیں مگر مکمل نہیں ہو سکے۔ ایک کتاب تنقید الکلام آپ کی مولفہ  
 مطبوع ہے مگر انوس کہ میں اس کتاب کی بھی زیارت کے محروم رہا۔ آپ کی وفات میں  
 ہجرت ۱۳۲۲ ربیع الثانی ۱۳۱۵ کو بوقت شب ہوئی اور دفن صبح کو قبل زوال حضرت  
 استاد الحدیث کے مزار شریف کے پہلو میں واقع ہوا مزار مبارک دیار نگاہ خلافت تھا ادب  
 بھی ہے۔ جب آپ کی وفات ہوئی ہے میرا سن ۱۲ سال کا تھا اور اس زمانہ میں فرنگی محل  
 میں بچوں کو جنازہ میں شرکت کرنے سے بڑھی عورتیں مانع ہوتی تھیں مگر مجھ کو اور میرے  
 ساتھیوں کو شرکت جنازہ کی تاکید کی گئی اور باوجود سخت تپش اور گرمی کے ہزار ہا آدمیوں کے  
 ساتھ ہم نے بھی شرکت جنازہ کی۔ آپ کا پہلا عقد گدھی بھول ضلع بارہ بنکی میں شیخ محمد تقی  
 صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی محمد اکرم صاحب اور ایک صاحبزادی زوجہ اوسے  
 مولوی عبدالحق صاحب چھوڑ کر وفات فرما گئیں دوسرا عقد آپ کا فقیر احمد پور میں  
 شیخ نصیح الدین کی ہمیشہ سے ہوا جسے تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں ان بیوی کا انتقال  
 شوہر نامدار کے بعد ہوا۔ تینوں صاحبزادیوں میں سے بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی  
 تہا دا حق بن مولوی نظام الحق نمبر ۲ مولوی نور الحق کے ساتھ ہوا دوسری کا عقد اپنے  
 چچا زاد بھائی مولوی عبدالحمد بن مولوی عبدالحکیم کے ساتھ ہوا ان کے اذکار اور پڑھنے کے

چوہی صاحبزادی کا عہد اپنے مامون زاد بھائی شیخ مسیح الدین برسر طرب شیخ فیض الدین احمد پولی کے ساتھ ہوا جو آثار اللہ صاحب اولاد ہیں۔ یہ سب ہمین خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے پانچ لڑکے شیخ نظام الدین شیخ قطب الدین شیخ محی الدین شمس الدین قمر الدین ہیں۔ شیخ قطب الدین و نظام الدین نے علم انگریزی تحصیل کی اور انگلستان جا کر امتحان بیڑٹری پاس کیا و دونوں وکالت کر رہے ہیں۔ دونوں کے عقد شیخ نعیم اللہ سید پوری کی دختر ان سے ہوا۔ خدا کے فضل سے دونوں صاحب اولاد ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے دوسرے بچے تحصیل علم انگریزی میں صرف ہیں مولانا نعیم مہتمم مولوی کمال الدین ہائی سکول کلاوا ناظم سکول کلاوا ہیں رسالہ آفتاب الاولیاء وغیرہ کی تیج میں قلم تحریر کیا ہے و اعلم عنہ اللہ

## حرف الواو

مولوی لی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید کتب درسیہ اپنے حقیقی مامون ملا کمال الدین نقی پوری تلمیذ شاہ اللہ سے پڑھ کر فراغت علی حاصل فرمائی۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے نحر پور فرمایا ہے کہ استاد اللہ سے بھی پڑھا تھا و اللہ اعلم۔ علمائے گرامی اور فضلاء نے نامہ امین سے تھے۔ سلسلہ تدریس تالیف آخر تک جاری رکھا۔ آپ کے حلقہ تدریس سے بڑے بڑے علمائے روزگار فارغ التحصیل ہو کر مشہور زمانہ ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست میں آپ کے حسب ذیل تلامذہ کے نام ہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادوں کے علاوہ مولانا عبد النافع بن بحر العلوم مولوی فضل امام خیر آبادی (والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی) قاضی سراج الدین بوبانی مولوی احسان اللہ انامی مولوی نظام الدین دیوی مولوی شاہ نعیم اللہ بھڑاچی قاضی رکن الدین نقی پوری انشا اللہ خان شہود شاعر مولوی عبد الواہد خیر آبادی مولوی لطیف اللہ بنگالی سید شاہ شاکر اللہ ایک لکھنؤ جھکو آخری نام کے متعلق بیان کرنا ضرور ہے اگر یہ حضرت سید شاہ شاکر اللہ سندھوی کا اسم گرامی ہے تو یقیناً غالب صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب کتب درسیہ نظام الدین ہی سے ختم کر لیے تھے اور انھیں کی حیات میں ختم کتب فرما کر حضرت میر سید ہمایل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت استاد اللہ کے حکم سے بہت کی تھی۔ الغرض مولانا محمد ولی کا شہرہ علم و سلسلہ درس دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف سے اپنے والد ماجد کی جگہ پر قاضی پرگنہ ملاوان کے مقرر ہوئے اور جب تک کہ

فتاویٰ کے احکام شرعیہ میں حکام دفت کے جانب سے بجا مدت شروع نہیں ہوئی آپ قاضی سے  
اسکے بعد استفادہ اعلیٰ فرما کر دین میں قیام اختیار فرمایا اور تالیفات متعدد میں مصروف ہوئے  
سہ ماہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی تالیفات میں سے سلم کی شرح اور حواشی زادہ علیہ علیہ  
اور حواشی زادہ علیہ علیہ شرح المواقف پر آپ کے حواشی مستقلہ ہیں دیگر درسی کتب پر حواشی ہیں میں  
شرح سلم سے استفادہ کیا ہے۔ عقد آپ کا آپ کی مامون زادہ بن یعنی ملا کمال الدین کی دختر  
سے ہوا جنہ تین صاحبزائے مولوی عزیز اللہ مولوی منشی ظہور اللہ مولوی نور اللہ تولد ہوئے  
سب کے اذکار اور پرگزہ رکھے۔

مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عبد الرحمن بن ملا سعید بن قطب  
راس المحققین سراج المدققین جامع مقول و منقول حادی فروع و اصول الملاحی بالمرہ السابین  
السابقین علی العلماء المتأخرین قدوة الکابر والاصغر مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ علیہ  
فرنگی محل میں جن پند بزرگوں پر اللہ تعالیٰ نے باعتبار وجاہت دنیاوی اور خدمت علم کے غیر معمولی  
فضل و عنایا سے رہائے تھے ان میں سے مولانا ولی اللہ بھی تھے اساذ اللہ اور بحر العلوم اور  
ملا مین کے بعد یہ چوتھا مشہور میدان علم و تالیفات کا ہے جو کثرت تالیفات میں اگلوں سے  
بھی بادی بیگیا تھا۔ فرنگی محل میں آپ پہلے عالم ہیں جس نے تفسیر قرآن مجید تحریر فرمائی آپ کے  
قبل اس کے بعد کسی نے خدمت قرآن اس قدر نہیں کی جیسے آپ کی البتہ آخر زمانہ میں حضرت  
اسلامیہ علیہ نے تفسیر لکھنا شروع فرمائی تھی چند ہی پاروں کی تفسیر ہوئی تھی کہ حضرت  
ارجسٹ صوفیات ہو گئی۔ مگر شک ہے دو عالم فرنگی محل میں ایسے گزرے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کی  
عقد آپ ہی ہے کسی آیت یا چھوٹی سورۃ کی تفسیر کی یہاں پر بحث نہیں ہے مولانا ولی اللہ کی یہ  
وفات بہت بڑی قطع کی سات موی ہوئی جلد و نہیں بزبان فارسی ہے مولانا ولی اللہ کی دلائل  
میں سے میں ہوتی تحصیل علم ابتداء اپنے مامون مولانا عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب اور  
نعم خاں مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اسکے بعد متوسطات اور مطولات اپنے چچا مولانا حسین  
نبیر علی صاحب اللہ سے پڑھے فارغ التحصیل ہو کر کتب مقدسین اور کلام متاخرین کا مطالعہ شروع کیا  
جسٹان کہیں خزانہ کتب پایا ان میں سے کتابیں لیکر مطالعہ فرمایا مگر شک کہ کتب مقدسین و متاخرین پر

حادی ہو گئے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے من اکابر العلماء والواقفین علی  
 تحقیقات المتقدمین والمتأخرین نال من البراعة والمهارة بالخط الوفرد الف تالیف کثیرہ  
 تدریس علی صعودہ علی معارج العلوم العقلیہ والنقلیہ۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب تہذیبہ پھلوری  
 ارشاد فرماتے تھے کہ استاد معظم یعنی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ علماء فرنگی محل میں سب سے  
 زاہد مولانا دلی اللہ کے کتب کا مطالعہ فرماتے اور سب کے زاہد انکی تعریف میں کلمات ارشاد  
 فرماتے (انتہی کلام) مدت العمر خدمت علم تالیف و تدریس میں بسر فرمائی حلقہ درس نہایت  
 وسیع ہوتا اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ثروت و جاہت ظاہری بھی عنایت فرمائی تھی ہمیشہ  
 سرکار اودھ میں عزیزی عمد و پیر مقرر رہے و ذرا اور امر الاحترام و تعظیم سے پیش آتے۔ عمر بھی  
 خداوند تعالیٰ نے بڑی عنایت فرمائی تھی بالآخر عرصہ صغر سن ۱۲۷ھ شنبہ کو بعد ۸۸ سال  
 وفات پائی بعیت آپ کو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی جیسا کہ اعضان سے ظاہر  
 ہوتا ہے اور مجھ سے خود آپ کے فرزند مولانا انعام اللہ نے بھی یہی بیان کیا تھا۔ پیر و مرشد سے  
 آپ کو غیر معمولی حسن عقیدت اور شغف محبت تھا اعضان اربعہ کی تالیف محض حضرت کے  
 حالات و ملفوظات لکھنے کی غرض سے کی تھی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر و مرشد کی بھی  
 کس قدر عنایت مولانا کے حال پر مہذب دل تھی مولانا کی تالیفات حسب ذیل ہیں کہ حاشیہ بر  
 میرزاہ رسالہ جسکی تالیف سن ۱۲۱ھ میں فراغت ہوئی حاشیہ بر میرزاہر ملاحلا جلد ۱۲۱ھ قائم رہ  
 شرح ہدایہ الحکمۃ للصدۃ الشیرازی۔ حاشیہ بر حاشیہ کمال علی شرح العقائد الکبالی ورحۃ اللہ علیہ  
 ملا سید کے ارشاد کے مطابق تحریر فرمایا تھا اور یہ سن ۱۲۵ھ میں ختم ہوا۔ رسالہ جوی بیفت اللہ  
 بحسب علم میں شروع تالیف اس رسالہ کی پختہ ۱۹ اشوال سن ۱۲۵ھ میں اشارہ اہم میسید  
 ہوئی اسکے بعد اسکی شرح بھی خود تحریر فرمائی جو اشوال سن ۱۲۷ھ کو ختم ہوئی۔ ایک رسالہ  
 تشکیک میں ایک سالہ بحث کلامی ہذا کا ذب شرح سلم العلوم۔ نفائس الملکوت شرح مسلم  
 جو دو بڑی موٹی جلدیں ہیں با ایک سلم سے ہے۔ رسالہ عمدۃ الوسائل یہ رسالہ فارسی میں حضرت  
 قطب لاقطاب اور حضرت قطب شہید اور حضرت قطب لاقطاب کے خلفاء اور اساتذہ الہند کے  
 بعض تلامذہ کے حالات میں صاحبزادہ والا تبار حضرت سید شاہ غلام علی بانسوی نمبر ۱۲۷ھ

قطب لاقطاب کے ارشاد سے لکھا گیا۔ حاشیہ پر نیز ہر شرح موافقت رسالہ مباحث سلطنت ریاست  
 موسوم بہ آداب السلاطین۔ مرقۃ المؤمنین و تنبیہ الغافلین نے مناقب آل سید المرسلین۔ شرح  
 غایۃ العلوم۔ شرح معارج العلوم۔ کشف الابرار فی خصائص سیدالابرار۔ حاشیہ ہدایہ چار ضخیم جلد دین  
 عبادت و معاملات پر (غالباً چاروں جلدوں پر) تذکرۃ المیزان۔ مکملہ شرح سلم  
 مولانا احمد عبدالحق۔ مکملہ شرح سلم ملاحسن۔ تفسیر متعدد ابجاء ہر سات جلد دین جسکا ذکر اوپر  
 ہو چکا ہے۔ افغان اربعہ ایمن مولانا انوار الحق کے کرامات ذکر ہیں اور قطب شہید کی تمام  
 اولاد کا جملہ ذکر ہے اسی تذکرہ پر بعد کے تمام تذکرہ نویسان فرنگی محل کا اعتماد ہے۔ میں نے  
 انہیں سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ صدر اور عمدۃ الوسائل اور افغان اربعہ دیکھی ہیں  
 شرح مسلم الثبوت کے متعلق مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ اسکے آخر میں  
 مولانا دلی اللہ نے اپنے ان دونوں لڑکوں کے متعلق دعا کی ہے جو بیرونی بیوی سے تھے  
 میں نے شرح مسلم الثبوت خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے جسکا ختم ۲۶ شعبان ۱۲۲۹ھ  
 یوم چار شنبہ میں ہوا ہے اسکے آخر میں اولاد عطا ہوئی دعا ہے نہ کہ کسی اولاد موجودہ کیلئے دعا  
 عجیب مر یہ ہے کہ یہ مسودہ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور خود مولانا کے  
 قلم سے اس پر تحریر ہے کہ میں نے اسکو اول سے لیکر آخر تک ۱۲۵۷ھ میں مطالعہ کیا ہے واللہ اعلم  
 مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ مولانا دلی اللہ کے ان تصانیف کے علاوہ بہتے  
 دیگر تالیفات صاف شدہ اور مسودات نہایت نفیس معقولات اور منقولات میں تھے مگر ان کے  
 چھوٹے صاحبزادہ نے اپنی غفلت سے اسکو ضائع فرمادیا۔ مولانا نے تین عقد برداری میں کیے۔ پہلا  
 عقد آپ کا فقہ و ضلع بارہ نکی میں حکیم عبد الغنی حفید ملا کمال الدین کی دختر سے ہوا جو لا ولد  
 وفات پانگین دوسرا عقد شیخ منہاج الدین سہالوی از بنی اعوام قطب شہید کی صاحبزادی سے  
 ہوا جو ایک صاحبزادی زوجہ مولوی اکرام اللہ بن ملا سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ اور ایک صاحبزادہ  
 زری لوی انعام اللہ صاحب چھوٹے وفات پانگین۔ تیسرا عقد آپ کا ایٹمی میں شیخ عبداللہ ایٹمی  
 بنیرہ ملا جیون مولف نورالانوار کی دختر سے ہوا یہ بیوی مولانا امیر علی شہید کی سالی تھیں۔  
 چوتھے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے مولوی انفال اللہ اور مولوی صفی اللہ تولد ہوئے۔

یہ بیوی مولانا ولی اللہ کے بعد بھی حیات رہیں۔ مولانا ولی اللہ کی ان دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی مسیح اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جو محرم ۱۲۳۵ھ میں دو صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پا گئیں سب کے اذکار اور پرگزر گئے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے انکے علاوہ دو صاحبزادے ایک بیرونی بیوی سے تھے اخصان اربعہ میں انکا ذکر نہیں ہے واللہ اعلم۔

مولوی وحید اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب۔ آپ حضرت حاجی شاہ دارشعلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و مین سے ہیں ہمیشہ سے شان فقیرانہ رکھتے ہیں آخر عمر میں آپ نے مولوی عبد البکیل پر و فیروز خاں رس کا کچ کی سالی سے عقد کیا جو ایک صاحبزادہ مولوی حیات اللہ کو چھوڑ کر بمرض و ق وفات پا گئیں دوسرا عقد آپ نے بیرونی بیوی سے ضلع گونڈہ میں کیا جسے تین صاحبزادے خرد سال موجود ہیں جنکے نام سعید اللہ، سلام اللہ، انعام اللہ ہیں خدا مولوی وحید اللہ صاحب کو زندہ و سلامت رکھے انب و نگی محل میں آپ ہی سب سے بزرگ ہمارے سرونبر بانی ہیں۔

مولوی حکیم دہاج الحق بن ملا المعان الحق بن مولانا بہان الحق نبیرہ مولانا انوار الحق۔ جناب حکیم صاحب نے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ متفاوت بلچنے والد ماجد سے اور معقولات و ادب مولانا عین القضاۃ سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی اسکے بعد علم طب کی تحصیل کی جانب توجہ فرمائی اور حکیم محمد حسن دہلوی اور جناب حکیم عبد العزیز صاحب دریا بادی سے اولاً کتب طبیبہ پڑھے اسکے بعد بھوانی ٹولہ کے نامور اطباء جناب حکیم عبد العزیز اور جناب حکیم عبد الحی صاحب سے تکمیل طب بسر مائی اسکے بعد مطب شروع فرمایا اور ایک مدرسہ بنام طبیبہ و جامعہ اصول جدید پر قائم فرمایا جو کئی سال سے کالج کے درجہ پر ترقی دیدیا گیا ہے اس مدرسہ کے متعلق دارالافتاء اور ایک مفید شفا خانہ کا بھی حکیم صاحب نے افتتاح فرمایا ہے جس سے عوام کو مفت دواؤں تقسیم ہوتی ہیں اعمال بالید یعنی سرجری کے کام کیلئے بھی ایک ڈاکٹر موجود رہتا ہے آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم معراج الحق صاحب بھی اُس میں کام کرتے ہیں کامیابی کے ساتھ یہ کالج اور اسکے متعلق شفا خانہ ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ کالج میں طب کے

مولوی مسیح اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جو محرم ۱۲۳۵ھ میں دو صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پا گئیں سب کے اذکار اور پرگزر گئے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا ولی اللہ کے انکے علاوہ دو صاحبزادے ایک بیرونی بیوی سے تھے اخصان اربعہ میں انکا ذکر نہیں ہے واللہ اعلم۔

کتب فارسی و عربی میں پڑھائے جاتے ہیں اور اسناد حسب قواعد دیے جاتے ہیں حکیم صاحب اور  
 اُنکے صاحبزادے کے علاوہ دیگر مدرسین بھی اس مدرسہ میں کام کرتے ہیں اسکے متعلق ایک کمیٹی بھی  
 قائم کھلی ہے۔ حکیم صاحب نے سن ۱۹۰۷ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج بھی کیا تھا۔ آپ کو بیعت اجماع  
 ارشاد اپنے والد ماجد سے ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو حاصل ہوئی۔ آپ نہایت قابل طبیب ہیں  
 حکیم امجد علی صاحب نہیں و آنریری مجسٹریٹ دہلی نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب قدر قواعد طب کے  
 مطابق نسخے میں تے حکیم و ہاج الحق کے پائے کسی دوسرے لکھنؤ کے طبیب کے تین پائے۔ آپ  
 اپنی اس مرض و دوا کے متعلق ظاہر کرنے میں باطبع نہایت آزاد ہیں اور اس میں کسی کی پرواہ  
 نہیں کرتے۔ حکیم صاحب کا عقد اولاً لکھنؤ میں ہوا تھا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی  
 ان بیوی کا اولاد انتقال بمرض سل و دق ہو گیا۔ دوسرا عقد حکیم صاحب کا چچہ میں شیخ غلام نبی  
 مولوی کی دختر سے ہوا جسے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں باقی رہیں دونوں صاحبزادوں  
 مولوی سراج الحق اور مولوی حکیم معراج الحق کا تذکرہ اوپر گذر چکا۔ صاحبزادہ یحییٰ سے بڑی لڑکی  
 کا عقد شیخ تاج الدین بن شیخ دہلج الدین بیر سٹرا احمد پوری کے ساتھ ۲۳ رجب ۱۳۱۷ھ کو ہوا جسے  
 تین صاحبزادیاں خرد سال اس وقت موجود ہیں۔ بقیہ دونوں صاحبزادیاں تو رام پیدا ہوئی تھیں  
 ہنوز ناکندہ ہیں۔ (راج و نون صاحبزادوں کو شعیان ۱۳۱۷ھ میں شیخ مکرم علی و شیخ مشرف علی پیرن شیخ اکرم علی  
 مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق نمبر ۱ مولوی برہان الحق مذکورہ صدر۔ آپ نے ابتدائی  
 کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کر کے فلک ملازمت کی  
 اب بعدہ قانون گوئی ضلع فتحپور مسوہ میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد راجہ میاں کی صاحبزادی سے ہوا  
 ساگذشتہ رمضان ۱۳۱۷ھ میں یہ بیوی دو خرد سال صاحبزادے چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ ایک  
 لڑکا چند دن کے بعد فوت ہو گیا موجود لڑکے کا نام دیم الحق ہے خدا زندہ رکھے۔  
 مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق مذکور۔ آپ نے بھی ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ  
 نظامیہ میں پڑھ کر انگریزی شروع کی ادبی سے تک پڑھ کر ملازمت کی فکر کی ٹینگ پاس  
 کر کے بعدہ مدرسہ ملازم سرکاری ہو گئے۔ اسکے بعد سرکار نظام کی سلاک ملازمت میں داخل ہو گئے  
 اور بسلسلہ ملازمت سرشتہ تعلیم عثمان آباد مملکت نظام میں مقیم ہیں۔

۵۵ دربار میں موت راجہ تان کر شادی و عیادت

۵۶ مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق نمبر ۱ مولوی برہان الحق مذکورہ صدر۔ آپ نے ابتدائی



## حرف الہاء

مولوی ہدایت الدین مولوی شرافت الدین مولوی کرامت الدین میرہ ملا رضا میرہ بڑے بھائی مرحوم تھے جو مجھ سے عمر میں تھیں ۲۰ سال بڑے تھے اُن کا پہلا لڑکا جو خرد سالی میں مر گیا مجھ سے ۲۰ دن چھوٹا تھا۔ ولادت آپ کی ۳ رمضان ۱۳۱۷ء کو ہوئی۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب ابتدائہ رسمہ پڑھ کر انگریزی شروع کی انگریزی پڑھنے کے بعد عربی پڑھنا شروع کی اور مولوی عبدالباقی بن مولوی علی محمد اور مولوی انعام الدین مرحوم بن مولوی انعام الدین صاحب کتب منقول مثل شرح وقایہ ہدایہ سوطا شریف کے پڑھے کتب منقولہ تھوڑے پڑھے تھے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے وہاں وکالت کا امتحان پاس کیا اور حیدرآباد ہی میں وکالت کرتے رہے چونکہ جائداد کا کوئی منتظم نہ تھا اس لیے تمام انتظام خراب ہو رہا تھا والد ماجد کے ہزار پر وطن واپس آکر انتظام جائداد کرتے رہے امور دنیاوی کا نہایت بہتر سلیقہ تھا نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھے محلہ کی تقاریب و تعمیرات و اعراس کا انتظام آپ ہی نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے مدرسہ نظامیہ میں ایک زمانہ تک طلبہ کو درس دیتے رہے جسے مدرسہ میں دارالقامہ قائم ہوا اس وقت سے وفات تک آپ مہتمم دارالقامہ رہے لڑکوں پر شفقت پرانہ فرماتے تھے اپنے والد کی جائداد کا ایسا بہتر انتظام کیا کہ اس وقت سے جبکہ جائداد نبضہ میں آئی وقت وفات تک جائداد کی آمدنی دو گنی ہو گئی باوجود امور دنیاوی میں انہماک کے ہمیشہ صلاح و تقویٰ سے بسر فرمائی ہر قسم کی اچھی اور بری صحبت و خیرین شرکت دوستانہ فرمائی مگر اپنا دامن محرمات شرعیہ ملوث نہ کرنے دیا حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور جمیع سلاسل میں اجازت ارشاد پائی تھی۔ پیر و مرشد سے بید اعتقاد اور شغف محبت تھا۔ اکثر اوقات حضرت کے احوال و قصص بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے معلومات عامہ بھی بہت زیادہ تھے۔ مجھ کو چونکہ بچپن سے اپنے بڑے بھائی صاحب مرحوم ہی کے پاس رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا تھا اس لیے ان کی فیض محبت سے بہت ذرا واقعات اور قصص و حکایات مجھ کو معلوم ہوئے۔ میر والد ماجد سلسلہ ملازمت ہمیشہ باہر رہے اس لیے ہم سب کی تربیت و تعلیم بھائی صاحب کے متعلق تھی اور سچ یہ ہے کہ جو کچھ بھی مجھ کو آیا اس میں بڑا دخل بھائی صاحب کی تربیت کا بھی تھا۔ حضرت استاذ

رحمۃ اللہ علیہ کو بھی میرا خیال ہے کہ اپنے تمام عزیزوں سے زائد بھائی صاحب مرحوم کا خیال اور  
 اسے محبت تھی۔ میں نے اپنی عمر میں حضرت استاد کو کسی دوسرے عزیز کے انتقال پر اتنا متاثر ہونے  
 کم دیکھا ہے جیسا کہ بھائی صاحب مرحوم کے انتقال پر متاثر ہوئے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم اکثر درگاہ  
 میں مبتلا رہتے تھے جس سے انکی صحت بہت خراب ہو گئی تھی دفعۃً جانے والی سلسلہ میں اپنی  
 شوق پر فانیج کا حکم ہوا اس سے رفتہ رفتہ بالکل صحت ہو گئی صحت خفیف ضعف کے سوا اور کوئی اثر  
 بھی فانیج کا نہیں رہا تھا کہ اس اثنا میں ۹ ذیقعدہ سلسلہ کو انکی منتظم اور نہایت سجدہ را اور  
 عاقلہ بیوی کا بمرض استقا انتقال ہو گیا جسے بھائی صاحب کے داغ اور اعضا پر نہایت خطرناک  
 اثر ڈالا اور اسکے بعد سے اضحلال برہنہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ ادا خدی اکبر سلسلہ کو دوبارہ  
 فانیج کا بائیں جانب حملہ ہوا جس سے جانبری ہو سکی اور ۶ محرم سلسلہ یوم دوشنبہ کو تقریباً  
 اسیکے انتقال کیا۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان میں نقش لاکر اسی جگہ اور انھیں  
 تختہ پیر غزل پہنایا۔ انکے پیر و مرشد کو غسل دیا گیا تھا۔ اور بعد مغرب مولانا محمد احمد اور مولانا  
 نور الحق صاحبزادگان مولانا انوار الحق کے مزار و نمکے درمیان دفن کیے گئے۔ آپ کا عقد  
 مولوی احمد اللہ بن مولانا ثمت اللہ کی صاحبزادی سے سلسلہ میں ہوا جسے اولاد کثرت سے  
 ہوئی مگر زندہ نہ رہی بھائی صاحب کے انتقال کے وقت صرف تین صاحبزادے مولوی بخادت اللہ  
 اور مولوی محمد حافظ صبغت اللہ اور مولوی حکیم محمد سمیع ارادت اللہ اور دو لڑکیاں موجود تھیں  
 لڑکوں کے حالات اد پر ذکر ہو گئے۔ بڑی لڑکی کا نکاح اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد شفیع  
 حجت اللہ کے ساتھ ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر یہ لڑکی سلسلہ میں لاد لہ بمرض  
 ذات الجنب انتقال کر گئی دوسری لڑکی کا عقد مولوی حامد حسن بن مولوی نور الحسن بن مداح  
 رسول مولوی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا گوردی کے ساتھ سر و جب سلسلہ کو ہوا جو ایک خرد  
 سال لڑکی چھوڑ کر بمرض دن ۳۰ جمادی الثانیہ سلسلہ میں انتقال کر گئیں یہ خرد سال لڑکی  
 بھی اسی سال رمضان سلسلہ میں بمرض چھپک انتقال کر گئی۔ اب لڑکیوں سے کوئی  
 اولاد نہیں باقی ہے۔

## حرف الباء

مولوی محمد یوسف بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ۔ آپ ملا حسن کی رامپوری بیوی کے صاحبزائے تھے۔ تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی اور بعد ختم کتب درسیہ رامپور ہی میں مقیم رہے اور وہاں وفات پائی۔ زیادہ حالات بوجہ ترک تعلقات معلوم نہ ہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان نیر ملا حسن۔ کتب درسیہ آپ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور کسب معیشت کی غرض سے حیدر آباد ہی میں سکونت فرمائی زیادہ حالات مجھ کو نہیں معلوم ہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی محمد اسحاق بن ملا محبت اللہ بن ملا احمد عبدالحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر علم طب بھی حاصل فرمایا اسکے بعد کسب معیشت کی جانب توجہ کی اور امرے لکھنؤ کی صحبت میں بھینس گئے دکان علم اکبر میں عقلہ اور عقائد مذہبی میں غلغلہ واقع ہو گیا۔ لکھنؤ کے کسی امیر کے ساتھ مرشد آباد چلے گئے وہاں ہیفیہ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔

آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں خود سال چھوڑ کر اپنے شوہر کے مدبرہ و انتقال کر گئی تھیں۔ ان بچوں کی پرورش انکی دادی نے کی جب خبر انتقال مولوی محمد یوسف کی والدین کو معلوم ہوئی سخت متاثر ہوا والدہ ماجدہ نے اسی غم میں قصد ہجرت کیا اور اپنے شوہر کے بھتیجے ملک العلماء مولانا حیدر کے ہمراہ حج کو روانہ ہوئیں اور جیسا کہ ملا حیدر کے ذکر میں گذرا وہاں اپنی جہاز غرق ہو گیا مولانا اسحاق کی بیوی بھی غرق ہو گئیں۔ مولوی یوسف کے صاحبزادہ مولوی محمد علی کے ذکر اور پرگزرجکا انکی دونوں صاحبزادہ پونین سے ایک کا عقد مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد مولانا حسین بن ملا مبین کے ساتھ ہوا جبکہ انکا راز پر گزر گئے۔

مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد علی بن مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محبت اللہ۔ آپ نے کتب درسیہ مولوی خادم احمد اور دیگر علماء سے پڑھے اسکے بعد فکر معیشت کی جانب توجہ فرمائی اخبار کا نامہ اور مطبع جاری فرمایا جو ایک مدت تک نہایت خوبی سے چلتا رہا آپ کو پیرائے سالی میں سابق انتظام اسکا باقی نہیں رہا اور آخر کار بند ہو گیا۔ آپ نے حکام کی نظر و نظیر

از خیر العمل

بھی اعزاز پزیر کیا تھا آپ نے آخر زمانہ میں بوجہ مطیع اور اخبار کے بند ہو جانے اور آمدنی نہ رہنے کی  
 نہایت عسرت میں بسر فرمائی غیور بہت زائد تھے اس لیے دست سوال امرا کے سامنے دراز نہیں  
 فرمایا آخر ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ میں طویل علالت کے بعد انتقال فرمایا آپ کا عقد مولانا نعیم اللہ بن  
 مولانا حبیب اللہ کی دختر سے ہوا تھا جو ۱۵ سالہ شوہر کی حیات میں ۱۲۱۵ھ میں فات پاکستان میں  
 فرنگی محل سے ایک دختر تھیں جو مولوی حکیم اتیا زالحق صاحب بن مولانا لعل خان الحق بنیرہ  
 مولانا نور الحق صاحب کے منسوب ہوئیں یہ بھی ایک خرد سال لڑکے محمد سعید کو کچھ لڑکے ۱۳۲۳ھ میں  
 میں بمرض ہیضہ انتقال فرما گئیں۔ اب مولوی اسحاق صاحب کی اولاد پسری میں کوئی باقی  
 نہیں ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایک زمانہ تک مدرسہ اشاعت العلوم کے بھی مہتمم تھے  
 و منظم رہے تھے یہ مدرسہ مولانا عبدالحی اور مولانا عبد الوہاب رحمہما اللہ نے ابتدائی تعلیم کے لیے  
 قائم کیا تھا جس کے ناظم مولانا عبد الوہاب صاحب تھے مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال  
 تک یہ مدرسہ نہایت آب و تاب سے چلتا رہا اسکے بعد مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ  
 اپنی مصروفیتوں کے اس سے علمی و تحقیقی اور یہ مدرسہ کمزور ہو گیا اس پر بھی ۱۳۱۵ھ تک  
 مولوی یعقوب صاحب کے اہتمام میں کسی نہ کسی طرح چلتا رہا آخر کار بند ہو گیا۔ حضرت استاذ  
 رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عالیہ نظامیہ کو انھیں بنیاد و بنیاد سے اسے پیمانہ پر قائم فرمایا  
 اور خدا کے فضل و کرم سے اب تک قائم ہے۔

مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید تحصیل علوم حضرت  
 استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور ملا حسن سے کمر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ زبردست عالم اور  
 مفتی تھے خاص کر علوم دینیہ میں ایسی ہمارت حاصل تھی کہ اپنے زمانہ میں ان علوم کے ممتاز افراد  
 میں سے تھے استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں آپ کی تدریس کی شہرت ہو گئی تھی  
 آپ کی دیانت اور تقویٰ پر عوام اور خواص سب کو بھر دیا تھا یہاں تک کہ سرکارِ اودھ کی  
 جانب سے آپ کو عہدہ افتا سپرد ہوا جس کو آخر عمر تک آپ نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے  
 حکام کو آپ کے فتا و پر بہت زائد اعتبار و اعتماد تھا۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے  
 تھے یاد الہی میں بسر فرماتے تھے اور گھر پر فتوہ و دستخط فرماتے اپنے صاحبزادہ مفتی احمد ابوالرحم

کو طریقہ نوتے لکھنے کے سکھاتے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے بذات خاص نگران فرماتے۔  
 نصف قرآن شریف بھی حفظ فرمایا تھا آخر ۶۳ سال کی عمر میں بعد شاہ عالم وفات پائی۔ عقد  
 آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولانا احمد عید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سے ہوا تھا جسے چاچا صاحبزاد  
 مولوی عبدالقدوس اور مولوی مفتی احمد ابوالرحم اور مولوی ابوالکرم اور مولوی ابوالفضل اور  
 تین صاحبزادیان پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اذکار اور پیر گوئی کے صاحبزادوں میں سے ایک کا عقد  
 مفتی ظہور الدین ملا دلی کے ساتھ دوسری کا عقد اپنے مامون زاد بھائی ملا حبیب الدین صاحب  
 کیساتھ ہوا ان دونوں کے تذکرے اوپر گزے تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض الدین  
 لکھنوی کے ساتھ ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی قدرت علی اور مولوی وزیر علی پیدا ہوئے ان  
 ان دونوں صاحبزادوں کے حالات بطور تفصیل آخر کتاب میں ذکر کر دینگا۔ اولاد قطب شہید میں  
 انکی اولاد کا تذکرہ ہے وجہ تھا۔ مفتی صاحب کے تلامذہ میں سے منشی غلام مرتضیٰ کا کوڑی بھی تھے  
 مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نیرہ مفتی محمد یعقوب مذکورہ بالا۔ ولادت آپ کی آپ کے  
 دادا کی حیات میں ۱۲۲۳ھ میں نبی کثر کتب درسیہ آپ کے اپنے والد ماجد سے پڑھے رسالہ تو شبیر  
 مولانا نور الدین ملا دلی سے پڑھا اور کچھ کتابیں مولانا مفتی ظہور الدین سے پڑھ کر فایز التحصیل  
 ہوئے۔ سیر و صورت دونوں میں یوسف ثانی تھے نہایت خوبصورت کسرتی بدن تھا در زرش  
 آخر عمر تک ترک نہیں فرمائی ایک مدت تک وطن میں تدریس و تالیف میں مصروف رہے  
 آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد عمدہ افتا آپ کے سپرد ہوا تھا جسکو عذر مسئلہ تک آپ  
 انجام دیتے رہے ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۵۷ء کے قدر میں آپ کا گھر بار لوٹ لیا گیا تھا اسمین  
 آپ کے مال و اسباب کے ساتھ کتب خانہ بھی بہت کچھ ضائع ہو گیا اس کے بعد نہایت عسر و  
 بسر ہوتی تھی سفر حج کا ارادہ فرمایا مگر زاد راہ ممکن نہوا ۱۲۵۸ھ میں جب آپ کے شاگرد مولانا  
 عبدالکلیم بن مولانا امین اللہ جو پور سے خیر آباد چلے گئے تو آپ کو اپنی جگہ پر جو پور میں  
 مقرر کر گئے ۱۲۶۳ھ میں جب مولانا عبدالکلیم صاحب اپنے صاحبزادہ مولانا عبدالحی کا نکاح  
 کرنے آئے تھے جو آپ کی پوتی سے ہونیوالا تھا تو آپ بھی جو پور سے اپنی پوتی کے عقد میں  
 شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اس اثنا میں آپ سمعت علیل ہو گئے یہاں تک کہ سب کو آپ کی

حیاتے مایوسی ہو گئی اس اثنا میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ آپ کی موت  
 سفر میں ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا عقد سے فراغت کے بعد جب مولانا عبدالحلیم صاحب <sup>۱۲۸۵ھ</sup>  
 میں حیدرآباد واپس جانے لگے تو باصرہ آپ کو حیدرآباد چلنے پر راضی کیا مگر مولوی حید حسین صاحب  
 وکیل بن حاجی امام بخش جو پوری دوالہ نواب عبدالحمید و جہ نواب محمد یوسف زبیر امیر علم  
 نے کی طرح آپ کو اپنے مدرسے جانے نہ دیا مجبوراً آپ نے جو پور میں تھوڑے دنوں قیام  
 فرمایا اور شعبان <sup>۱۲۸۵ھ</sup> میں وطن آکر کچھ بیٹی بارادہ حج روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ پہنچ کر کچھ قیام  
 فرمایا اور آخر شوال میں بارادہ زیارت مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ  
 و صلوٰۃ و تسلیم روانہ ہوئے راستہ سے بخارا اور اسماں میں مبتلا ہوئے مدینہ منورہ پہنچ کر  
 وازلیقہ <sup>۱۲۸۵ھ</sup> کو انتقال فرمایا اور حین البقیع میں دفن ہوئی قطوبی لہ من حسن خاتمہ  
 و فضل مضع و مدفن۔ آپ نہایت عابد و زاہد شب زندہ دار تھے۔ جو پور میں حافظ قدرت اللہ سے  
 میں نے سنا کہ آپ کا معمول تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور عبادت اور ذکر یا بھر فرماتے  
 صبح ہونے پر نماز فجر کے بعد تلاوت مستحکم آن شریف فرماتے اسکے بعد وزش فرماتے وزش کے بعد  
 غذا نوش فرماتے اور شب روز میں صرف اسی وقت غذا نوش فرماتے اسکے بعد سے درس  
 شروع ہوتا ان کے تک درس ہوتا اسکے بعد تھوڑی دیر تالیف و تصنیف میں صرف فرما کر  
 آرام فرماتے اٹھ کر نماز عصر سے فراغت کے بعد پھر تدریس فرماتے مغرب کے بعد پھر تالیف و  
 تصنیف میں مصروف رہتے عشا کی نماز کے بعد آرام فرماتے یا پھر مولانا کی دیانت کے متعلق  
 ایک قصہ جو مجھ سے میرے والد نے بیان فرمایا تحریر کرتا ہوں والد ماجد فرماتے تھے کہ غدر کے  
 پانچ چھ سال کے بعد جبکہ میری عمر تقریباً ۱۱ سال کی ہوگی ایک انگریز فرنگی محل میں مفتی محمد یو  
 صاحب کو دریافت کرتا آیا مجھ سے بھی مولانا کو پوچھا میں نے پتہ بتا دیا مجھ سے کہا کہ چل کر  
 وہاں تک پہنچا دو میں مولانا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک انگریز آپ کو درپشت  
 کر رہا ہے آپ نے فرمایا بلاؤ وہ حاضر خدمت ہوا اس وقت مولانا ٹوٹی ہوئی بوسیدہ چٹائی پر  
 بیٹھے ہوئے کچھ تحریر فرماتے تھے انگریز کو ایک شکستہ موندھے پرٹھایا اس نے کچھ شرعی مسائل  
 نکاح و طلاق کے متعلق آپ سے دریافت کیے آپ نے اس کے جوابات مفصل ارشاد فرمائے اسکے

بعد اُسے دریافت کیا کہ جناب کی بسر دقات کیسے ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ اب ظاہر سب اب  
 میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے عسرت میں بسر ہوتی ہے اُسے عرض کیا کہ میں سرکاری ملازمت  
 آپ کو دلا دوں گا آپ نے فرمایا کہ میں بدقون شرع کے احکام جاری کر چکا ہوں اب مجھ کو اپنے  
 خدا سے شرم آتی ہے کہ خلافت شرع احکام دون اور انگریزوں کی ملازمت میں یہ ضروری  
 ہو گا اُسے کہا کہ نہیں میں ایسی صورت کروں گا کہ آپ کے متعلق احکام دنیا ٹھہرے اور کوئی خلاف  
 شرع امر آپ کے متعلق نہ کیا جائے آپ نے منظور فرمایا وہ انگریز چلا گیا اور دوسرے دن بھر آیا  
 اور اپنے ساتھ ایک مسلمان منشی کو لیتا آیا اور آپ کے عرض کیا کہ میں نے آپ کے لیے رجسٹری  
 کا عہدہ تجویز کیا ہے جسکی آمدنی اس وقت چھ سات سو روپیہ ماہوار سے زائد تھی آپ نے دریافت  
 کیا کہ رجسٹری کیا ہے اُسے آپ کو سمجھایا اُس کے بعد کہا کہ آپ کو کچھ زحمت نہ کرنا پڑیگی  
 ایک کمرہ دیر تک یہ اس میں منشی بیٹھ کر سب کام انجام دے لینگے آپ کو چار بجے صرف  
 رجسٹر دن اور دستاویزوں پر دستخط کر دینا ہونگے رجسٹری کا دفتر آپ کے بیان ہو گیا آپ نے  
 منشی کو نیچے کے کمرہ میں بیٹھنے کی ہدایت کر دی دوسرے دن سے کام شروع ہو گیا یہ انگریز  
 اُس زمانہ میں فنانشل اور جوڈیشل کمشنر اور دھکا تھا۔ دوسرے دن جب منشی کام ختم کر چکا اور  
 تمام دستاویزوں کو درج رجسٹر اور مکمل کر کے مفتی صاحب کے پاس دستخط کر لیا آپ نے دستاویز دیکھ  
 پڑھنے کا ارادہ کیا منشی نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہیں میں نے دیکھ لیا ہے سب  
 صحیح اور مکمل ہیں صرف دستخط فرمادیجیے آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے میرے دستخط تو بمنزلہ  
 میری شہادت کے ہونگے جب تک پڑھ نہ لوں شہادت کیسے دون منشی نے عرض کیا کہ آپ کو  
 اختیار ہے مگر اسکی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے رجسٹر کھوکھو کر دستاویزین ملاحظہ فرمانا شروع کیں  
 اتفاقاً پہلی دستاویز سودی قرضہ کے متعلق تھی دیکھتے ہی غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا  
 اور رجسٹر اٹھا کر دور پھینک دیا اور منشی سے کہا کہ ابھی نکل جاؤ اور فوراً اُسکو نکال دیا وہ متحیر  
 ہو کر انگریز کے پاس گیا اور اُس سے واقعہ بیان کیا اور اسکو یقین نہیں آیا۔ منشی سے کہا  
 کہ ضرورت تم نے کوئی نالافتی کی ہوگی اُس نے جب اصرار سے انکار کیا تو وہ انگریز منشی کو لیے  
 ہوئے دوسرے دن مفتی صاحب کی خدمت میں آیا آپ نے صورت دیکھتے ہی اُسکو بھی ڈانٹا

شروع کیا اور فرمایا کہ کافر سے اسکے سوا اور کیا امید ہو سکتی تھی میری ہی غلطی تھی جو کافر کے کہنے میں آگیا اور زار و قطار روننا شروع کیا وہ انگریز بالکل ساکت بیٹھا رہا تھوڑی دیر کے بعد اُس نے عرض کیا کہ آخر ارشاد ہو کہ کیا غلطی فتنی سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ سودی دستاویز پر میرے دستخط کر رہا تھا جو گدیا میری شہادت تھی حدیث شریف میں سود کے متعلق لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت آئی ہے ابھی تھوڑے زمانہ تک تو میرے دستخط خدا اور رسول کے احکام پر ہوتے تھے اب میرے دستخط سودی دستاویز پر ہو گئے۔ اُس نے آپ سے بہت معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھے غلطی ہو گئی میں اب ایسی صورت تجویز کروں گا کہ یہ بھی زحمت نہ ہے اور کسی غیر مشروع امر کی زحمت نہ پیش آئے۔ آپ نے باوجود اُس انگریز کے پید اصرار کے کسید طرح منظور نہ فرمایا۔ یہ انگریز اسکے بعد بھی کبھی کبھی مسائل دریافت کرتے حاضر خدمت ہوا تھا۔ انتہا۔ آپ کا عقد مولانا عبدالواحد نبیرہ بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے ایک صاحبزادہ مولوی ابوالکیش محمد ہمدی جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور دو صاحبزادیاں ایک زوجہ مولوی مفتی اللہ بن مولوی عظیم اللہ نبیرہ ملا محیل شہر جنکا انتقال یکم جمادی الثانیہ ۱۲۸۸ھ کو ہوا اور دوسری زوجہ مولوی انعام اللہ بن مولوی دلی اللہ یادگار دہلوی۔ مفتی صاحب کو بیعت حضرت مولانا ابوالحسن قدس سرہ سے تھی اور تعلیم اذکار و اشغال حضرت مولانا عیدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ حاشیہ شرح سلم ملا حسن حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک حاشیہ شمس بازغہ تکریم حاشی ملا حسن برشمس بازغہ حاشیہ طبعیات شفا حاشیہ شرح دقایق انکس علاوہ بخاری شریف اور بیضاوی پر متفرق تعلیقات ہیں آپ کے حالات مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ سعایہ اور مقدمہ عمدۃ المرعایہ میں بھی ذکر کیے ہیں۔

مولوی محمد یوسف عرف مفتی صاحب بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد ہمدی بن مفتی محمد یوسف مذکورہ بالا ولادت ۱۲۸۸ھ کو ہوئی کتب ابتدائیہ آپ نے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور بقیہ کتب مولانا حفیظ اللہ اعظمی علیہ السلام اور اساتذہ مولانا عین القضاۃ شاگردان مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے ابتدائیں تدریس کا اتفاق نہیں ہوا جب حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۲ھ میں سفر حج کو



تشریف لیکے جو مفتی محمد یوسف صاحب مجھ کو اور مولوی محمد قائم صاحب کو ہمراہ لیکر مولانا عین الحقنا  
 رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور ان سے ہماری تعلیم کیلئے عرض کیا مولانا نے فرمایا کہ میں نے مولوی  
 حافظ احمد کے پڑھانے کے بعد پڑھانا بالکل ترک کر دیا ہے اسکے بعد مفتی صاحب سے پڑھانے پر  
 بیحد اصرار و تاکید فرمائی اور ہم لوگوں سے کہا کہ تم انکا پیچھا نہ چھوڑنا غرض کہ میں نے اور مولوی  
 قائم صاحب نے میڈی اور نغہ امین اور شیدیہ اور ہدایہ کے کچھ اسباق مفتی صاحب سے پڑھے  
 جب مدرسہ عالیہ نظامیہ قائم ہوا تو امین بھی آپ برابر درس دیتے رہے۔ غالباً تا ایف تصنیف  
 کا اتفاق نہیں ہوا اللہ نے آپ سے علی خدمت اسکے بدلے اس طرح کی کہ آپ اپنے مطبع پر مفتی  
 ذریعہ سے سزاردن کتابوں کی عالم اسلام میں اشاعت فرمادی۔ آپ کو آخر میں زیابیس کی  
 شکایت ہو گئی تھی ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ میں ایک معمولی بھنسی پاؤں میں گھٹنے کے قریب نکلی  
 حسین اندر ہی اندر مواد پیدا ہو گیا ختم محرم تک تمام پاؤں میں مواد پیدا ہو گیا اور  
 برابر بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ شروع صفر ۱۳۳۷ھ میں بدقت صبح آپ نے انتقال فرمایا  
 اور باغ مولانا انوار میں اپنے جد امجد مفتی محمد یعقوب سے متصل اور مولانا نور الحق کے قبر کے  
 پائین آپ دفن ہوئے۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ ۱۶  
 آپ کا مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی سے ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ  
 جو اس وقت تک بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ ان سے مفتی صاحب کے تین صاحبزادے ہیں جو  
 نام یہ ہیں مولوی ابوالرحم محمد ایوب مولوی ابوالکرم محمد یونس مولوی ابوالفضل محمد ادریس  
 انہیں سے مولوی یونس کا اپنے والدین کے رو برو انتقال ہو گیا۔ انکا ذکر آگے آتا ہے  
 بقیہ کے اذکار اور پرگزہ گئے۔

مولوی محمد یونس بن مفتی محمد یوسف ثانی بن مولوی قاسم نبیرہ مفتی محمد یوسف اول  
 حفظ قرآن شریف کے بعد کنٹنٹہ کی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تحصیل کرنے اور مولوی اور مولانا کا  
 سند حاصل کیا یہ صاحبزادے نہایت ہونمار عقلند ذکی و ذی فراست تھے علوم جدیدہ سے بھی  
 اچھی واقفیت حاصل کی تھی انگریزی بھی خود اپنے شوق سے پڑھ لی تھی غرض کہ ان صاحبزادوں  
 سے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب کو امید قوی تھی کہ اپنے نامور ناناکے صحیح قائم

بگئے اور انکے نام کو اور روشن کرینگے مگر افسوس کہ درست قضائے تمام امید دن کو مٹی میں  
 ماحجزائے حیدر آباد میں عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر تفسیر مقرر ہو کر گئے اور تھوڑے  
 دنوں کام کرنے پائے تھے کہ کھانسی اور بخار نے جو انکا پڑانا مرعہ تھا عود کیا طویل فرنگی عمل  
 بن داپس گئے اور ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں اسی تاریخ جس میں ان کے نامور نانائے  
 وفات پائی تھی رہ گئے عالم بقا ہوئے اور اپنے والدین اور دیگر اعزاء کے دل پر داغ  
 حسرت رکھ گئے۔ تالیف و تصنیف کا پڑھنے کے وقت سے شوق تھا اور ختم تعلیم کے بعد  
 محققانہ لکھنے کا ذوق پیدا ہوا حسب ذیل تالیفات لکھے تھے ایک بینظیر رسالہ مکالمہ  
 ثلاثیہ کے متعلق لکھا تھا جو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے لندن بھیجا تھا افسوس کہ وہ گم ہو گیا  
 کلی طبی اور بعض مسائل منطقیہ پر اعتراضات اور جدید علوم کی روشنی میں اس پر محققانہ بحث  
 سے موضوع پر جو رسالہ لکھا تھا وہ مجھ کو بھی دکھایا تھا۔ ایک کتاب مدوح الاجتماع جو  
 دسیو برنی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ابن رشد کے نام سے حالات ابن رشد میں ایک  
 سوط کتاب لکھی ہے جس میں ابن رشد کے کتب پر نہایت قابلانہ تبصرہ و نقد بھی ہے یہ  
 دونوں کتابیں دارالمصنفین اعظم گڑھ کی طرف سے طبع بھی ہو گئی ہیں۔ تفسیر پر بھی متفرق یادداشت  
 باتے درس لکھے تھے۔ عقد کی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ گل سبزر باد خزان کے چھوٹکوں  
 سے کھٹلا گیا۔

مولوی محمد یونس اپنے نامور زانا کے پہلو میں مشرقی طرف دفن ہوئے اور ادریس  
 دونوں مزاروں کو ایک کر کے دونوں کے گرد حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ  
 مرمر کی جانی گلوادی ہے زق قدم اصل الکتاب فامحمد (ش)

## ضمیمہ

در ذکر اولاد مولانا قدرت علی و مولوی وزیر علی نواسگان مفتی محمد یعقوب بن سکوٹ  
 بن ملا سعید بن قطب شہید۔ جیسا کہ مفتی محمد یعقوب صاحب کے حالات میں ذکر ہوا ان کے  
 صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض علی کے ساتھ ہوا اُسے دو فرزند مولانا قدرت علی و مولوی  
 پیدا ہوئے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی اور فرنگی  
 ان کے تعلقات رہے اس لیے ان کا ذکر بطور ضمیمہ اولاد قطب شہید کے ذکر کے ساتھ مناسب  
 مولوی قدرت علی نے بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم ادلہ مولانا نور الحق سے  
 تکمیل مدراس جاکر حضرت بحر العلوم سے قرمانی اور فارغ التحصیل ہوئے عالم با علم  
 فاضل زمانہ تھے مدت اربعہ دست علم میں بسر فرمائی آپ سے بعض علماء فرنگی محل  
 پڑھاتے تھے آپ کا عقد اولاد مولانا محمد عبدالاعلیٰ بن بحر العلوم کی دختر کے ساتھ ہوا جو  
 صاحبزادی چھوڑ کر وفات پا گئیں ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی  
 بن مولوی وزیر علی کے ساتھ ہوا جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی قدرت علی صاحب کا  
 عقد شیوخ میں ہوا جسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے صاحبزادی کا  
 عبدالحکیم بن مولوی عبدالحکیم نبیرہ بحر العلوم کے ساتھ ہوا جن کا ذکر حرفت میں ہو چکا  
 صاحبزادوں کے نام ظفر احمد اور عبد الرحمن تھے۔ مولوی قدرت علی کی وفات  
 میں ہوئی۔ مولوی ظفر احمد کتب درسیہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے ملک العلماء  
 صاحبزادی سے عقد ہوا اور ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین یادگار چھوڑ کر ۱۲۶۶ھ میں  
 گیا۔ مولوی فخر الدین کتب درسیہ فرنگی محل میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے نہایت  
 محسن اور خوش بیان داعطہ تھے اپنے زمانہ میں بلکہ اپنے قبل بھی اس امر میں اپنا نظیر نہیں  
 تھے نہایت عقلمند اور سمجھدار تھے۔ بہت حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ تھے  
 عقد اولاد شیخ زین العابدین سہالوی از بنی اعوام قطب شہید کی دختر سے ہوا جو تین عا  
 ایک زوجہ مولوی محمد بن مولوی احسان اللہ اور دوسری زوجہ مولوی ابراہیم بن مو

سہ ان صاحبزادی کی وفات ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔  
 مولوی ابراہیم بن سکوٹ کا نام رمضان ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہوا اور مولوی فخر الدین کی وفات ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔

لی محمد اور تیسری زوجہ مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الحکیم اور ایک  
 صاحبزادہ مولوی نظام الدین پھولو کر وفات پا گئیں دوسرا عقد مولوی فخر الدین نے اپنی  
 موت زاد بن دختر مولوی محمد علی بن ملک العلما حیدر سے کیا جلا ولد انتقال کر گئیں  
 مولوی فخر الدین صاحب نے تیسرا عقد کلکتہ میں بھی کیا تھا مولوی فخر الدین صاحب نے اس  
 بادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۵ھ کو کلکتہ میں انتقال کیا اور مٹیابرج میں ایک قبر کے مشرقی گوشہ میں دفن  
 ہوئے۔ مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین صاحب کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ  
 علیہ پر ہر فارغ التحصیل ہوئے نہایت قابل اور زبردست فاضل تھے حضرت مولانا  
 عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زبان سے انکی قابلیت کی تعریف فرماتے تھے آپ نے  
 فرنگی محل کے قیام کے زمانہ میں تدریس کی جانب بھی توجہ فرمائی مگر پھر ترک تدریس فرمادیا  
 علم طب بھی حاصل فرمایا اور انہیں بھی کمال پیدا کیا فکر معیشت میں بنارس چلے گئے اور  
 وہاں ہی قیام فرمایا اور وہاں طب بھی شروع فرمایا آپ کے علاج کی دہان بہت شہرت  
 تھی خاص عزت و احترام کی نظر دین سے دیکھے جاتے تھے آخر سنہ ۱۳۱۵ھ میں طبعی ہو کر وطن  
 واپس ہوئے اور مردہ کرتے رہے جب کچھ فائدہ ہوا تو جائس ضلع ریلوے بریلی میں کسی  
 طبیب کے علاج کرانے کی غرض سے تشریف لیگئے اور وہاں ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۵ھ میں بمرض  
 وق انتقال کیا۔ آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق کی صاحبزادی سے ہوا تھا اور  
 اولاد بھی ہوئی تھی مگر زندہ نہ رہی اور بیوی صاحبہ نے لا ولد انتقال کیا بنارس میں  
 آپ نے بیرون فرنگی محل بھی ایک عقد کیا تھا جسے صرف ایک صاحبزادے نصیر الدین  
 اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں ان بیوی کا بھی بعارضہ وق انتقال ہو گیا اور صاحبزادی  
 بھی بمرض وق نہایت فوت ہو گئیں۔ مولوی نصیر الدین بن مولوی نظام الدین نے  
 اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد انکی حسب وصیت لکھنؤ میں قیام حضرت مولانا عبد الباری  
 رحمۃ اللہ علیہ کے محلہ کو وخرید کردہ مکان یعنی مکان مولوی یعقوب بن مولوی عیسیٰ عرجم  
 معروف بہ مسجد والا گھر واقع شمال مسجد فرنگی محل میں اختیار کیا اور انگریزی میں کمال حاصل  
 لیا نہایت قابل اور ہوشیار اور سمجھدار تھے بی سہ پاس کر کے ایم سہ کا امتحان دیا تھا کہ

صاحبزادی صاحبہ کا ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۵ھ میں انتقال ہوا

رحلہ میں مبتلا ہو گئے بالآخر ہر روزی کچھ سالہ میں انتقال کیا اور باغ مولوی انوار الحق  
درون ہمدانی کا عقد شیعہ مابعد علی بنیاموی کی لڑکی سے ہوا جس نے ایک لڑکا خرد سال عیسیٰ ا  
کو پیدا کیا اور اپنی ماں کے ساتھ لڑکا لے کر رہا۔

مولوی عبدالرحمن بن مولوی قدر علی کا نکاح اولاد مولوی عبدالکامع بن مولوی  
بن بحر العلوم کی دختر سے ہوا جو اولاد انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد مولوی عبدالرحمن سے  
شیخ علی بخش لکھنوی کی صاحبزادی یعنی مولوی وحید اللہ اور مولوی نصیر اللہ پسران ہ  
عبداللہ بن مولوی حفیظ اللہ کی خالہ کے ساتھ کیا۔ یہ میان بیوی و دونوں شباب میں ایک  
صاحبزادہ مولوی عبدالحفیظ چھوڑ کر وفات پا گئے۔ مولوی عبدالحفیظ نے کتب اسمیہ پڑ  
فکر مسائل کی اور مولوی فصیح اللہ بن مولوی عظیم اللہ بنیرہ ملا صاحب اللہ کی دختر سے عقد ہوا  
اور بیوی تقریباً ۱۵ دن کے آگے ہی انتقال کر گئے ان کا ایک لڑکا عبدالصمد تھا جو اب  
موجود ہے۔ مولوی عبدالرحمن کا انتقال صفر ۱۲۸۹ء میں ہوا۔

مولوی قدر علی کے دوسرے بھائی مولوی وزیر علی نے جوانی میں ایک صاحب  
مولوی نیاز احمد چھوڑ کر انتقال کیا۔ مولوی نیاز احمد نے بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے  
مولوی قدر علی سے کیا اور ایک صاحبزادی مولوی نیاز احمد اور ایک صاحبزادی  
مولوی نصیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بنیرہ ملا صاحب چھوڑ کر، رزقہ  
جمعہ ۱۲۸۷ء میں بمقام سہالی انتقال کیا اور پائین مزار حضرت قطب شہید دفن  
مولوی نیاز احمد کی صاحبزادی کا حال مولوی فقیر اللہ کے بیان میں گزرا کہ لاہ  
نوبت ہو گئیں۔ مولوی نیاز احمد رامپور میں مقیم تھے حفظ قرآن کیا تھا اسکے علا  
ہ لکھنؤ میں سکونت ہو گئے۔ بچہ مولوی قدر علی اور انکی بھائی کی پیری اولاد سوا جمیل الدین بن مولوی نصیر الدین کی ہے جو  
قد وقع المراءغ من تسويد هذه الاوراق بعد العصر يوم

الثلاثاء في الثامن والعشرين من شهر الله الحرام المحرم سنة ۱۲۸۷  
والربيعين بعد االف وثلثمائة من هجرة من لولا ما خلفت لاولاد  
والا لافترار احب عظماء الله عز وجل



# URDU RESERVED BOOK

۹۲۲۹۲

CALL No.

{۱۱۳۳۳}

ACC. NO.

۵۳۲۹۲

AUTHOR

الضاری محمد عنایت اللہ

TITLE

تذکرہ علماء فرنگی محل



۹۲۲۹۲

۵۳۲۹۲

الضاری محمد عنایت اللہ

تذکرہ علماء فرنگی محل

Date	No.	Date	No.
11.02.50.			
550			

DOR  
TIME



## MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

### RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-book and 10 Paise per volume per day for general books kept over due.



